ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی
ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی

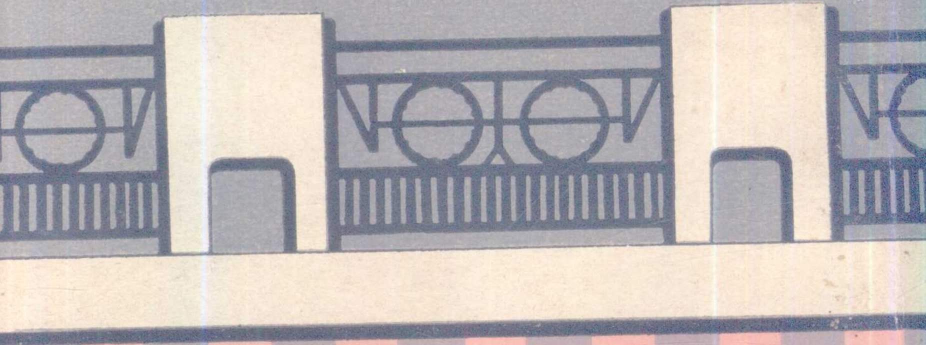

غیر سودی بینک کاری

www.KitaboSunnat.com

سلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔ ڈھاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

غیر سودی بنک کاری

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-۰۰ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....

www.KitaboSunnat.com

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
۱۳- ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور (مغربی پاکستان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

طابع : اخلاق حسین، ڈائرکٹر

ناشر : اسلامک پبلیکیشنز، لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

مطبع وفاق پرنٹنگ پریس، لاہور

اشاعت :-

اوّل	جولائی ۱۹۶۹ء	۲۰۰۰
دوم	فروری ۱۹۷۵ء	۱۰۰۰

المکتبۃ الرحمانیۃ

۹۹-بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

نمبر ......12361......

قیمت :- اعلیٰ ایڈیشن ۵۰-۱۰ روپے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر سودی بنک کاری

فہرست ابواب

پیش لفظ		۹
دیباچہ		۱۱
پہلا باب	بنک کا قیام	۱۵
دوسرا باب	بنک کا کاروبار	۲۱
تیسرا باب	بینک اور اصحاب سرمایہ	۴۷
چوتھا باب	بینک کے قرضے	۶۵
پانچواں باب	تخلیق زر کا عمل	۸۹
چھٹا باب	مرکزی بینک	۱۱۵
ساتواں باب	نظام بنک کاری اور مالیات عامہ	۱۴۹
آٹھواں باب	صارفین کے لئے قرضے	۱۸۳
نواں باب	چند وضاحتیں	۱۹۹
ضمیمے		۲۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ ۹

دیباچہ ۱۱

پہلا باب بنک کا قیام ۱۵

دوسرا باب بنک کا کاروبار ۲۱

بالمعاوضہ خدمات ۲۱

نفع آور کاروبار میں سرمایہ لگانا ۲۳

بنک کے سرمایہ کے ذریعہ شرکت ۲۹

بنک کے سرمایہ کے ذریعہ مضاربت ۲۹

جاری کاروبار میں سرمایہ لگانے کا مسئلہ ۳۸

کاروباری اداروں کے حصص کی خریداری ۴۴

تیسرا باب بینک اور اصحاب سرمایہ ۴۷

مضاربت کے اصول پر مزید سرمایہ کا حصول ۴۷

مضاربت کھاتہ ۴۸

مضاربت کھاتہ کے نفع نقصان کی تعیین ۵۳

کاروبار بنک کاری میں قرض سرمایہ کا استعمال ۵۶

قرض کھاتہ نقد محفوظ ۵۸

بینکوں کے درمیان مسابقت ۶۲

چوتھا باب بینک کے قرضے ۶۵

قصیر المیعاد قرضوں کی ضرورت اور ان کی فراہمی ۶۷

قرض کھاتہ اور قصیر المیعاد قرضے ۶۹

غیر سودی قرض دینے کے محرکات ۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض کھاتہ اور دیئے جانے والے قرضوں کے درمیان نسبت کی تعیین۔ ۷۶

قرض کی طلب اور رسد کے درمیان توازن۔ ۷۷

قرض کی مدت۔ ۷۹

قرض کے بالمقابل ضمانت۔ ۸۱

قرض کے حساب کتاب پر آنے والے اخراجات۔ ۸۳

تجارتی منڈیوں کا مسئلہ۔ ۸۴

پانچواں باب تخلیق زر کا عمل ۸۹

زر بنک کی نوعیت۔ ۹۰

زر بنک کی تخلیق کا عمل۔ ۹۵

مثالیں۔ ۹۷

بنکوں میں نئے نقد کی آمد۔ ۱۰۰

زر کی رسد میں اضافہ۔ ۱۰۰

زر کی رسد میں اضافہ کے ساتھ توازن۔ ۱۰۱

زر کی رسد میں اضافہ کی مرحلہ وار تفصیل۔ ۱۰۱

زر بنک کی منسوخی اور زر کی رسد میں تخفیف۔ ۱۰۷

بنکوں کا نفع یا نقصان اور تخلیق زر کا عمل۔ ۱۱۱

چھٹا باب مرکزی بنک ۱۱۵

اعمال و وظائف۔ ۱۱۵

بنیادی ضابطے۔ ۱۱۸

نسبت نقد محفوظ میں تبدیلی۔ ۱۲۴

نسبت استقراض کا ترمیمی استعمال ۱۳۰

تجارتی حصص کی خرید و فروخت۔ ۱۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبت قرض میں تبدیلی۔	۱۴۳
متعدد آلات کا استعمال۔	۱۴۶
ساتواں باب نظام بنک کاری اور مالیات عامہ	۱۴۹
حکومت کے مصارف اور ذرائع آمدنی۔	۱۵۱
شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ کی فراہمی۔	۱۵۵
حکومتی حصص مضاربت۔	۱۵۶
حکومتی حصص شرکت۔	۱۶۲
حکومتی قرضے۔	۱۶۸
اسناد قرض۔	۱۷۴
حکومتی اسناد قرض اور نظام بنک کاری۔	۱۷۹
حکومتی حصص شرکت اور نظام بنک کاری۔	۱۸۰
حکومتی حصص مضاربت اور نظام بنک کاری۔	۱۸۲
آٹھواں باب صارفین کے لئے قرضے	۱۸۳
صارفین کی ضروریات۔	۱۸۳
قرض کے ذرائع۔	۱۸۵
بینکوں سے صارفین کے لئے قرضے۔	۱۸۷
زائد از جمع رقم نکالنے کا اختیار۔	۱۸۸
اسناد خریداری۔	۱۹۰
ادھار خریداری کا نظام اور ریاست۔	۱۹۳
ال باب چند وضاحتیں	۱۹۹
بچت کی رسد۔	۱۹۹
کاروباری سرمایہ کی رسد۔	۲۰۳
قومی دائرہ کے لئے سرمایہ کی فراہمی۔	۲۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	کاروبار بنک کاری کی نفع آوری۔	۲۰۸
	بینکوں کی نقدیت۔	۲۰۸
	غیر سودی بنک کاری اور ریاست۔	۲۰۹
ضمیمہ (۱)	غیر سودی بنک کاری پر کتب و مقالات۔	۲۱۲
ضمیمہ (۲)	فرہنگ اصطلاحات (اردو۔ انگریزی)۔	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ سود کو ممنوع قرار دینے کے بعد بینکنگ کی تنظیم کس طرح ہو گی۔ اس کے پہلے آٹھ ابواب رسالۂ زندگی، رام پور، کے فروری تا دسمبر ۱۹۶۰ء کے شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ماہنامہ چراغِ راہ، کراچی، نے فروری۔ مارچ ۱۹۶۰ء کے شمارہ میں پہلے سات ابواب کا خلاصہ بھی شائع کیا تھا۔ میں ان رسالوں کے مدیر حضرات کا مشکور ہوں۔ رسالہ میں اشاعت کے بعد مجھے متعدد ماہرینِ معاشیات اور علمائے اسلام سے اس موضوع پر استفادہ کا موقع ملا ہے۔ متعدد مسائل پر مجھے فضل الرحمٰن فریدی صاحب، شعبۂ معاشیات مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے تبادلۂ خیال کے بعد رائے قائم کرنے میں مدد ملی ہے۔ برادرم نور الحق صدیقی (ریزرو بینک) اور ڈاکٹر وحید الدین خاں صاحب (حیدر آباد) نے بھی مطبوعہ ابواب کا مطالعہ کر کے مشورے دیئے ہیں۔ پروفیسر علی محمد خسرو صاحب، ڈائریکٹر، انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک گروتھ۔ دہلی۔ نے بڑی توجہ سے مطبوعہ ابواب کا مطالعہ کر کے تفصیلی تبادلۂ خیال کے دوران میں مجھے مشورے دیئے ہیں۔ میں ان دوستوں اور بزرگوں کا بہت مشکور ہوں۔ خاص طور پر میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی شدید مصروفیت اور علالت کے باوجود مطبوعہ ابواب کو بالاستیعاب پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رایوں سے مطلع فرمایا۔ ان بزرگوں اور دوستوں سے استفادہ کے بعد میں نے مطبوعہ ابواب میں متعدد ترمیمیں اور اضافے بھی کیے ہیں۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ایک ضمیمہ میں اس موضوع پر اب تک کے لٹریچر کا جائزہ لیا گیا ہے جس سے مزید غور و فکر میں مدد مل سکتی ہے۔ مسئلہ کی نوعیت کے پیش نظر متعدد امور کے بارے میں خود کوئی تجویز پیش کرنا یا آزادانہ رائے قائم کرنا ناگزیر تھا، اس لئے یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں جو رائیں ظاہر کی گئی ہیں ان کی ذمہ داری صرف مصنف پر ہے نہ کہ اُسے مشورہ دینے والے بزرگوں اور احباب پر! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے جن کی دلچسپی اور تعاون سے یہ کام پورا ہوا اور طباعت کے مرحلہ سے گزر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر پڑھنے والوں تک پہنچا، اور زیر غور مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائے۔ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے:-

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

محمد نجات اللہ صدیقی

شعبہ معاشیات
مسلم یونی ورسٹی۔ علی گڑھ
۲۸ دسمبر ۱۹۶۸ء
۷ شوال ۱۳۸۸ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

اسلام نے سود کو حرام قرار دے کر انسانی زندگی سے ظلم اور بے انصافی کی ایک بہت بڑی شکل کو ختم کرنا چاہا ہے، اور عملی اعتبار سے دورِ جدید میں اسلامی زندگی کی تنظیم نو کے سلسلے میں یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ جدید معیشت میں سود اور سودی کاروبار کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ بینکنگ کا پورا نظام سود پر قائم ہے۔ معاشی زندگی کی اسلامی تعمیر نو کے لئے ضروری ہے کہ سود کے بغیر بینکنگ کا نظام قائم کیا جائے اور کامیابی کے ساتھ چلایا جائے۔ یہ بات کسی بحث کی محتاج نہیں ہے کہ بینکنگ کا نظام چند بنیادی، مفید اور ناگزیر خدمات انجام دیتا ہے اور اس قسم کے کسی نظام کے بغیر جدید ترقی یافتہ معیشت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی معاشیات کے موضوع پر لکھنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ سود کے بغیر بھی بینکنگ کا کام اس طرح چلایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے معروف وظائف انجام دے سکے۔ یہ مفکرین اس بات پر بھی متفق ہیں کہ بینکنگ کی اسلامی تنظیم نو شرکت اور مضاربت کے شرعی اصولوں کی بنیاد پر کی جانی چاہیئے۔ لیکن ابھی تک یہ بات تفصیل سے واضح نہیں کی جا سکی ہے کہ شرکت اور مضاربت کی بنیادوں پر نظام بنک کاری کا قیام کس طرح عمل میں آئے گا اور اس کے ذریعے وہ تمام ضروری اور مفید خدمات کس طرح انجام پائیں گی جو جدید نظام بنک کاری انجام دیتا ہے۔ پیشِ نگاہ کتاب اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم غیر سودی نظام بنک کاری کا ایک خاکہ تجویز کریں گے۔ موضوع کی وسعت کے پیشِ نظر یہ خاکہ ابھی مجمل ہے اور اس کے بعض پہلو علیحدہ سے تفصیلی بحث کے محتاج ہیں۔ لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ غیر سودی نظام بنک کاری کے بنیادی خدوخال نمایاں ہو جائیں اور مزید تفصیلی تجزیے کے لئے ضروری بنیادیں فراہم ہو جائیں۔

مجوزہ خاکہ اور اس کی تشریح کے ضمن میں جو رائیں ظاہر کی جائیں گی وہ اہلِ علم کے سامنے غور و مشورہ کے لئے پیش کی جا رہی ہیں۔ تاکہ اس نئے مسئلے پر اسلام اور معاشیات کے علماء غور و فکر کے ذریعے کسی ایسی رائے تک پہنچ سکیں جو شریعت کی نگاہ میں مستند اور علم معاشیات کے نزدیک صحیح قرار پا سکے اور ساتھ ہی ہر سمجھدار آدمی کو قابلِ عمل بھی معلوم ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے ہم قدرے تفصیل کے ساتھ "شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول" واضح کر چکے ہیں[1] اس کتاب میں ان مباحث کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ ہم اسلام میں سود کی حرمت کو ایک مسلمہ امر تسلیم کرتے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں اور تجارتی سود یا بینک کے سود کو حرام سود کی تعریف میں داخل سمجھتے ہیں۔ جو لوگ اس کے شرعی دلائل یا حرمت سود کی عقلی توجیہ کے موضوع پر مطالعہ کرنا چاہیں وہ مناسب مآخذ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں[2] اسی طرح ہم بنکوں کے اعمال و وظائف اور جدید نظریہ بینکنگ پر بھی کوئی گفتگو نہ کر سکیں گے۔ جو لوگ جدید معیشت میں بنکوں کے اعمال و وظائف کو سمجھنا چاہیں ان کو انگریزی میں اس موضوع پر ایک وسیع لٹریچر مل سکتا ہے۔ اور اردو میں بھی ایسی کتابیں موجود ہیں جو ضروری معلومات بہم پہنچا سکتی ہیں۔ اس کتاب میں صرف یہ واضح کیا جائے گا کہ شرکت اور مضاربت کے اصولوں پر بنکوں کا قیام کس طرح عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ اور وہ اپنے معروف وظائف کس طرح انجام دے سکتا ہے۔ اس بحث میں قدم قدم پر ایسے مسائل سامنے آئیں گے جن کا تعلق زر کی بابت پالیسی (Monetary Policy) یا مالیات عامہ (Public Finance) سے ہے۔ ان مسائل پر سیر حاصل بحث بھی اس کتاب میں ممکن نہیں۔ ان سے صرف حسب ضرورت ہی تعرض کیا جا سکے گا۔

دور جدید میں تجارتی بنکوں کے علاوہ دوسرے درمیانی مالی اداروں (Financial Intermediaries) مثلاً انشورنس کمپنیوں، تعمیراتی انجمنوں، سرمایہ کار اداروں، وغیرہ کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ ادارے عوام کی بچتیں جمع کرنے اور انہیں سرمایہ کاری کی مخصوص راہوں

---

[1] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول — اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ۔ لاہور۔

[2] سید ابو الاعلیٰ مودودی: سود — اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۶۱ء

مولانا مفتی محمد شفیع: مسئلہ سود — ادارۃ المعارف۔ کراچی۔ ۱۳۸۰ھ

محمد فضل الرحمٰن: تجارتی سود — شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۶۷ء

ڈاکٹر انور اقبال قریشی: (Islam and the Theory of Interest) شیخ محمد اشرف۔ لاہور۔ ۱۹۴۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لگانے میں اہم حصہ لیتے ہیں۔ ان کی سرگرمیاں کریڈٹ کی رسد میں اضافہ کا سبب بن سکتی ہیں اور زر کی بابت پالیسی پر کسی جامع بحث میں ان اداروں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ غیر سودی معیشت میں ایسے اداروں کی نوعیت اور ان کا دائرہ کار علیحدہ سے غور و بحث کا محتاج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آئندہ مباحث میں ان سے کوئی تعرض نہیں کریں گے اور زر و بنک کاری کے روایتی (Conventional) تصور اور وظائف کی روشنی میں گفتگو کریں گے۔ اس ابتدائی مطالعہ میں ایسا کرنا ناگزیر ہے۔

غیر سودی بنک کاری کا مطالعہ کرتے وقت یہ حقیقت بھی سامنے رہنی چاہیئے کہ اس نظام کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے ضروری ہے کہ جس ملک میں اسے نافذ کیا جائے وہاں سود قانوناً ممنوع ہو اور سودی لین دین کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔ جہاں اس قانون کو سختی کے ساتھ نافذ نہیں کیا جائے گا وہاں اس کا امکان باقی رہے گا کہ بعض اصحاب سرمایہ انفرادی اغراض کے تحت اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچائیں۔ وہاں سودی لین دین کا چور بازار (Black Market) وجود میں آکر غیر سودی نظام کی کارکردگی کو متاثر کر سکتا ہے۔ اس ناگزیر شرط کے علاوہ بعض ایسے حالات بھی ہیں جن کو پیدا کیے بغیر اس بات کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ غیر سودی معیشت میں توازن پیدا ہو سکے۔ مثلاً حاجت مند صارفین کے لئے اجتماعی کفالت کا معقول انتظام اور سرمایہ کی ذخیرہ اندوزی کی محاصل کے ذریعہ ہمت شکنی۔ یہ اور ان جیسے دوسرے سازگار حالات ایک ایسے اسلامی نظام میں بدرجۂ اولیٰ پیدا کئے جا سکیں گے جو سود کو قانوناً ممنوع قرار دینے کے ساتھ دوسرے شرعی قوانین کو بھی نافذ کرے۔ اور شرعاً مطلوب مقاصد کو حاصل کرنے کا پورا اہتمام کرے۔ اجتماعی نظام کے اس اہتمام کے ساتھ اگر عام افراد معاشرہ دیانت، ذمہ داری، اور سماجی خدمت کے ان اوصاف کے بھی حامل ہوں جو اسلام اپنے پیروؤں میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو مجوزہ غیر سودی نظام بنک کاری کو سہولت کے ساتھ چلایا جا سکے گا۔ اور وہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے گا۔ جس معاشرہ میں افراد کا اخلاقی معیار پست ہو اور ذاتی اغراض کو اجتماعی مفاد پر ترجیح دینے کا جذبہ عام ہو وہاں غیر سودی نظام بنک کاری کو چلانے کے لئے قانون کا بیش از بیش سہارا لینا پڑے گا جس سے اس نظام کی کارکردگی متاثر ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

بنک کا قیام

بنک کا قیام شرکت عنان[1] کے اصول پر عمل میں آئے گا۔ چند افراد[2] سرمایہ فراہم کریں گے

---

[1] "شرکت عنان یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد افراد کسی کاروبار میں متعین سرمایوں کے ساتھ اسی معاہدہ کے تحت شریک ہوں کہ سب مل کر کاروبار کریں گے۔ اور کاروبار کے نفع و نقصان میں متعین نسبتوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔"

"شرکت کی صورت میں یہ لازمی نہیں کہ ہر شریک عملاً بھی کاروبار کرنے میں حصہ لے۔ البتہ کسی شریک کو کاروبار میں عملی حصہ لینے سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اصولاً اسے یہ حق حاصل رہے گا خواہ وہ عملاً حصہ لے یا نہ لے۔"

(شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ صفحہ ۱۵ - ۱۶)

مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند۔ دہلی ۶ ۱۹۶۹ء

[2] ایک فرد اپنے ذاتی سرمایہ سے بھی بنک قائم کر سکتا ہے، اسی طرح حکومت بھی ریاستی سرمایہ سے بنک قائم کر سکتی ہے۔ مگر عام طور پر بنک کے قیام کے لئے کثیر سرمایہ درکار ہوگا جسے چند افراد مل کر ہی فراہم کر سکیں گے۔ اسی لئے ہم نے آئندہ مباحث میں دوسری صورتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ عملاً ان صورتوں کو اختیار کرنے کی پوری گنجائش ہوگی، اور آئندہ مباحث کے تمام نتائج کا اطلاق ان صورتوں پر بھی ہوگا، بجز ان مباحث کے جن کا تعلق بنک کے حصہ داروں کے درمیان نفع کی تقسیم سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ اس مشترکہ سرمائے سے مضاربت پر کاروبار کرایا جائے، اور دوسری خدمات بالمعاوضہ انجام دی جائیں اور اس طرح نفع کمایا جائے۔ ان سرمایہ فراہم کرنے والوں کو ہم آئندہ "حصہ دار" کے نام سے یاد کریں گے۔

حصہ داروں کی تعداد کم ازکم دو ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ تعداد کے لئے اصولاً کوئی حد نہیں مقرر ہے لیکن سہولت کار اور دوسرے مصالح کے پیش نظر مناسب ہوگا کہ تعداد کی کوئی آخری حد مقرر کر دی جائے اس حد کی تعیین ہر ملک اور ہر زمانے میں مختلف ہوتی ہے مگر یہ تعداد بہت زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ اسی طرح اجتماعی مصالح کا تقاضا ہو تو حصہ داروں کی کم سے کم تعداد بھی مقرر کی جاسکتی ہے جو دو سے زائد ہونی چاہیئے۔

ان حصہ داروں کا فراہم کیا ہُوا سرمایہ باہم مساوی بھی ہو سکتا ہے اور غیر مساوی بھی۔ یہ طریقہ اختیار کرنا زیادہ موزوں ہوگا کہ سرمائے کی ایک خاص مقدار مثلاً ایک لاکھ روپے کو ایک حصہ قرار دیا جائے اور یہ طے کر دیا جائے کہ ہر شریک جتنے حصے چاہے خرید سکتا ہے۔ بنک کے مجموعی مشترکہ سرمائے کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مقداریں بھی مقرر کی جاسکتی ہیں۔

کسی حصہ دار کا فراہم کردہ سرمایہ بنک کے مجموعی مشترکہ سرمائے کے ساتھ جو نسبت رکھتا ہو اسی نسبت سے وہ حصہ دار بنک کا مالک سمجھا جائے گا۔

کاروبار بنک کاری کے منافع کے سلسلے میں یہ اصول اختیار کر لینا مناسب ہوگا کہ ان کی تقسیم سرمایوں کی مقداروں (یا حصص کی تعداد) کی نسبت سے ہوگی۔ بنک کے مجموعی نفع کو اس کے مجموعی سرمائے پر تقسیم کر دیا جائے گا اور اس طرح فی صد جو نفع آئے گا اسی کے حساب سے ہر صاحب سرمایہ کا نفع متعین کر لیا جائے گا۔ اصولاً اس بات کی پوری گنجائش ہے کہ شرکاء کے لئے نفع کی ایسی نسبتیں طے کر لی جائیں جو ان کے فراہم کردہ سرمایوں (خرید کردہ حصص) کے تناسب کی پابند نہ ہوں بلکہ ان سے مختلف ہوں۔ ایسا کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعض شرکاء دوسرے شرکاء کی بہ نسبت زیادہ تجربہ کار اور باصلاحیت ہوں، یا وہ زیادہ کاروباری اعمال انجام دینے کی ذمہ داری لئے رہے ہوں۔ لیکن حسابات میں سہولت اور کاروبار بنک کاری کی نوعیت کے پیش نظر ہماری رائے یہی ہے کہ کاروبار بنک کاری کے منافع شرکاء بنک کے درمیان ان کے فراہم کئے ہوئے سرمایوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مقداروں کی نسبت سے تقسیم کئے جانے چاہئیں۔

اگر کسی سال کاروبار بنک کاری میں بحیثیت مجموعی نقصان ہو تو یہ نقصان لازماً شرکار بنک کے درمیان ان کے سرمایوں کی نسبت سے تقسیم پائے گا۔ جیسا کہ شرکت کے شرعی احکام بیان کرتے ہوئے واضح کیا جا چکا ہے[۱]

بنک کے قیام کے لئے شرکت کا معاہدہ اس شرط کے ساتھ کیا جائے گا کہ بنک براہ راست صنعتی، زرعی یا تجارتی کاروبار نہیں کرے گا[۲] بلکہ مشترکہ سرمایہ کو شرکت یا مضاربت کے اصول پر کاروبار کے لئے دینے کا طریقہ اختیار کرے گا۔ ساتھ ہی بنک کاروباری افراد اور اداروں نیز عام افراد، دوسرے اداروں اور حکومت کی ایسی خدمات بھی انجام دے گا جن کے عوض معقول اجرت مل سکتی ہو۔ یہ اجرتیں بھی بنک کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہوں گی۔

ہر شریک اس بات پر رضامندی ظاہر کرے گا کہ بنک کے مشترکہ کاروبار کی جانب سے شرکت یا مضاربت کے اصول پر مزید سرمایہ حاصل کر کے اس کاروبار میں لگایا جائے اور کاروبار کی توسیع کے لئے قرض سرمایہ حاصل کیا جائے۔ تمام شرکار کی جانب سے شرکت کو اس بات کی بھی اجازت ہوگی کہ دوسرے افراد یا اداروں کو سرمایہ قرض دیا جائے یا مضاربت یا شرکت کے اصول پر سرمایہ فراہم کیا جائے۔ بنک کو پورا اختیار ہوگا کہ مشاہرہ یا اجرت کے عوض مزدوروں، کلرکوں اور ماہرین فن کی خدمات حاصل کرے۔ عمارتیں، سواریاں اور دوسرے سامان ضرورت خریدے یا کرایے پر حاصل کرے اور مشترکہ سرمایہ میں وہ تمام تصرفات کرے جو بنک کے کاروبار کے مفاد میں ہوں۔

ہر شریک کو دوسرے شرکار کی طرف سے اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی دوسرا کاروبار کرے یا کسی کاروباری ادارے میں شرکت یا مضاربت کے اصول پر شامل ہو اور سرمایہ قرض لے یا قرض دے۔ شرکار کے انفرادی اور نجی کاروباری تصرفات کا مشترکہ

---

[۱] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ ص ۲۱

[۲] یہ اصول ہم کسی شرعی پابندی کی بنا پر نہیں تجویز کر رہے ہیں بلکہ اس کی بنیاد کاروبار بنک کاری اور معیشت کے مجموعی مصالح ہیں۔ ان مصالح کے بارے میں اختلاف رائے ممکن ہے لہٰذا یہ اصول بھی قابل ترمیم ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروبار سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

بنک کے کاروبار سے متعلق تمام اہم فیصلے حصہ داروں کے باہمی مشورے سے طے پائیں گے اگر حصہ داروں کی تعداد بہت بڑی ہو تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وہ بہت سے امور کے بارے میں جن کی تعیین پہلے سے کرلی جانی چاہیئے فیصلے کا اختیار اپنی ایک نمائندہ مجلس کے سپرد کردیں۔ روزمرہ کاروباری فیصلوں کو تنخواہ دار منیجروں کے سپرد کیا جاسکتا ہے جن کے تقرر اور معزولی کا اختیار حصہ داروں یا ان کے نمائندوں پر مشتمل مجلس کو ہوگا۔

کاروبار بنک کاری چونکہ ایک مسلسل کاروبار ہے لہٰذا اس کی تکمیل یا اختتام کا کوئی وقت نہیں مقرر ہے۔ ایسی صورت میں حصہ داروں کا مفاد یہ چاہتا ہے کہ نفع ونقصان کی تعیین کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرلیا جائے جو حصہ داروں اور شرکت دونوں کے حق میں موزوں ہو۔ مناسب ہوگا کہ ہر مالی سال کے اختتام پر شرکت کے نفع ونقصان کی تعیین کے لئے اس کے حسابات کی جانچ کی جائے مجموعی نفع یا نقصان کی تعیین کے بعد ہر حصہ دار کے نفع یا نقصان کو متعین کیا جائے اور اس کے حصہ کا نفع اسے دے دیا جائے۔ نقصان کی صورت میں اسے مطلع کردیا جائے کہ اس کے سرمایہ میں نقصان کے بقدر کمی واقع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد آئندہ سال کے لئے معاہدہ شرکت کی تجدید کرتے ہوئے کاروبار جاری رکھا جائے۔ نئے مالی سال کا حساب پچھلے سال سے علیحدہ ہوگا۔ اس کے نقصانات کی تلافی میں وہ منافع نہیں واپس لے جاسکیں گے جو پہلے تقسیم کئے جاچکے ہیں، نہ اس کے نفع سے گزشتہ نقصانات کی تلافی کی جاسکے گی۔ البتہ نقصان کی صورت میں حصہ داروں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے سرمایہ میں واقع ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لئے نقصان کے بقدر مزید سرمایہ فراہم کردیں[۱]

ہر شریک کو ہر وقت اس کا اختیار ہوگا کہ وہ شرکت سے علیحدہ ہوجائے۔ کسی حصہ دار کی جانب سے علیحدگی کا نوٹس ملنے پر اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ مشترکہ کاروبار کے حسابات مکمل کرکے اس

---

[۱] ملاحظہ ہو "شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ صفحہ ۳۸-۳۹"

یہ معاملہ کی نوعیت کا اصولی تقاضا ہے۔ عملاً ایسی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں کہ نقصان کی تلافی کے لئے کسی حصہ دار سے مزید سرمایہ طلب کرنے کی ضرورت نہ پڑے، جب کہ اگلے باب کے آخر میں واضح کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک کا سرمایہ مع اس کے حصہ کے نفع یا نقصان کے واپس کر دیا جائے۔ اگر حسابات کی تکمیل کے لئے کچھ عرصہ مثلاً رواں سہ ماہی کے اختتام تک انتظار ضروری ہو تو ایسا کیا جائے گا۔ اس بات کی بھی پوری گنجائش ہے کہ شرکت کا معاہدہ کرتے وقت شرکاء اپنے کو اس کا پابند کر لیں کہ کسی شریک کی علیحدگی مالی سال کے اختتام، یا سہ ماہی حسابات کے موقع پر ہی عمل میں آسکے گی۔ علیحدہ ہونے والے شریک یا شرکاء کے علاوہ باقی شرکاء کے حق میں شرکت باقی رہے گی[1]

کسی شریک کی موت سے اس شریک کی حد تک شرکت ختم ہو جائے گی اور مذکورہ بالا طریقے کے مطابق حسابات مکمل کر کے اس کا سرمایہ مع نفع یا نقصان کے اس کے شرعی ورثاء یا ان افراد کو واپس کر دیا جائے گا جن کے حق میں اس نے وصیت کی ہو۔ البتہ اگر کوئی وارث یا ورثاء اس کی خواہش کریں اور باقی شرکاء راضی ہوں تو مرنے والے حصہ دار کے وارث یا ورثاء کو اس کی جگہ دی جا سکتی ہے[2]۔

چونکہ بنک کو اس کے شرکاء کی جانب سے کاروبار کے لئے قرض لینے اور قرض دینے کی اجازت ہوگی لہذا ان شرکاء کی مالی ذمہ داری ان کے فراہم کردہ سرمایہ تک محدود نہیں ہوگی بلکہ ان سے متجاوز ہوگی۔ چونکہ عام طور پر قرض لین دین کے سلسلے میں بنک کسی حد کا پابند نہیں ہوگا لہذا یہ کہنا درست ہوگا کہ ہر شریک (حصہ دار) کی مالی ذمہ داری غیر محدود ہوگی۔ اگر کاروبار بنک کاری میں اتنا زبردست خسارہ ہو کہ لئے ہوئے قرضوں اور دوسری واجب الادا رقوم کی ادائیگی کے لئے مشترکہ سرمایہ کافی نہ ہو تو اس کمی کو حصہ دار اپنے ذاتی مال میں سے پورا کریں گے[3] البتہ کسی حصہ دار نے اپنی ذاتی حیثیت میں جو مالی ذمہ داریاں اٹھائی ہوں ان کی ادائیگی میں دوسرے حصہ دار اس کے شریک نہ ہونگے۔ حصہ داروں کے نجی کاروبار کی مالی ذمہ داریوں سے شرکت کو کوئی تعلق نہ ہوگا[4]

---

[1] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ صفحہ ۱۳۰

[2] ملاحظہ ہو: شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول، صفحات ۱۴۶۔ ۱۴۹۔

[3] ایضاً۔ صفحات ۱۲۰۔ ۱۲۱۔

[4] بنک کے قیام کے بارے میں مذکورہ بالا بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے لئے سرمایہ شرکت کے اصول پر فراہم کیا جائے گا اور شرکاء کی مالی ذمہ داری (Liability) غیر محدود ہوگی۔ (باقی بر صفحہ ۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) دورِ جدید میں بڑے بنکوں کا قیام محدود مالی ذمہ داری (Limited Liability) کے اصول پر حصص کی فروخت کے ذریعہ فراہم کئے ہوئے سرمایہ سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ بنک شرکت کی معروف فقہی شکل کے بجائے مشترکہ حصص پر مشتمل کمپنی (Joint Stock Company) کے طور پر منظم کیا جاتا ہے۔ شریعت کی رو سے اس تنظیم کی نوعیت کیا ہے اور اس میں حصہ داروں کی مالی ذمہ داری محدود رکھی جاسکتی ہے یا نہیں، یہ ایک قابلِ تحقیق مسئلہ ہے۔ مسئلہ کی سادہ صورت کو سامنے رکھ کر یہی رائے بنتی ہے کہ حصہ داروں کی مالی ذمہ داری غیر محدود ہونی چاہیئے تاکہ کاروبار بنک کاری میں کسی زبردست خسارہ کی صورت میں بنک سے لین دین کرنے والوں کے مفادات محفوظ رہ سکیں۔ مگر دورِ جدید میں ان مفادات کا تحفظ بنک کو اپنے منافع کے ایک حصہ کو مدِ محفوظ (Reserve Fund) میں رکھنے کا پابند کرکے نیز دوسرے قوانین وضوابط کے ذریعہ کیا جاتا ہے، لہٰذا اس موضوع پر از سرِ نو سوچنے کی ضرورت ہے۔ بحث کو پیچیدگی سے بچانے کے لئے ہم نے کسی مختلف فیہ طریقہ کو مجوزہ خاکہ میں کوئی کلیدی مقام دینے سے پرہیز کیا ہے لیکن اگر بنکوں کی تنظیم محدود ذمہ داری کے مشترکہ حصص کی بنیاد پر کی جائے تو اس سے مجوزہ خاکہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس صورت میں حصہ کی مقدار کم رکھ کر بڑے پیمانہ پر عام بچت کاروں اور چھوٹے اصحاب سرمایہ سے بنک کے لئے سرمایہ جمع کیا جاسکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

بینک کا کاروبار

بینک کے کاروبار کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وہ خدمات جو بینک فیس، کمیشن، یا متعین اجرت کے عوض انجام دے گا۔

۲۔ شرکت یا مضاربت کے اصول پر کاروبار میں سرمایہ لگانا۔

۳۔ بلامعاوضہ خدمات۔

ذیل میں پہلی دو قسموں کا مطالعہ کیا جائے گا۔ تیسرے کام کا مطالعہ چوتھے باب میں کیا گیا ہے۔

بالمعاوضہ خدمات

ان خدمات سے حاصل ہونے والی آمدنی چونکہ ان خدمات کی انجام دہی پر آنے والی لاگت سے زیادہ ہو سکتی ہے اس لئے یہ بھی بینک کے لئے نفع کمانے کا ایک اہم ذریعہ ہوں گی۔ دوسری جانب ان سے معاشرہ اور بالخصوص کاروباری طبقے کی اہم ضروریات پوری ہوں گی۔ یہ وہی خدمات ہیں جن کی معاصر بینک بھی فیس، کمیشن یا متعین معاوضوں کے بدلے انجام دیتے ہیں۔ چونکہ اس طرح کی بالمعاوضہ خدمات کی انجام دہی آج بھی سود سے پاک ہے لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ طریقے غیر سودی نظام میں بھی جاری نہ رہیں۔ ان خدمات اور ان انجام دہی کے طریقوں کا تفصیلی مطالع موزوں ماخذ کی مدد سے کیا جا سکتا ہے ذیل میں بعض اہم خدمات کے ذکر پر اکتفا کیا جائیگا۔

ا۔ امانتیں رکھنا اور ان کی حفاظت کا اہتمام کرنا۔ بینک اپنے یہاں مقفل بکس (Lockers) رکھے گا جن میں زیورات، اہم کاغذات اور دستاویزیں، سندیں اور دوسری قیمتی اشیاء رکھی جا سکیں گی۔ بینک ان اشیاء کی حفاظت کا ذمہ لے گا اور اس کی مناسب اجرت وصول کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) رقموں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔ سفری چیک، بینک ڈرافٹ، خطوطِ اعتماد (Letters of Credit) اور مختلف قسم کی مالی سندوں کے ذریعے بنک چھوٹی بڑی رقوم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی خدمت انجام دیتے ہیں اور اس کا معاوضہ فی صد کمیشن یا فیس کی صورت میں وصول کرتے ہیں۔ چونکہ ہر بڑے بنک کی شاخیں متعدد مقامات پر ہوتی ہیں یا اگر شاخیں نہ ہوں تو بھی بنک ایک دوسرے سے لین دین رکھتے ہیں لہٰذا ان خدمات کی انجام دہی پر بنکوں کو برائے نام لاگت آتی ہے جب کہ گاہک کو اس سے کافی فائدہ ہوتا ہے۔ یہ طریقہ غیر سودی نظام بنک کاری میں بھی اختیار کیا جاتا رہے گا اور بنکوں کی آمدنی کا ذریعہ ہوگا۔

ج۔ بحری اور ہوائی جہازوں، ریل یا موٹر وغیرہ کے ذریعہ منگوائے جانے والے تجارتی اموال اور دیگر سامانوں کو اپنے گاہکوں کی نمائندگی کرتے ہوئے چھڑانے، گاہک کی طرف سے اس کی ہدایت کے مطابق ان کی قیمتیں ادا کرنے اور مال کو گاہک تک پہنچانے کی خدمات انجام دے کر بھی بینک معاوضہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی بدستور رائج رہے گا۔

د۔ اپنے گاہکوں کی نمائندگی کرتے ہوئے غیر منقولہ جائداد کی خرید و فروخت کا معاملہ کرنا اور اس سلسلے میں قانونی کارروائیوں کی تکمیل کرانا بھی ان بالمعاوضہ خدمات میں سے ہے جو بینک انجام دے سکتے ہیں۔

ھ۔ بعض معاصر بنک کاروباری فریقوں کو نیا کاروبار شروع کرنے یا موجودہ کاروبار کی توسیع کے سلسلے میں ماہرانہ مشورے دیتے، مشینری، خام مال اور دیگر اشیاء کی فراہمی اور خریداری میں ان کی مدد کرتے اور فی الجملہ کاروبار کی ترویج و ترقی میں ان کے کاروباری اور قانونی مشیر کی حیثیت سے کام کرتے ہیں[1]۔ اس کام کی انجام دہی کے لئے بینک تنخواہ دار ماہرین فن کی خدمات حاصل کرتے ہیں

---

[1]

David Rockfeller: Creative Management in Banking: pp. 40-44 Mc Grawhill, New York 1964.

A. James Meigs: Recent Innovations in the Functions of Banks. American Economic Review, May 1966.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خود اپنے کاروباری گاہکوں سے اپنی ان خدمات کا معقول معاوضہ وصول کرتے ہیں۔ یہ تمام معاوضے سود سے پاک ہیں اور غیر سودی نظام میں بھی حاصل کئے جا سکیں گے۔

د۔ بینک اپنے کھاتہ داروں اور گاہکوں کو اہم مالی امور میں مشورے دینے کے علاوہ ان کی جانب سے تجارتی حصص کی خرید و فروخت یا ان کے سرمایہ کو مختلف کاروباری اداروں میں لگانے کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں وہ اپنے گاہکوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ان حصص کے منافع وصول کرتے ہیں اور ان حصص کو اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ تمام خدمات بالمعاوضہ ہوتی ہیں اور مجوزہ نظام بنک کاری میں بھی جاری رہیں گی۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے بالمعاوضہ خدمات کی کوئی متعین فہرست نہیں پیش کی جا سکتی۔ حالات کی تبدیلی، گاہکوں کی طلب اور بینکوں کی اپنی اپج اور پیش قدمی نئی نئی خدمات پیش کرے گی اور بینک ہر ایسی خدمت کو بخوشی انجام دے گا جس سے اس کا کاروبار بڑھتا ہو، اس کے گاہکوں کا حلقہ وسیع تر ہوتا ہو اور اسے مزید نفع حاصل ہوتا ہو۔ بینک اپنے تجربہ، ساکھ، نظام حفاظت اور اپنی ملک گیر بلکہ عالم گیر نوعیت کے سبب ان گوناگوں خدمات کو سہولت اور کفایت کے ساتھ انجام دے کر اپنے گاہکوں ——— عوام، کاروباری افراد اور اداروں، حکومت اور دوسرے عوامی اداروں ——— سے ان کے معقول معاوضے وصول کر سکیں گے۔ عام طور پر یہ معاوضے ان خدمات کی لاگت سے زیادہ ہوں گے۔ مختلف بنکوں کی شرح معاوضہ مختلف ہو سکتی ہے۔ مگر بینکوں کی باہمی مسابقت ان شرحوں کو اعتدال کی حدود میں رکھے گی۔ ضرورت محسوس کی جائے تو مرکزی بنک یا حکومت اعتدال سے تجاوز کو روک سکے گی۔

نفع آور کاروبار میں سرمایہ لگانا

بنک کے لئے نفع کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ اپنے سرمایہ کو شرکت عنان یا مضاربت[1] کے اصول

---

[1] "مضاربت یہ ہے کہ ایک فریق سرمایہ فراہم کرے اور دوسرا اس سرمایہ سے کاروبار کرے، اس معاہدہ کے تحت کہ اسے کاروبار کے نفع میں ایک متعین نسبت سے حصہ ملے گا۔" (باقی بر صـ۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کاروبار کرنے والے فریقوں کو فراہم کرتا ہے۔ چونکہ سرمایہ لگانے کی یہ دونوں صورتیں اپنی نوعیت اور شرعی احکام کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا ان پر علیحدہ علیحدہ گفتگو کی جائے گی۔

(۱) بنک کے سرمایہ کے ذریعے شرکت

سرمایہ کے نفع آور استعمال کی ایک شکل یہ ہے کہ بنک کسی کاروباری فریق کے ساتھ اس کے کاروبار میں شریک ہو جائے۔ کاروبار میں کاروباری فریق کا سرمایہ بھی شامل ہوگا اور بینک کا بھی اور کاروبار چلانے میں کاروباری فریق کے ساتھ بنک کے تنخواہ دار نمائندے اور ماہرین فن بھی شریک ہوں گے۔ شرکت کے معاہدے میں کاروبار کی نوعیت، اس کے حدود، اگر مناسب سمجھا جائے تو اس کی مدت، اور نفع کی تقسیم کے اصول کی صراحت ہوگی۔ جہاں تک نقصان کا سوال ہے اس کی ذمہ داری لازماً سرمایوں کی مقدار کی نسبت سے تقسیم پائے گی۔ کاروبار کے اختتام، یا مدت کاروبار کی تکمیل پر یا کسی شریک کی جانب سے اختتام کاروبار کے اعلان پر کاروبار کے حسابات مکمل کر کے نفع اور نقصان کا تعین کیا جائے گا اور اسے مذکورہ بالا اصول کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ اصل سرمائے نفع یا نقصان کے ساتھ بنک اور کاروباری فریق کو واپس مل جائیں گے۔

بنک جب شرکت کا معاہدہ کرے تو اسے اس بات کا اہتمام کرنا ہوگا کہ اس کی مالی ذمہ داری اس کے فراہم کردہ سرمایہ کے بقدر محدود ہو، لامحدود نہ ہو۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ کاروبار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) ”مضاربت کی صورت میں بھی مال فراہم کرنے والے اور کاروبار کرنے والے متعدد افراد ہو سکتے ہیں۔ یعنی سرمایہ چند افراد مل کر فراہم کریں اور اس سے چند افراد مل کر کاروبار کریں، یا سرمایہ ایک فرد کا ہو اور اس سے چند افراد مل کر کاروبار کریں، یا چند افراد مل کر سرمایہ فراہم کریں اور اس سرمایہ سے ایک فرد کاروبار کرے۔“

(شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ صفحہ: ۱۶)

”نقصان نام ہے اصل سرمایہ کے ڈوب جانے والے حصہ کا۔ لہٰذا نقصان ہمیشہ کاروبار میں لگے ہوئے سرمایوں پر ان کی مقداروں کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا، اور اسے ان سرمایوں کے مالک برداشت کریں گے۔“

”جس فریق نے کاروبار میں سرمایہ نہ لگایا ہو اس کو کاروبار کا نقصان نہ برداشت کرنا ہوگا۔“

(شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول صفحہ: ۱۷-۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں بنک شرکت عنان کے اصول پر سرمایہ لگائے اس شرط کے تحت چلایا جائے کہ اسے سرمایہ شرکت کے حدود سے زیادہ وسعت نہ دی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ادھار لین دین اور قرض لینے یا دینے میں اس امر کا لحاظ رکھے گا کہ کسی وقت مشترکہ کاروبار کے ذمہ اس کی نقد تحویل اور موجود اثاثے کی قیمت کے مجموعے سے زیادہ مالی ادائیگیاں نہ واجب ہوں۔ محدود ذمہ داری کے اس اصول کی تشریح ہم شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول بیان کرتے وقت کر چکے ہیں[1]۔

اس حد بندی کی ضرورت اس لئے ہے کہ جیسا کہ آئندہ صفحات میں واضح کیا جائے گا، بنک کے سرمایہ میں ایک بڑی رقم مضاربت کے اصول پر رقمیں جمع کرنے والوں کی فراہم کردہ ہوگی۔ نظام بنک کاری کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کھاتہ داروں کی مالی ذمہ داری محدود ہو۔ اس کی صورت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ بنک اپنا سرمایہ جہاں بھی لگائے محدود مالی ذمہ داری کے ساتھ لگائے۔

شرکت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرنے کی صورت میں بنک آزاد ہوگا کہ اپنے کاروباری شریکوں سے نفع کی تقسیم کے لئے جو اصول بھی چاہے طے کرلے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ نفع میں بنک اور اس کے کاروباری شریک کے حصے فی صد یا نسبت کی صورت میں طے کئے جائیں۔ کسی فریق کے لئے کوئی متعین رقم نہ طے کی جائے۔ اس شرط کے ساتھ بنک آزاد ہے کہ نفع کی تقسیم کو سرمایوں کی مقداروں کے تابع رکھے، یا ان سے آزاد ہو کر کچھ اور نسبتیں طے کرلے۔ مختلف کاروباری اداروں یا فریقوں کے ساتھ شرکت کرتے وقت بنک نفع کی تقسیم کی مختلف نسبتیں بھی طے کر سکتا ہے۔

معاہدہ شرکت کے اختتام پر اگر بنک کو اپنا سرمایہ نفع کے ساتھ واپس ملے تو یہ نفع اس کے مجموعی منافع بنک کاری میں شامل ہو جائے گا۔ اگر کسی شرکت میں اسے خسارہ اٹھانا پڑے تو یہ خسارہ بھی اس کے نفع نقصان کے مجموعی حسابات میں ضم ہو جائے گا۔ نفع ونقصان کی تعیین کے ضمن میں چند مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی مسلسل جاری کاروبار کے منافع کی تعیین کیونکر عمل میں آئے گی، یا کسی جاری کاروبار میں شریک ہونے یا اس سے علیحدگی اختیار کرنے کی کیا صورت ہوگی۔ ان پر آئندہ بحث کی جائے گی کیونکہ یہ مسائل اس صورت میں بھی پیدا ہوتے ہیں جب بنک اپنا سرمایہ مضاربت

---

[1] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ صفحات ۱۱۷-۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اصول پر لگاتا ہے جس کاروبار میں بنک شریک ہوا ہے اس میں کاروباری فریق نے اگر بنک کے علاوہ دوسرے فریقوں سے بھی شرکت یا مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے لگایا ہے تو نفع نقصان کی تعیین کے لیے حسابات کس طرح مکمل کئے جائیں گے؟ اس سوال کا جواب بھی آئندہ دیا جائے گا البتہ اس بات کی صراحت ضروری ہے کہ مشترکہ کاروبار کی جانب سے طویل المیعاد قرضے نہیں لئے جانے چاہئیں۔ قرض سرمایہ کاروبار میں لگانے سے کاروبار کی مالی ذمہ داری وسیع ہوتی ہے اور جیسا کہ ہم اوپر صراحت کر چکے ہیں، ضروری ہے کہ بنک کی شرکت سے کئے جانے والے کاروبار کو اس طرح چلایا جائے کہ وہ شرکت اور مضاربت کے اصول پر فراہم کردہ 'ذمہ دار' (Liable) سرمایہ کی حدود کے اندر رہے۔ جہاں تک چھوٹی مدت کے لئے لئے ہوئے قرضوں کا سوال ہے ان کا معاملہ مختلف ہے اور ان پر آئندہ گفتگو کی جائے گی۔

شرعی اعتبار سے اس میں کوئی خرابی نہیں کہ بنک شرکت کے اصول پر سرمایہ لگائے مگر عملاً کاروبار کے چلانے میں شریک نہ ہو۔ البتہ اصولاً اسے یہ حق حاصل رہے گا اور جب مناسب سمجھے اسے استعمال بھی کر سکے گا۔ ہمارے نزدیک یہ ایک غیر عملی اور ناقابل لحاظ صورت ہے کیونکہ کاروباری فریق مضاربت پر سرمایہ حاصل کرنے کو اس صورت پر ترجیح دیں گے۔ جہاں تک نفع کی تقسیم اور نقصان کی ذمہ داری کا سوال ہے مضاربت اور ایسی شرکت کے درمیان کوئی فرق نہیں جس میں سرمایہ لگانے والا شریک عملاً کاروبار چلانے میں حصہ نہ لے۔ نقصان جب بھی ہوگا سرمایوں میں ان کی مقدار کی نسبت سے ہوگا۔ خواہ یہ سرمائے شرکت کے اصول پر لگائے گئے ہوں یا مضاربت کے اصول پر۔ نفع کی تقسیم کی نسبتیں چونکہ بنک اور کاروباری فریق کی باہمی رضامندی سے طے پائیں گی۔ اس لئے وہ ہمیشہ اس طرح طے ہوں گی کہ مضاربت اور شرکت کی زیر غور شکل دونوں میں بنک کا حصہ نفع ایک ہی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شرکت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرنے کے باوجود بنک کاروبار چلانے میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کرے گا تو اس کا حصہ نفع مشترکہ سرمایہ میں اس کے فراہم کردہ سرمایہ کی نسبت کے مطابق نہیں بلکہ اس سے کم طے پائے گا، تاکہ کاروباری فریق کو اس کے سرمایہ کے ذریعے کاروبار کرنے کا، نفع ہونے کی صورت میں، صلہ مل سکے۔ اگر بنک اس پر راضی نہ ہوگا تو کوئی کاروباری فریق اس کے ساتھ شرکت کا معاہدہ کرنے پر نہ آمادہ ہوگا۔ وہ مضاربت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجیح دے گا جس میں بینک کے فراہم کردہ سرمایہ کے ذریعے حاصل ہونے والے نفع میں سے اس کا حصہ صراحت کے ساتھ طے ہوتا ہے۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا جاسکتا ہے۔ ایک کاروباری فرد ایک لاکھ کا سرمایہ خود لگا رہا ہے اور ایک لاکھ بینک سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ بینک اس کے ساتھ شرکت کا معاہدہ کرے اور کاروبار چلانے میں بھی عملاً اس کا شریک ہو۔ فرض کیجیے کہ اس صورت میں نفع کی مساوی تقسیم کا اصول طے پاتا ہے۔ اگر اس کاروبار میں بیس ہزار کا نفع ہوتا ہے تو دس ہزار بینک کو ملیں گے اور دس ہزار کاروباری فریق کو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بینک اس کے ساتھ مضاربت کا معاہدہ کرے اور یہ طے پائے کہ بینک کو اس کے فراہم کردہ سرمائے پر حاصل ہونے والے نفع کا نصف ملے گا۔ اس کاروبار میں اگر بیس ہزار کا نفع ہوتا ہے تو بینک کو پانچ ہزار ملیں گے اور کاروباری فریق کو پندرہ ہزار۔ دس ہزار تو اس کے اپنے سرمائے کا نفع ہے اور پانچ ہزار بنک کے سرمایہ سے کامیاب کاروبار کرنے کا صلہ۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بینک ایک لاکھ کا سرمایہ شرکت عنان کے اصول پر لگائے لیکن یہ فیصلہ کرے کہ وہ کاروبار چلانے میں عملاً کوئی حصہ نہ لے گا۔ ایسی صورت میں کاروباری فریق معاہدہ کرنے پر اسی وقت راضی ہوگا جب بنک مشترکہ کاروبار کا صرف چوتھائی نفع لینے پر راضی ہو۔ کاروبار میں بیس ہزار کا نفع ہونے پر اس شرط کے مطابق بینک کو پانچ ہزار ملیں گے اور کاروباری فریق کو پندرہ ہزار۔ اگر بینک کل نفع کا ایک تہائی طلب کرے تو کاروباری فریق مضاربت کی مذکورہ بالا شکل کو ترجیح دے گا۔

اگر مضاربت کے مذکورہ بالا معاہدے میں بینک نے اپنے لئے نفع کی کوئی دوسری نسبت طے کی ہو تو اسی کے اعتبار سے تیسری شکل میں بھی ترمیم کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایسی صورت میں دوسری اور تیسری شکل میں عملاً کوئی فرق نہ رہ جائے گا اور ان پر علیحدہ علیحدہ بحث بے سود ہے۔ ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر بینک کاروبار چلانے میں عملاً حصہ لینا چاہتا ہے تو اپنا سرمایہ شرکت کے اصول پر فراہم کرے گا۔ اور اگر عملاً کاروبار میں حصہ نہیں لینا چاہتا ہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا سرمایہ مضاربت کے اصول پر فراہم کرے گا۔

جدید بینک کاری کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اکثر ممالک میں عام تجارتی بنکوں نے صنعتی، تجارتی اور زرعی کاروبار میں شرکت کے اصول پر سرمایہ لگانے سے احتراز کیا ہے۔ اگرچہ بعض ادوار میں بعض ملکوں میں اس طرف بھی رجحان رہا ہے[1] عملاً یہ بات زیادہ موزوں نظر آتی ہے کہ عام تجارتی بینک صرف مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانے کا طریقہ اختیار کریں اور بعض مخصوص بینک شرکت کا طریقہ اختیار کریں۔ اس تقسیم کار کے بعد یہ ممکن ہو جائے گا کہ یہ مخصوص بینک اپنے کاروبار کی مخصوص نوعیت کا اپنے کھاتہ داروں سے معاہدے میں بھی لحاظ رکھیں۔ مثلاً اگر کچھ کھاتہ دار غیر محدود مالی ذمہ داری کے ساتھ رقمیں جمع کرنے پر آمادہ ہوں تو بینک شرکت کرتے وقت مشترکہ کاروبار کو اپنے ذمہ دار سرمایہ کے حدود میں رہنے کی شرط سے آزاد کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کا منشا غیر سودی نظام بنک کاری کا ایک عام، قابل عمل اور قابل فہم خاکہ تجویز کرنا ہے۔ لہٰذا ہم ان مخصوص بنکوں کے نظام پر تفصیلی گفتگو سے احتراز کریں گے جن کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ آئندہ صفحات میں مضاربت پر سرمایہ لگانے کی شکل پر نسبتہً زیادہ تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔ کیونکہ ہمارے نزدیک عام غیر سودی بنکوں کے لیے سرمایہ کے نفع آور استعمال کی نسبتہً محفوظ صورت یہی ہے کہ وہ اسے کاروباری فریقوں کو مضاربت کے اصول پر فراہم کریں۔ خود ان کے کاروبار چلانے میں شرکت نہ کریں۔ مذکورہ بالا بحث کا فائدہ یہ ہے کہ یہ عام بینک بھی شرکت کے اصول پر سرمایہ لگانے کا طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ البتہ ایسی صورت میں ضروری ہوگا کہ یہ مشترکہ کاروبار کو بعض حدود سے آگے وسعت نہ دیں۔ یعنی ان میں طویل المیعاد قرض سرمایہ کی بھاری مقداریں نہ لگائیں۔

---

[1] بینکوں کی کاروبار میں براہ راست شرکت نے یورپ کی صنعتی ترقی میں بڑا حصہ لیا ہے۔ فرانس میں بعض بینک اب بھی ایسا کرتے ہیں۔ اسپین میں بھی یہی طریقہ رائج ہے اور بنکوں کے نمائندے کاروباری اداروں کے انتظام میں شریک رہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

R. S. Sayers: Banking in Western Europe; p. 20, p. 365 Oxford 1962.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ بینک کے سرمایہ کے ذریعہ مضاربت

بینک کے لئے سرمایہ کے نفع آور کاروبار میں لگانے کی دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اسے کاروبار کرنے والے افراد اور اداروں کو مضاربت کے اصولوں پر فراہم کرے۔ اس اصول کے تحت اگر کاروبار میں نقصان ہوا تو یہ نقصان سرمایہ میں واقع ہوگا اور بینک کو برداشت کرنا ہوگا۔ اگر نفع ہوا تو اس نفع میں بینک اور کاروباری فریق طے شدہ نسبتوں کے مطابق شریک ہوں گے۔

مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے کی صورت میں بینک کاروبار کی روزمرہ تفصیلات میں کوئی مداخلت نہ کر سکے گا۔ البتہ معاہدہ کرتے وقت کاروباری فریق کی رضامندی سے، کاروبار کی نوعیت، وسعت، اور کاروباری فریق کے تصرفات کے سلسلے میں کچھ شرائط طے کی جا سکتی ہیں جن کی پابندی کاروباری فریق کے لئے ضروری ہوگی۔ مثلاً اگر معاہدے میں اس بات کی صراحت ہو کہ بینک سے حاصل کیا ہوا سرمایہ کسی متعین صنعتی کاروبار میں یا کسی متعین کاروبار میں لگایا جائے گا تو کاروباری فریق کے لئے ممکن نہ ہوگا کہ وہ اس سرمایہ کو زرعی کاروبار میں یا کسی صنعتی کاروبار میں یا کسی دوسرے کارخانے میں لگائے یا اگر معاہدے میں اس بات کی صراحت ہو کہ کاروباری فریق کسی دوسرے کاروباری فریق کے ساتھ شرکت یا مضاربت کا معاہدہ کر کے اسی کاروبار میں لگانے کیلئے مزید سرمایہ نہ حاصل کر سکے گا تو اس کی پابندی بھی ضروری ہوگی۔ اس پر یہ پابندی بھی لگائی جا سکتی ہے کہ وہ ادھار مال نہیں خریدیگا۔ معاہدے کی یہ صورت بھی درست ہوگی کہ کاروباری فریق پر کوئی پابندی نہ لگائی جائے اور اسے کاروبار کی نوعیت، وسعت، دوسرے ذرائع سے سرمایہ حاصل کر کے اس میں لگانے، دوسرے فریقوں کے ساتھ شرکت یا مضاربت کا معاہدہ کرنے، وغیرہ امور کے بارے میں آزاد چھوڑ دیا جائے۔

کاروبار کی تفصیلات میں عدم مداخلت کا طریقہ اختیار کرنے کے باوجود بینک اس امر کی نگرانی کر سکے گا کہ کاروباری فریق بینک سے لئے ہوئے سرمایہ کے استعمال میں ایسی بے احتیاطی یا سوء تدبیر سے کام نہ لے جو آگے چل کر خسارہ پر منتج ہو۔ اُسے کاروبار کے حسابات جانچنے اور کاروباری فیصلوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کا حق ہوگا، البتہ اس پر راز چھپانے اور کاروبار کے مفاد کے خلاف کوئی اقدام نہ کرنے کی ذمہ داری بھی عائد ہوگی۔ معاملات کی صفائی کے لئے ضروری سمجھا جائے تو نگرانی سے متعلق تفصیلات کو معاہدہ کی شرائط میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ بے احتیاطی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود، تدبیر کی ان صورتوں کی صراحت بھی معاہدہ میں کی جاسکتی ہے جن میں بنک کو معاہدہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ مناسب ہوگا کہ معاہدہ کی جو دفعات تمام بنکوں کے لئے اہم ہوں، مثلاً کاروبار کے حسابات کی جانچ، ان کی نگرانی مرکزی بنک کی جانب سے اس کے مقرر کردہ افسروں کے ذریعہ ہو۔ سود، تدبیر یا بے احتیاطی کی وہ صورتیں بھی از روئے قانون متعین ہونی چاہئیں جن میں بنک کو معاہدہ فسخ کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔ اگر معاہدہ کسی متعین مدت کے لئے کیا گیا ہو اور مدت پوری ہونے سے پہلے ہی بنک اس کو کاروباری فریق کی سو، تدبیر یا بے احتیاطی کی بنا پر فسخ کرنا چاہے تو اسے از روئے ضابطہ اس امر کا مکلف بنانا چاہیئے کہ متعلقہ افسروں یا کسی غیر جانب دار ٹریبونل کو اس بات پر مطمئن کرے کہ کاروباری فریق سو، تدبیر یا بے احتیاطی کا مرتکب ہوا ہے۔ یہ افسر یا ٹریبونل کاروباری فریق کے عذرات سننے کے بعد کوئی فیصلہ دے جس کی تعمیل دونوں فریقوں کے لئے ضروری ہو۔ قانونی تحفظات کے ذریعہ اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ بنکوں کو کاروباری فریقوں سے ان کا دیا ہوا سرمایہ وقت مقررہ پر حساب کے مطابق مع نفع یا نقصان واپس مل سکے۔ بنک کاروباری فریقوں کو سرمایہ دیتے وقت ان سے ضمانت لینے کا طریقہ بھی اختیار کرسکتے ہیں۔ ضمانت میں کاروباری اداروں کے اثاثے، غیر منقولہ املاک اور بنکوں اور اونچی ساکھ کے کاروباری اداروں کے تحریری کفالت نامے قبول کئے جاسکیں گے۔

ہمارے نزدیک بینک اور کاروباری فریق کے درمیان مضاربت کے معاہدے کی موزوں ترین صورت جسے ہم آئندہ مباحث میں اپنے سامنے رکھیں گے، یہ ہوگی کہ کاروباری فریق کو مضاربت کے اصول پر دوسرے اصحاب سرمایہ سے سرمایہ حاصل کرکے اسی کاروبار میں لگانے، اپنا ذاتی سرمایہ لگانے کاروبار کے مجموعی سرمایہ کے حدود میں رہتے ہوئے ادھار مال خریدنے، ادھار فروخت کرنے اور تھوڑی مدت کے لئے قرض سرمایہ حاصل کرکے کاروبار میں لگانے کی اجازت ہو۔ کاروبار کی نوعیت اصولاً طے کرلینی چاہیئے مگر تفصیلات میں کاروباری فریق کو آزاد چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر وہ کسی دوسرے فریق کے ساتھ شرکت میں کاروبار کرنا چاہتا ہے تو یہ بات معاہدے کے وقت واضح کردینی چاہیئے اور اس پر بینک کی رضامندی حاصل کرلینی چاہیئے۔

تجارتی، صنعتی اور زرعی کاروبار میں ایک کثیر سرمایہ مستقل طور پر لگانا ہوتا ہے لیکن ہر کاروبار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایسے مراحل بھی آتے ہیں جن میں عارضی طور پر مزید سرمائے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً مصنوعات تیار ہیں، یا فصل کٹنے والی ہے، مگر ابھی بازار میں فروخت کر کے نقد دام حاصل کرنے میں کچھ عرصہ لگے گا۔ اس عرصے میں مزدوروں کو اجرتیں دینی ہیں، دوسرے ملازمین کو تنخواہیں ادا کرنی ہیں اور کچھ خام اموال کے بل ادا کرنے ہیں۔ ایسی ضرورتوں کو شرکت یا مضاربت کے اصول پر مزید سرمایہ حاصل کر کے نہیں پورا کیا جا سکتا، بلکہ انہیں عارضی طور پر قرض (Credit) حاصل کر کے پورا کر لینا کاروبار کے مفاد میں زیادہ بہتر ہے۔ یہ قرض عارضی ہوگا۔ جیسے ہی مال فروخت ہو جائے گا اسے واپس کیا جا سکے گا۔ جو تیار شدہ مال موجود ہے، وہ اس کی واپسی کی ضمانت ہے۔ ایسے قرضے جن کی ادائیگی کے ٹھوس ذرائع موجود ہوں اپنے آپ ادا ہو سکنے والے قرضے (Self Liquidating Loans) قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ جدید بینکوں کے دیئے ہوئے تھوڑی مدت کے اکثر قرضے اسی نوعیت کے ہوتے ہیں مناسب ہوگا کہ بنک کاروباری فریق کے ساتھ مضاربت یا شرکت کا معاہدہ کرتے وقت اسے ایسے عارضی اور قصیر المیعاد (Short Term) قرض لینے کی اجازت دے۔ رہا یہ سوال کہ غیر سودی نظام میں ایسے قرضے کون دے گا اور کیوں دے گا تو اس کا جواب آئندہ صفحات میں دیا جائے گا۔

مضاربت میں کاروباری فریق کو کاروبار مضاربت کی جانب سے طویل المیعاد قرضے لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان واجب الادا قرضوں کی وجہ سے کاروبار کی مالی ذمہ داری میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ مالک کے فراہم کردہ سرمایہ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ کاروباری فریق کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بینک کی مالی ذمہ داری میں اضافہ کرے۔ اگر وہ اپنی ذاتی ذمہ داری پر قرض لے کر اسے کاروبار میں لگانا چاہے تو اس کی حیثیت اس کے ذاتی سرمایہ کی ہوگی۔ اس کی واپسی کا ذمہ دار خود وہ ہوگا، کاروبار مضاربت پر یہ ذمہ داری نہ ہوگی کہ اس قرض کو واپس کرے۔

جہاں تک ادھار مال خریدنے کا تعلق ہے سرمایہ کاروبار کے دائرے میں رہنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی وقت بھی کاروبار کے ذمہ واجب الادا رقوم اس وقت اس کاروبار کی مالیت سے زیادہ نہ ہوں اس حد کے اندر رہتے ہوئے ادھار خریدنے کی اجازت کے مصالح ہم پہلے واضح کر چکے ہیں[1]۔ ادھار مال

---

[1] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ صفحات - ۱۱۲ - ۱۱۶ -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروخت کرنے کی اجازت بھی کاروباری فریق کو ازروئے معاہدہ حاصل ہوگی، اس کی صراحت ضروری نہیں۔ چونکہ کاروباری فریق کا مفاد بھی کاروبار کی کامیابی اور نفع آوری ہی سے وابستہ ہے لہٰذا توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں ذمہ دارانہ اور محتاط رویہ اختیار کرے گا۔ بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ اسی کاروبار میں اس کا ذاتی سرمایہ بھی لگا ہُوا ہو۔

بینک کاروباری فریق سے اپنے دیے ہوئے سرمایہ سے کئے جانے والے کاروبار کے نفع کا ایک متعین فی صد حصہ لے گا۔ نفع کی تقسیم کی یہ نسبت بینک اور کاروباری فریق کی باہمی رضامندی سے طے ہوگی۔ ایک بینک مختلف کاروباری فریقوں سے نفع میں شرکت کی مختلف نسبتیں بھی طے کرسکتا ہے یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ بینک ایک عام اعلان کے ذریعے یہ واضح کردے کہ وہ کاروباری فریقوں کو کس متعین فی صد حصہ نفع کے عوض سرمایہ فراہم کرے گا اور تمام فریقوں سے اس نسبت کے تحت معاہدہ کرے۔ اس کتاب میں آئندہ جو مثالیں دی گئی ہیں ان میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ بینک مضاربت پر سرمایہ فراہم کرتے وقت اس کے نفع کا نصف اپنے لئے اور نصف کاروباری فریق کے لئے طے کرتا ہے لیکن نفع میں مساوی شرکت کا یہ اصول صرف ایک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ عملاً اس بات کی پوری گنجائش ہے کہ نفع میں شرکت کے لئے کوئی دوسری نسبت طے کی جائے یا مختلف بینک مختلف نسبتوں پر معاملہ کریں یا مختلف علاقوں یا ملکوں میں بنک نفع کی مختلف نسبتیں طے کریں۔

بنک اور کاروباری فریق کے درمیان نفع کی تقسیم

اب ہم بنک اور کاروباری فریق کے درمیان نفع کی تقسیم کا اصول واضح کرنے کے لئے مختلف مثالیں دیں گے۔ مختلف صورتیں ممکن ہیں، جن میں بعض درج ذیل ہیں:۔

پہلی صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق صرف بینک سے حاصل کردہ سرمایہ سے کاروبار کر رہا ہو اس کاروبار میں کوئی اور سرمایہ نہ لگایا گیا ہو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق نے بینک سے حاصل کردہ سرمایہ کے علاوہ اسی کاروبار میں اپنا ذاتی سرمایہ بھی لگا رکھا ہو۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق نے بینک سے حاصل کردہ سرمایہ کے علاوہ اس کاروبار میں اپنی ذمہ داری پر قرض لے کر مزید سرمایہ لگایا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق نے بینک سے حاصل کردہ سرمایہ کے علاوہ کسی اور صاحب سرمایہ سے مضاربت کے اصول پر مزید سرمایہ حاصل کرکے اسی کاروبار میں لگا رکھا ہو۔

پانچویں صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق نے جس کاروبار میں بینک سے مضاربت کے اصول پر سرمایہ لے کر لگایا ہو وہ کاروبار کسی اور کاروباری فریق کے ساتھ شرکت میں کر رہا ہو اور اس کاروبار میں بینک کے فراہم کردہ سرمایہ کے علاوہ اس کے شریک کا سرمایہ بھی لگا ہوا ہو۔

آخری صورت یہ ہے کہ مذکورہ بالا مختلف صورتیں ایک ساتھ پائی جائیں یعنی جس کاروبار میں بینک سے حاصل کردہ سرمایہ لگایا جا رہا ہو اس میں کاروباری فریق کا ذاتی سرمایہ، اس کے شریک کاروبار کا سرمایہ اور کسی دوسرے صاحب سرمایہ سے مضاربت کے اصول پر حاصل کیا ہوا سرمایہ بھی لگایا گیا ہو۔

ذیل میں ان تمام صورتوں میں نفع کی تقسیم اور نقصان کی ذمہ داری مختصراً واضح کی جائے گی۔ واضح رہے کہ ان تمام صورتوں میں بینک سے حاصل کردہ سرمایہ مضاربت کے اصول پر حاصل کیا گیا ہے نہ کہ شرکت کے اصول پر۔ تمام صورتوں میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ بینک سے ایک لاکھ روپیہ اس شرط پر حاصل کئے گئے ہیں کہ اس سرمایہ سے حاصل ہونے والے نفع کا نصف بینک کو ملے گا اور نصف کاروباری فریق کو۔

۱۔ پہلی صورت میں اگر کاروبار میں دس ہزار روپیہ کا نفع ہوتا ہے تو اس میں سے پانچ ہزار کاروباری فریق کو ملے گا اور باقی پانچ ہزار مع ایک لاکھ اصل سرمایہ کے بینک کو واپس مل جائے گا۔ اگر اس کاروبار کے نتیجے میں دس ہزار کا نقصان ہوتا ہے اور سرمایہ گھٹ کر نوے ہزار رہ جاتا ہے تو بینک کو صرف نوے ہزار واپس ملے گا یعنی دس ہزار روپے کا پورا نقصان بینک کو برداشت کرنا ہوگا۔ کاروباری فریق کو نہ کچھ ملے گا، نہ اس سے کچھ لیا جائے گا۔ اگر بینک نے نفع کی تقسیم کے لئے کوئی اور نسبت طے کی ہو، مثلاً بینک کا حصہ ۴۰ فی صد اور کاروباری فریق کا حصہ ۶۰ فی صد، یا اس کے برعکس، تو نفع کی تقسیم طے شدہ نسبت کے مطابق ہوگی۔ مگر نقصان کی صورت میں سارا نقصان بینک برداشت کرے گا۔ مضاربت میں نقصان ہمیشہ سرمایہ دار کا ہوتا ہے اور صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس اصول پر اس بات کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ بینک اور کاروباری فریق کے درمیان معاہدۂ مضاربت میں نفع کی تقسیم کے لئے کیا نسبتیں طے پائی ہیں۔

۲۔ دوسری صورت میں کاروباری فریق بینک سے حاصل کردہ ایک لاکھ کے علاوہ اپنے پاس سے بھی ایک لاکھ کا سرمایہ لگاتا ہے اور دو لاکھ کے سرمایہ سے کاروبار کرتا ہے۔ فرض کیجئے کہ اس کاروبار میں بیس ہزار کا نفع ہوتا ہے۔ اس نفع کو پہلے مجموعی سرمایہ پر تقسیم کیا جائے گا، پھر بینک کے سرمایہ پر آنے والے نفع میں سے نصف بینک کو دیا جائے گا، باقی نفع کاروباری فریق کو ملے گا۔ چنانچہ پندرہ ہزار کاروباری فریق کا حصہ نفع ہوگا۔ اور پانچ ہزار بینک کا حصہ نفع ہوگا۔ بینک کو اس کا دیا ہوا سرمایہ واپس مل جائے گا اور کاروباری فریق اپنا لگایا ہوا سرمایہ واپس پائے گا۔ کاروباری فریق کو جو پندرہ ہزار نفع ملا ہے اس میں سے دس ہزار اس کے اپنے سرمایہ کا نفع ہے اور پانچ ہزار بینک سے حاصل کئے ہوئے سرمایہ پر آنے والے نفع میں سے اس کا حصہ ہے جو اس سرمایہ کے ذریعے کامیابی کے ساتھ کاروبار کے صلے میں اُسے ملا ہے۔

اس کاروبار میں اگر بیس ہزار کا نقصان ہو تو دس ہزار کا نقصان بینک برداشت کرے گا اور دس ہزار کا نقصان کاروباری فریق برداشت کرے گا۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے نقصان سرمایہ میں کمی کا نام ہے اور اسے اصحاب سرمایہ اپنے سرمایوں کی مقدار کی نسبت سے برداشت کرتے ہیں۔

۳۔ تیسری صورت میں کاروباری فریق بینک سے حاصل کردہ ایک لاکھ کے علاوہ ذاتی ذمہ داری پر قرض لے کر ایک لاکھ کا مزید سرمایہ کاروبار میں لگاتا ہے۔ کاروبار کے نقطۂ نظر سے اس سرمایہ کی حیثیت اس کے ذاتی سرمایہ کی ہوگی اور نفع و نقصان مذکورہ بالا دوسری صورت کے مطابق تقسیم پائے گا۔ کاروبار میں نفع ہو یا نقصان، قرض کی واپسی کا ذمہ دار کاروباری فریق ہوگا۔ اگر کاروبار کے نتیجے میں دو لاکھ کا سرمایہ بڑھ کر دو لاکھ بیس ہزار ہو جائے۔ یعنی بیس ہزار کا نفع ہو، تو ایک لاکھ پانچ ہزار بینک کو ملیں گے اور ایک لاکھ قرض واپس کر دینے کے بعد پندرہ ہزار کاروباری فریق کا نفع شمار ہوگا۔ اگر کاروبار میں خسارہ ہو اور دو لاکھ کا سرمایہ گھٹ کر ایک لاکھ اسی ہزار رہ جائے تو بینک کو نوے ہزار واپس ملیں گے اور باقی نوے ہزار میں دس ہزار اپنے پاس سے ملا کر کاروباری فریق کو اپنا لیا ہوا قرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کرنا ہوگا۔ قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار کاروباری فریق ہے، بینک اس کی اس ذمہ داری میں شریک نہیں۔

۴۔ چوتھی صورت میں بینک سے حاصل کئے ہوئے ایک لاکھ اور کاروباری فریق کے ایک لاکھ کے علاوہ کسی دوسرے صاحب سرمایہ سے ایک لاکھ روپیہ مضاربت کے اصول پر حاصل کئے گئے ہیں اور کاروبار تین لاکھ کے سرمایہ سے کیا جا رہا ہے۔ فرض کیجئے کہ اس صاحب سرمایہ سے بھی یہی طے پایا ہے کہ اس کے سرمایہ پر آنے والے نفع میں سے نصف کاروباری فریق کو ملے گا اور نصف صاحب سرمایہ کو۔ اگر اس کاروبار میں تیس ہزار کا نفع ہوتا ہے تو اس میں سے بیس ہزار کاروباری فریق کو ملیں گے، پانچ ہزار بینک کو اور پانچ ہزار صاحب سرمایہ کو۔ بینک، کاروباری فریق اور صاحب سرمایہ کو اپنے اصل سرمائے بھی واپس مل جائیں گے۔ تقسیم کا اصول اس صورت میں بھی یہی ہے کہ پہلے مجموعی نفع کو مجموعی سرمایہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ پھر بینک اور دوسرے صاحب سرمایہ کے سرمایوں پر آنے والے نفع میں سے کاروباری فریق کا حصہ طے شدہ شرط کے مطابق نکالا جائے گا۔ اگر مضاربت کے معاہدے میں نفع کی مساوی تقسیم کی بجائے کوئی دوسری نسبت طے پائی ہو تو اس کے مطابق حصہ نکالا جائے گا۔

اس کاروبار میں اگر تیس ہزار کا نقصان ہو تو یہ نقصان تینوں سرمایوں پر ان کی مقداروں کی نسبت سے تقسیم پائے گا۔ بینک کاروباری فریق اور دوسرے صاحب سرمایہ ہر ایک کو اپنے سرمایوں میں دس ہزار کا نقصان ہوگا اور ہر ایک کو صرف نوے ہزار واپس ملیں گے۔ بینک اور دوسرے صاحب سرمایہ کے نقصان کا کوئی حصہ کاروباری فریق کو نہیں برداشت کرنا ہوگا۔

۵۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق بینک سے مضاربت کے اصول پر ایک لاکھ روپے حاصل کرے اور بینک کی اجازت سے، اس سرمایہ کے ذریعے ایک دوسرے کاروباری فریق کے ساتھ شرکت کا معاہدہ کرے۔ دوسرا کاروباری فریق بھی ایک لاکھ کا سرمایہ لگاتا ہے اور کاروبار دو لاکھ کے مجموعی سرمایہ سے کیا جاتا ہے۔ دونوں شرکار کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ کاروبار کے نفع میں وہ برابر کے شریک ہوں گے۔ بینک اور کاروباری فریق کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ کاروباری فریق کو جو نفع ہوگا اس کا نصف بینک کو ملے گا اور نصف کاروباری فریق کو۔ اس کاروبار میں اگر بیس ہزار

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نفع ہوتا ہے تو اس میں سے دس ہزار دوسرے کاروباری فریق کو ملیں گے جس نے شرکت کے اصول پر ایک لاکھ کا سرمایہ لگایا ہے، پانچ ہزار بینک کو ملیں گے جس نے مضاربت کے اصول پر پہلے کاروباری فریق کو ایک لاکھ کا سرمایہ فراہم کیا ہے اور پانچ ہزار کاروباری فریق کو ملیں گے جس نے بینک کے سرمایہ کے ذریعے شرکت میں کاروباری جدوجہد انجام دی ہے۔

اس کاروبار میں اگر بیس ہزار کا نقصان ہوتا تو دس ہزار کا خسارہ بینک کو برداشت کرنا ہوتا اور دس ہزار دوسرے کاروباری فریق کو جس نے شرکت کے اصول پر سرمایہ فراہم کیا تھا۔ پہلے کاروباری فریق کو، جس نے سرمایہ نہیں لگایا ہے، نقصان نہیں برداشت کرنا پڑتا۔ البتہ وہ اپنی کاروباری جدوجہد کا کوئی صلہ بھی نہ پاتا۔

مذکورہ بالا صورت میں یہ بالکل جائز ہوتا کہ پہلے کاروباری فریق اور اس کے شریک کے درمیان سرمایہ کی مساوات کے باوجود، یہ طے پاتا کہ نفع میں سے پہلے کاروباری فریق کو ساٹھ فی صد ملے گا اور اس کے شریک کو چالیس فی صد یا یہ طے پاتا کہ نفع میں سے پہلے کاروباری فریق کو ایک تہائی ملے گا اور اس کے شریک کو دو تہائی ہر صورت میں بینک کو اس نفع میں سے طے شدہ نسبت کے مطابق حصہ ملتا جو کاروباری فریق کو اپنے شریک سے ازروئے معاہدہ ملتا۔ یہ بھی درست ہوتا کہ معاہدہ اس شرط پر کیا جاتا کہ کاروبار کے مجموعی نفع میں سے پچاس فی صد دوسرے کاروباری شریک کو پچیس فی صد بینک کو اور پچیس فی صد بینک سے مضاربت پر سرمایہ حاصل کرنے والے فریق کو ملے گا۔ یہ فی صد حصے اس سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں جو اس مثال میں مذکور ہیں۔

۶۔ آخری صورت کی مختلف مثالیں ممکن ہیں کیونکہ یہ صورت پہلی چند صورتوں کو باہم ملانے سے بنتی ہے۔ نفع کی تقسیم کا اصول سمجھنے کے لئے ذیل کی ایک مثال کافی ہوگی۔

کاروباری فریق نے ایک لاکھ کا سرمایہ خود لگایا ہے اور ایک لاکھ کا سرمایہ اس کے شریک کاروبار عمر نے لگایا ہے۔ مشترکہ کاروبار کی جانب سے مضاربت کے اصول پہ ایک لاکھ روپے بینک سے حاصل کئے گئے ہیں اور ایک لاکھ روپے ایک دوسرے صاحب سرمایہ زید سے حاصل کئے گئے ہیں۔ بینک اور زید سے یہ طے پایا ہے کہ ان کے فراہم کردہ سرمایوں پر آنے والے نفع کا نصف انہیں ملے گا اور نصف کاروبار کرنے والوں کو۔ کاروباری فریق اور عمر کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ وہ مشترکہ کاروبار کے مجموعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافع میں برابر کے شریک ہوں گے۔ یہ مشترکہ کاروبار چار لاکھ کے مجموعی سرمایہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر کاروبار میں چالیس ہزار کا نفع ہوتا ہے تو بینک کو پانچ ہزار، زید کو پانچ ہزار، عمر کو پندرہ ہزار اور کاروباری فریق کو پندرہ ہزار ملیں گے۔ نفع کی تقسیم کا اصول یہ ہے کہ پہلے کل نفع کو کل سرمایہ پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک لاکھ پر دس ہزار کا نفع ہوا۔ معاہدۂ مضاربت کے مطابق زید اور بینک کو اس نفع کا نصف یعنی پانچ ہزار فی کس ملا، باقی تیس ہزار مشترکہ کاروبار کے مجموعی منافع ہیں جو حسب معاہدہ عمر اور اس کے شریکِ کاروبار کے درمیان مساوی طور پر تقسیم پائے۔

اس کاروبار میں اگر چالیس ہزار کا خسارہ ہوتا تو یہ خسارہ بینک، زید، عمر اور کاروباری فریق کو برداشت کرنا ہوتا کیونکہ ان کے سرمائے برابر ہیں۔

بینک کے نقطۂ نظر سے ان تمام صورتوں میں جو چیز مشترک ہے وہ یہ کہ اگر کاروبار میں نقصان ہو تو بینک کو اپنے فراہم کردہ سرمایہ کے حصّے میں آنے والے نقصان کو پورا کا پورا برداشت کرنا ہوگا۔ اگر کاروبار میں نفع ہو تو بینک کو اپنے سرمایہ کے حصّے میں آنے والے نفع میں سے طے شدہ نسبت کے مطابق کاروباری فریق کا حصہ ادا کرنا ہوگا۔ مذکورہ بالا مثالیں ہم نے صرف یہ واضح کرنے کے لئے دی ہیں کہ اس اصل پر اس بات کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ جس کاروباری فریق کو بینک نے مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کیا ہے۔ اس کے کاروبار کی نوعیت اور وسعت کیا ہے۔ یعنی اس میں دوسرے سرمائے بھی لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔

مذکورہ بالا صورتوں میں کاروباری فریق کی طرف سے لئے ہوئے قصیر المیعاد قرضوں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ نفع اور نقصان کا حساب لگانے سے پہلے یہ قرضے ادا کر دیئے جائیں گے اور نفع اور نقصان کے حساب میں ان قرضوں کو کاروبار کے سرمایہ میں نہیں شامل کیا جائے گا۔ نفع یا نقصان کا فی صد صرف اصل سرمایہ اور طویل المیعاد قرض کی بنیاد پر معلوم کیا جائے گا جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں تھوڑی مدت کے لئے، لئے جانے والے قرضوں کی حیثیت روزمرہ کے ادھار لین دین کی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ادھار لین دین سے کاروبار کو وسعت حاصل ہوتی ہے اور نفع کا امکان بڑھتا ہے۔ لیکن یہ ادھار لین دین اس اصل سرمایہ کی بنیاد پر اور اسی کے بھروسے پر کیا جاتا ہے جو کاروبار کا اصل سہارا ہوتا ہے۔ نفع و نقصان کا حساب اسی اصل سرمایہ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ یہی حال تھوڑی مدت کے لئے لئے جانے والے (عموماً چھوٹی مقدار کے) قرضوں کا ہے۔ ان کی بدولت کاروبار کو وسعت حاصل ہوتی ہے اور نفع کمانے کے مواقع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھتے ہیں۔ لیکن نفع و نقصان کا حساب کرتے وقت ان کو "سرمایہ" میں نہیں شامل کیا جائے گا۔

بینک کی جانب سے اپنے سرمایہ کے ذریعے دوسرے صاحب سرمایہ کاروباری افراد اور اداروں کے ساتھ شرکت کی صورت میں بھی یہ ممکن ہے کہ اس کاروبار میں بینک اور اس کے شریک کے سرمایوں کے علاوہ مضاربت پر حاصل کیا ہوا سرمایہ، شرکت کے اصول پر حاصل کیا ہوا سرمایہ، یا طویل المیعاد قرض سرمایہ شامل ہو۔ ان تمام صورتوں میں نفع کی تقسیم کا اصول مختلف مثالوں کے ذریعے واضح کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا آخری صورت پر غور کرنے سے بھی یہ اصول آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔ اصول یہ ہے کہ جو کاروبار شرکت عنان کے اصول پر کیا جا رہا ہو اور اس میں مضاربت اور قرض سرمایہ بھی تمام شرکاء کی رضامندی سے حاصل کر کے لگایا گیا ہو اس کے مجموعی منافع میں سے پہلے مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے والوں کو ان کا حصۂ نفع ادا کیا جائے گا۔ پھر باقی نفع شرکاء کاروبار میں طے شدہ نسبتوں کے مطابق تقسیم پائے گا۔ نقصان کی صورت میں وہ قرض جو مشترکہ کاروبار کی جانب سے لیا گیا تھا پورے کا پورا ادا کیا جائے گا۔ مضاربت کے سرمایوں کو صرف اسی قدر کمی کے ساتھ واپس کیا جائے گا جو مجموعی سرمایہ کو کل سرمایہ ـــــــ شرکت، مضاربت اور قرض کی بنیادوں پر حاصل کردہ سرمایہ ـــــــ پر تقسیم کرنے سے مضاربت کے سرمایہ کے حصے میں آتا ہو، باقی خسارہ مشترکہ کاروبار کا خسارہ ہوگا جسے شرکاء اپنے فراہم کردہ سرمایوں کی نسبت سے برداشت کریں گے۔ ہماری تجویز کے مطابق بینک کسی ایسے کاروبار میں شرکت پر سرمایہ نہیں لگائے گا جس میں طویل المیعاد قرض سرمایہ بھی لگایا جا رہا ہو۔ اس لئے شرکت کے سرمایہ کے علاوہ صرف مضاربت پر حاصل کیا ہوا سرمایہ لگایا جا سکے گا جس کے نفع اور نقصان کی تقسیم کا اصول مذکورہ بالا آخری صورت میں واضح کیا جا چکا ہے۔ شرکت کی جانب سے لئے ہوئے قصیر المیعاد قرضوں کا حکم وہی ہے جو اوپر مضاربت کی صورت میں واضح کر دیا گیا ہے۔

جاری کاروبار میں سرمایہ لگانے کا مسئلہ

کاروباری فریقوں کو سرمایہ فراہم کرنے کی صورت میں نفع اور نقصان کی تقسیم کا طریقہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے لیکن اس ضمن میں بعض مخصوص صورتیں مزید غور و بحث کی محتاج ہیں۔ ذیل میں ان مسائل پر روشنی ڈالی جائے گی۔

بینک سے مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنے والا کاروباری فریق اگر اس سرمایہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نیا کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے تو آئندہ اس کاروبار کے نفع ونقصان کی تعیین اور باہم حساب فہمی میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ کاروباری فریق پہلے سے کوئی کارخانہ چلا رہا ہو یا کوئی صنعتی زرعی یا تجارتی کاروبار کر رہا ہو اور اس کاروبار میں مزید سرمایہ لگانے کے لئے بینک سے رجوع کرے ایسی صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ بینک اپنا سرمایہ لگانے سے پہلے اس بات کی تحقیق کرلے کہ کاروبار میں پہلے سے کتنا سرمایہ لگا ہوا ہے اور بینک کا سرمایہ شامل کرتے وقت اس کاروبار کی مجموعی مالیت کیا ہے۔ اس کے بغیر کاروبار میں لگے ہوئے مختلف سرمایوں کے نفع یا نقصان کی تعیین ممکن نہ ہوگی۔ کسی جاری کاروبار کی مالیت کی تشخیص کا معروف طریقہ یہ ہے کہ اس کی جملہ املاک ــــــ مشینوں، عمارتوں تیار شدہ مصنوعات، خام مال وغیرہ ــــــ کی قیمت بازار کے موجودہ نرخ کے مطابق متعین کرلی جائے یعنی یہ معلوم کرلیا جائے کہ وہ چیزیں اگر اس وقت خریدی جائیں تو کن داموں میں مل سکیں گی۔ اس کے بعد کاروبار کی قابل وصول رقوم اور اس کے ذمے واجب الادا رقوم معلوم کی جائیں اور ان دونوں کے مثبت یا منفی فرق کو املاک واثاثہ کی مجموعی قیمت میں شامل کیا جائے۔ یہ مجموعی رقم اس وقت اس کاروبار کی مالیت قرار پائے گی۔ یہی مالیت بینک کے دیئے ہوئے سرمایہ کے علاوہ کاروبار کا اپنا سرمایہ قرار پائے گی اور آئندہ کاروبار کے مجموعی نفع یا نقصان میں سے بینک کے حصے میں آنے والے نفع یا اس کے ذمہ آنے والے نقصان کی تعیین اس کی بنیاد پر ہوگی۔ اس میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک کے سرمایہ کی شمولیت سے پہلے کاروبار کا مالک صرف کاروباری فریق تھا یا اس کے مجموعی سرمایہ میں دوسرے شرکاء کا یا مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے والے اصحاب سرمایہ کا سرمایہ بھی شامل تھا۔

مالیت کی تشخیص کا طریقہ ایسا ہونا چاہیئے جس پر بینک اور کاروباری فریق دونوں راضی ہوں۔ اس کام کے لئے ایسے غیر جانب دار ماہرین فن کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں جن کی مہارت اور دیانت پر دونوں فریقوں کو اعتماد ہو۔ معاہدے کے وقت جو رقوم واجب الادا اور قابل وصول ہوں ان کے بارے میں یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ ان کی ذمہ داری کاروباری فریق خود لے لے اور کاروبار کی مالیت متعین کرنے میں ان رقوم کا لحاظ نہ کیا جائے۔

یہی مسئلہ اس صورت میں پیدا ہوگا جب کوئی کاروباری فریق پہلے سے جاری کاروبار کو آئندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بینک سے شرکت کے اصول پر مزید سرمایہ حاصل کر کے بینک کی شرکت میں کرنے کا فیصلہ کرے بعض فقہاء نے باہمی اختلاف کا امکان ختم کرنے اور جہل اور غرر (لاعلمی اور فریب) کا سدِ باب کرنے کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ شرکت کے وقت دونوں شرکاء نقد سرمایہ کے ساتھ شریک کاروبار ہوں۔ جاری صنعتی کاروبار کو مشترکہ کاروبار میں تبدیل کرتے وقت اس طریقے کو اختیار کرنا بہت زحمت طلب اور کاروبار کے مفاد کے خلاف ہے اور معیشت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنے گا۔ اس لئے صنعتی نوعیت کے کاروبار میں ہم مذکورہ بالا طریقے کو اختیار کرنا درست قرار دیتے ہیں۔ تشخیص مالیت کے ذریعے کاروبار کی مجموعی مالیت معلوم کر کے کاروباری فریق کا سرمایہ متعین کر لیا جائے اور بنک اپنا سرمایہ نقد کی صورت میں فراہم کرے۔ آئندہ حسابات انہی دونوں سرمایوں کی مقداروں کی بنیاد پر کئے جائیں۔ تشخیص مالیت کا طریقہ ایسا ہونا چاہیئے جس پر دونوں فریق راضی ہوں اور باہمی نزاع یا جہل اور غرر کا کوئی امکان نہ باقی رہے۔

دوسرا اہم مسئلہ مدتِ معاہدہ کا ہے۔ اگر کسی کاروبار کی نوعیت ایسی ہے کہ ایک متعین عرصے میں کاروبار مکمل ہو جائے گا اور اس میں لگا ہوا سرمایہ دوبارہ نقد کی شکل اختیار کر لے گا اور بینک اس پوری مدت کے لئے سرمایہ لگانا چاہے تو نفع نقصان کے حساب میں کوئی زحمت نہ ہوگی۔ اختتام کاروبار پر نتائج کاروبار کی روشنی میں فریقین باہم حساب فہمی کر سکیں گے۔ لیکن دورِ جدید میں اگر صنعتی کاروبار مسلسل جاری رہتے ہیں اور ان کے اختتام کا کوئی وقت نہیں مقرر کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں بینک کے لئے دو طریقے ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنا سرمایہ ایک متعین مدت کے لئے فراہم کرے اور دوسرا یہ کہ بغیر مدت کی تعیین کے سرمایہ لگائے اور جب چاہے اسے واپس لے لے۔ دونوں صورتوں میں سرمایہ کی واپسی کے وقت حساب فہمی کے لئے کاروبار کی مالیت کی تشخیص کا وہی طریقہ اختیار کرنا ہوگا جس کی نشان دہی اوپر کی جا چکی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اگر کاروباری فریق بینک کا سرمایہ واپس کرنے کے بعد بھی کاروبار جاری رکھنا چاہے تو حساب فہمی کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ کاروبار کا پورا سرمایہ نقد کی صورت میں منتقل کر لیا جائے۔ صرف حسابات صاف کرنے کے لئے کارخانہ مشینوں، خام مال اور دیگر اشیاء کو عملاً فروخت کرنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ مسلسل جاری صنعتی کاروبار میں اگر حسابات کی تکمیل کے لئے کاروبار کے جملہ اثاثہ کو نقد کی شکل میں منتقل کرنا ضروری قرار دیا جائے تو یہ صنعتی کاروبار کے لئے مہلک ہوگا اور اس کے مضر اثرات صرف کاروبار کرنے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر نہیں بلکہ پوری معیشت پر مرتب ہوں گے۔ عملاً اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صنعتی کاروبار کرنے والے افراد بینکوں سے سرمایہ نہ حاصل کر سکیں گے۔ ان حقائق کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ تشخیص مالیت کے مذکورۂ بالا طریقے کے مطابق حساب فہمی اور نفع ونقصان کی آخری تقسیم کو جائز قرار دیا جائے۔ بینک کو اس کا سرمایہ لازماً نقد کی صورت میں ملے گا اور حسابات کی روشنی میں اسے جتنا نفع ملنا چاہیئے وہ بھی نقد کی صورت میں دیا جائے گا۔ اس مقدار میں نقد کی فراہمی اس کاروباری فریق کے ذمے ہوگی جو اگرچہ کاروبار کو جاری رکھنا چاہتا ہے مگر بینک سے لیا ہوا سرمایہ واپس کر رہا ہے۔ وہ اس کے لئے کیا تدابیر اختیار کرتا ہے اس کی تفصیل سے تعرض مسئلہ زیر بحث کے لئے غیر ضروری ہے۔

جیسا کہ شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول پر بحث کرتے وقت واضح کیا جا چکا ہے فقہاء کے نزدیک حسابات کی تکمیل اور نفع ونقصان کی آخری طور پر تقسیم کے لئے ضروری ہے کہ کاروبار کا سرمایہ نقد کی صورت میں منتقل کر لیا جائے[لے] ان کی یہ رائے اس مصلحت پر مبنی ہے کہ حسابات کے طریقے میں دھوکے، لاعلمی یا کسی فریق کی حق تلفی کی گنجائش نہ ہونا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس مصلحت کا پوری طرح حصول ان کی تجویز کردہ صورت میں بآسانی ممکن ہے لیکن انہوں نے جو طریقہ تجویز کیا ہے وہ تجارتی اور زرعی کاروبار میں تو اختیار کیا جا سکتا ہے مگر دور جدید کے صنعتی کاروبار میں اس طریقے پر اصرار متعدد انفرادی اور اجتماعی مضرتوں کا سبب بن سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں ان مصالح کے تحفظ کی کوئی متبادل صورت اختیار کرنی ہوگی۔ ہمارے نزدیک کاروبار کی مالیت کی اس طریقے پر تشخیص جس پر فریقین راضی ہوں ان مصالح کے تحفظ کے لئے کافی ہوگی۔ اسی بنا پر ہم موجودہ حالات میں حسب ضرورت حساب فہمی کے اس طریقے کو جائز سمجھتے ہیں۔

حساب فہمی میں سہولت اور صفائی معاملات کا ایک مناسب طریقہ یہ ہوگا کہ ہر کاروباری فریق کے لئے یہ لازمی قرار دیا جائے کہ وہ موزوں متعین وقفوں کے بعد ——— مثلاً سالانہ، ششماہی یا سہ ماہی ——— اپنے حسابات مرتب کرے اور حسابات رکھنے کے جدید طریقوں کے مطابق کاروبار کی مجموعی مالیت متعین کرے۔ بینک اس کاروبار میں اپنا سرمایہ انہی وقفوں کے لحاظ سے لگائے۔ یعنی ایک سہ ماہی یا چند سہ ماہیوں کے

لے متعلقہ فقہی مباحث کے لئے ملاحظہ ہو، شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول، صفحات - ۴۱ - ۴۸ -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے، یا ایک سال یا چند برسوں کے لئے۔ اس مدت کے پورا ہونے پر فریقین میں سے ہر ایک کو اختیار ہو کہ وہ معاہدہ کو ختم کر دیں۔ بینک کو اس کا سرمایہ واپس دے دیا جائے اور نفع و نقصان کا حساب کر کے بینک کا حساب صاف کر دیا جائے۔ اگر فریقین چاہیں تو وہ آئندہ سہ ماہی یا آئندہ سال کے لئے معاہدہ کی تجدید کر لیں۔ ایسی صورت میں نفع و نقصان کی یہ تقسیم قطعی ہو گی اور آئندہ سہ ماہی یا سال کے نفع نقصان کو اس تقسیم سے کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اگر فریقین چاہیں تو وہ معاہدہ علیٰ حالہ قائم رکھیں۔ نفع یا نقصان کی اس تقسیم کو عارضی قرار دیں اور اختتام معاہدہ کے وقت آخری طور پر نفع یا نقصان کی تقسیم کا کام آئندہ کے لئے اٹھا رکھیں متعین مدت کے لئے معاہدہ کرنے کی صورت میں اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے اختتام معاہدہ اسی صورت میں ممکن ہو گا جب دونوں فریق ایسا کرنے پر راضی ہوں یا مدت پوری ہونے سے پہلے کاروباری فریق کی موت واقع ہو جائے اور اس کے نتیجے میں معاہدہ ختم کرنا ناگزیر ہو جائے۔

اگر کاروباری فریق بینک سے کچھ سرمایہ حاصل کر کے کاروبار میں لگانے کے بعد آئندہ اسی کاروبار میں لگانے کے لئے بینک یا کسی دوسرے صاحبِ سرمایہ سے مزید سرمایہ حاصل کرنا چاہے تو اس سرمایہ کو کاروبار میں لگانے سے پہلے کاروبار کی مالیت تشخیصِ مالیت کے اسی طریقے کے مطابق متعین کی جائے گی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ نیا سرمایہ شامل کرتے وقت ہر فریق ایک نئے معاہدے کے تحت شریکِ کاروبار ہو گا اور اس وقت تک کے نفع نقصان کی تعیین کر کے ان اصحاب سرمایہ کا حساب صاف کر دینا ضروری ہو گا جن کے سرمائے پہلے سے لگے ہوئے ہوں۔ ضروری نہیں کہ ان کے سرمائے واپس کئے جائیں یا ان کے حصے کا نفع عملاً انہیں ادا کر دیا جائے۔ بلکہ ان کے سرمائے مع نفع (یا نقصان) کی مقدار کی تعیین کافی ہو گی اور آئندہ انہیں اس کاروبار میں اسی سرمائے کے ساتھ شریک سمجھا جائے گا۔

اگر بینک نے کاروباری فریق کو غیر متعین مدت کے لئے سرمایہ فراہم کیا ہو تو بھی موزوں وقفوں پر ——— سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ ——— حسابات کرنے اور نفع و نقصان کی تقسیم کا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ بینک کو اپنے کھاتہ داروں کے حسابات کی تکمیل کے لئے موزوں وقفوں پر اپنے مجموعی نفع نقصان کی تعیین کی ضرورت پیش آئے گی اس لئے طویل مدت یا غیر متعین مدت کے لئے سرمایہ لگانے کو اس بات میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے کہ ہر سہ ماہی، ششماہی یا سال کے اختتام پر نفع نقصان کی تعیین کی جاتی رہے اور بینک کو اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کا نفع ملتا رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پوری بحث میں ہم نے شرکت اور مضاربت دونوں طریقوں کے مطابق سرمایہ لگانے کا ذکر کیا ہے لیکن آئندہ مباحث میں ہم یہ فرض کر کے گفتگو کریں گے کہ بینک سرمایہ لگاتے وقت مضاربت ہی کا اصول اختیار کرتا ہے۔ شرکت عنان کا طریقہ اختیار نہیں کرتا۔ اس سے ان مباحث کی پیچیدگی دُور ہو جائے گی اور اُن کے نتائج پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ مجوزہ نظام بنک کاری کے تمام پہلو سامنے آجانے کے بعد بآسانی اس امر پر غور کیا جا سکتا ہے کہ اگر بینک مضاربت کے پہلو بہ پہلو شرکت عنان کا طریقہ بھی اختیار کرتا ہے تو اس سے اس نظام پر کیا اثر پڑے گا اور اس کی کن تفصیلات میں ترمیم ضروری ہو گی۔

مناسب ہو گا کہ آگے بڑھنے سے پہلے اس بحث کے نتائج پر ایک نظر ڈالی جائے۔

- بینک اپنا سرمایہ مضاربت کے اصول پر کاروباری فریقوں کو دے گا۔
- بینک کا حصۂ نفع اس کے دیئے ہوئے سرمایہ پر آنے والے نفع کی ایک کسر کے طور پر طے پائے گا۔
- بینک اپنے دیئے ہوئے سرمایہ پر آنے والا پورا نقصان خود برداشت کرے گا۔
- بینک کی مالی ذمہ داری اس کے دیئے ہوئے سرمایہ سے متجاوز نہ ہو گی۔ (یعنی بینک کا زیادہ سے زیادہ نقصان یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا لگایا ہوُا پورا سرمایہ ڈوب جائے، کچھ بھی واپس نہ ملے۔)
- آخری طور پر حساب فہمی سے پہلے بھی نفع کی تقسیم عمل میں آسکتی ہے۔
- اختتام معاہدہ پر بینک کو اس کا دیا ہوُا سرمایہ اس نفع کے اضافے یا اس نقصان کے بقدر کمی کے ساتھ واپس مل جائے گا جو اس میں واقع ہوُا ہو۔
- آغاز معاہدہ پر اس بات کی تعیین ضروری ہو گی کہ بینک کے فراہم کردہ سرمایہ کے علاوہ اس کاروبار میں کتنا اور سرمایہ لگا ہوُا ہے یا اب لگایا جا رہا ہے۔
- جس کاروبار میں بینک نے سرمایہ لگایا ہوُا اس میں کسی اور ذریعے سے، یا خود اسی بینک سے حاصل کر کے مزید سرمایہ لگانے کی صورت میں ایک نیا معاہدہ کرنا ضروری ہو گا۔
- بینک متعین مدتوں کے لئے بھی سرمایہ لگا سکے گا۔
- مدت متعین نہ ہونے کی صورت میں، اور مدت متعین ہو تو کاروباری فریق کی رضامندی سے بنک کسی وقت بھی اپنا دیا ہوُا سرمایہ واپس لے سکے گا۔ البتہ حساب کی تکمیل کے لئے ناگزیر ہو تو بینک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کچھ عرصہ مثلاً جاری سہ ماہی کی تکمیل تک انتظار کرنا ہوگا۔

ج۔ کاروباری اداروں کے حصص کی خریداری

بینک کے لئے اپنے سرمایہ کے نفع آور استعمال کی ایک موزوں شکل تجارتی اور صنعتی کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے حصص (Shares) کی خریداری ہے۔ آج کل بہت سے کاروباری ادارے اپنا سرمایہ حصص کی فروخت کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ ہر حصہ کا مالک اصولاً ایک مشترکہ کاروبار میں ایک شریک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے حصے کی قیمت کو کمپنی کے کل سرمایہ کے ساتھ جو نسبت ہو اسی نسبت سے وہ اس کمپنی کے مالکوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک کمپنی میں دس لاکھ روپیہ کا سرمایہ لگا ہوا ہے اور اس کے ایک حصہ کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے تو اس حصہ کا مالک کمپنی کے ہزارویں (۱/۱۰۰۰) کا مالک سمجھا جائے گا۔

کاروبار میں نفع ہونے کی صورت میں یہ نفع حصہ داروں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم پاتا ہے جس سال کاروبار میں خسارہ ہو اس سال کوئی نفع تقسیم نہیں کیا جاتا مگر حصہ داروں سے اس خسارے کی تلافی کا مطالبہ بھی نہیں کیا جاتا۔ بلکہ آئندہ منافع یا گذشتہ غیر تقسیم شدہ منافع سے اس کی تلافی کی جاتی ہے آئندہ جب اتنے منافع ہوتے ہیں کہ سابق نقصانات کی تلافی کے بعد بھی نفع تقسیم کرنا ممکن ہو تو نفع تقسیم کیا جاتا ہے۔

یہ کمپنیوں کے حصص اور ان پر ملنے والے نفع کا بہت سادہ اور موجودہ عملی صورت حال سے کسی قدر ہٹا ہوا بیان ہے۔ لیکن یہ بیان غیر حقیقت پسندانہ نہیں اور زیر غور نظام کے لئے اسے سوچنے کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

بازار میں یہ حصص خریدے اور فروخت کئے جاتے ہیں۔ ان کے نرخ بازار کا اتار چڑھاؤ بڑی حد تک ماضی میں ان کی نفع آوری اور مستقبل میں ان کی متوقع نفع آوری پر ہوتا ہے۔

ان حصص کی خرید و فروخت کا طریقہ اسلامی نظام معیشت میں جاری رکھا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ ان حصہ داروں کی مالی ذمہ داری، مشترکہ کاروبار میں مداخلت کے حق اور حصص کی خرید و فروخت سے متعلق بعض نئے سوالات پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ ایسے سوالات نہیں جن کا حل ناممکن ہو۔ مشترکہ کاروباری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمپنیوں کے موجودہ ڈھانچہ میں مناسب ترمیمات، سٹہ بازی کے خاتمے اور حصص پر نفع کی تقسیم نیز ان کی خرید و فروخت کو بعض ضوابط کا پابند بنا کر مروّجہ طریقوں کو ہر طرح کی شرعی قباحت سے پاک کرنا بآسانی ممکن ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں ہم ان مسائل پر تفصیلی بحث نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم یہ فرض کر کے گفتگو جاری رکھیں گے کہ حصص کی خرید و فروخت کا طریقہ غیر سودی نظام معیشت میں نہ صرف رائج رہے گا، بلکہ سودی لین دین کی حرمت کے سبب زیادہ فروغ پائے گا۔ ظاہر ہے کہ تجارتی حصص کی وہ تمام قسمیں جن کے ساتھ سود وابستہ ہو، یا جن میں ایک کم سے کم شرح نفع کی ضمانت دی گئی ہو خارج از بحث ہیں۔ یہاں صرف ان عام حصص (Common Stock) کا ذکر ہے جن کی نفع آوری خود کمپنی کے کاروبار میں نفع ہونے پر منحصر ہوتی ہے۔

بینک اپنے سرمایہ کا ایک حصہ ایسے حصص کی خریداری پر صرف کر سکتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے ان کو ہر سال نفع مل سکے۔ وہ بیک وقت مختلف قسم کے حصص اور مختلف کاروباری اداروں کے حصص خرید کر اس بات کا اہتمام بھی کر سکتے ہیں کہ اپنے خریدے ہوئے حصص پر بحیثیت مجموعی انہیں ہمیشہ نفع ہو۔

حصص میں سرمایہ لگانے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب بینک کو نقد سرمایہ کی ضرورت ہو تو وہ ان حصص کو فروخت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آئندہ مباحث سے واضح ہوگا بینک کے لئے اپنی نقدیت (Liquidity) کو برقرار رکھنا ایک اہم کام ہوگا۔ حصص کی ملکیت اس کام میں مددگار ثابت ہوگی۔

حصص کی فروخت پر بینک کو خسارہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے مفاد کے تحت اس بات کی کوشش کرے گا کہ خسارہ اٹھا کر حصص نہ فروخت کرنے پڑیں۔ حصص کے ذریعے ہونے والا نفع یا نقصان کاروبار بنک کاری کے مجموعی منافع میں شامل سمجھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

بینک اور اصحاب سرمایہ

گزشتہ باب میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ بینک اپنے سرمایہ کو مضاربت کے اصول پر کاروبار میں لگا کر تجارتی حصص خرید کر، اور کمیشن یا فیس کے عوض مختلف خدمات انجام دے کر کس طرح نفع اور اجرت کی صورت میں آمدنی حاصل کرنے کا اہتمام کرے گا۔ اوپر ہم نے صرف اس سرمایہ کا ذکر کیا ہے جو بینک قائم کرنے والے حصہ داروں نے فراہم کیا ہو۔ اس باب میں ان دوسرے طریقوں کا جائزہ لیا جائے گا جو بینک مزید سرمایہ حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے گا۔

مضاربت کے اصول پر مزید سرمایہ کا حصول

بینک عام پبلک اور بچت کاروں کو اس بات کی دعوت دے گا کہ وہ اپنا سرمایہ مضاربت کے اصول پر بینک کو دیں۔ بینک اس سرمایہ کے ذریعے وہ کاروبار کرے گا جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ اس کاروبار کے ذریعے ان سرمایوں پر جو نفع ہوگا اس میں سے طے شدہ نسبت کے مطابق ایک حصہ بینک کو ملے گا اور باقی نفع مضاربت پر سرمایہ جمع کرنے والوں کو ملے گا۔ ذیل میں بینک اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ جمع کرنے والوں کے درمیان معاہدہ کی تفصیلات واضح کی جائیں گی۔ سہولت کے لئے ہم ان افراد کو بینک کے کھاتہ دار کہیں گے جو اپنا سرمایہ مضاربت کے اصول پر بینک میں جمع کریں۔ ان کھاتہ داروں کے علاوہ ایسے افراد بھی بینک میں اپنا سرمایہ جمع کر سکیں گے جو اسے قرض، کھاتہ میں رکھنا چاہیں۔ اس کھاتہ کی نوعیت اور اس میں جمع کئے جانے والے سرمایہ کے استعمال کی کیفیت بھی اسی باب میں واضح کی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کھاتہ

مضاربت کھاتہ میں رقمیں جمع کرنے والوں کے ساتھ بینک حسب ذیل معاہدہ کرے گا۔

۱۔ بینک اس سرمایہ کو اپنے سرمایہ کے ساتھ کاروبار میں لگائے گا۔ کل سرمایہ پر اسے مجموعی طور پر جو نفع ہوگا وہ کل سرمایہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ اس تقسیم کے نتیجے میں کسی کھاتہ دار کے سرمایہ پر جتنا نفع آئے گا۔ اس کی ایک طے شدہ نسبت (نصف، تہائی یا چوتھائی وغیرہ) بینک کو ملے گی اور باقی نفع کھاتہ دار کو ملے گا۔ نفع کی تقسیم کی یہ نسبت فریقین کی رضامندی سے طے پائے گی۔

۲۔ اگر بینک کو اپنے کاروبار میں مجموعی طور پر خسارہ ہوتا ہے تو یہ خسارہ کاروبار میں لگے ہوئے کل سرمایہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ اس تقسیم کے نتیجے میں کسی کھاتہ دار کے سرمایہ میں جو خسارہ واقع ہوگا وہ پورا خسارہ اس کھاتہ دار کو برداشت کرنا ہوگا۔

۳۔ کسی کھاتہ دار کی مالی ذمہ داری اس کی جمع کردہ رقم سے متجاوز نہیں ہوگی۔ یعنی اسے زیادہ سے زیادہ جو نقصان ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اس کی جمع کردہ رقم ڈوب جائے۔ بینک نے اگر قرض سرمایہ کاروبار میں لگایا ہو اور اسے حصہ داروں اور مضاربت کھاتہ داروں کے فراہم کردہ سرمایہ سے زیادہ وسعت دی ہو اور اسے کاروبار میں اتنا زبردست خسارہ ہو کہ یہ سارا سرمایہ ڈوب جائے پھر بھی واجب الادا رقوم باقی رہ جائیں تو ایسی صورت میں ان رقوم کی ادائیگی کے لئے مضاربت کھاتہ والوں سے مزید رقم کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مطالبہ صرف حصہ دار شرکا سے کیا جا سکتا ہے جن کی مالی ذمہ داری غیر محدود ہوگی۔

۴۔ مضاربت کھاتہ میں جمع کی جانے والی رقمیں کسی مدت کی تعیین کے بغیر بھی جمع کی جا سکتی ہیں اور ایک متعین مدت مثلاً ایک سہ ماہی یا چند سہ ماہیوں کے لئے بھی۔

۵۔ ہر سہ ماہی کے اختتام پر ہر کھاتہ دار کے نفع نقصان کا حساب کر کے اسے مطلع کیا جائے گا۔ اسے اختیار ہوگا کہ وہ معاہدہ ختم کر کے اپنا سرمایہ مع نفع نقصان کے واپس لے لے یا نفع کی قسط وصول کر لے اور اس بات پر راضی ہو کہ نفع کی یہ تقسیم عارضی ہے اور آئندہ خسارے کی صورت میں یہ نفع اس نقصان کی تلافی میں محسوب کیا جا سکے گا۔ ان ... سے جو طریقہ کھاتہ دار اپنے حصہ نفع کے سلسلے میں اختیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا وہی طریقہ بینک اپنے حصۂ نفع کے سلسلے میں بھی اختیار کرے سہ ماہی حساب سے یہ معلوم ہوا ہو کہ کھاتہ دار کو خسارہ ہوا ہے اور وہ معاہدہ جاری رکھنا چاہے تو آئندہ سہ ماہی میں ہونے والے نفع میں سے پہلے اس خسارے کی تلافی کی جائے گی۔ پھر اگر کچھ نفع باقی رہے تو وہ فریقین کے درمیان طے شدہ نسبت کے مطابق تقسیم پائے گا۔ کھاتہ دار کے لئے یہ بھی ممکن ہو گا کہ وہ سہ ماہی حسابات کو آخری قرار دے اور ان کے مطابق نفع یا نقصان کے ساتھ اپنا سرمایہ وصول کر لے لیکن پھر اسی سرمایہ کو آئندہ کے لئے از سرِ نو مضاربت کے اصول پر دے دے۔ ایسی صورت میں محولا رقم کی واپسی ضروری نہ ہو گی بلکہ حسابات کی صفائی کے بعد بینک کو تجدید معاہدہ کے فیصلہ سے مطلع کر دینا کافی ہو گا۔ اس صورت میں آئندہ نفع نقصان کا گزشتہ نفع و نقصان سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔

۶۔ کھاتہ دار جب چاہے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے مگر نفع اور نقصان کے حساب کے لئے اسے رواں سہ ماہی کے اختتام کا انتظار کرنا ہو گا۔ البتہ اگر بینک راضی ہو تو گزشتہ سہ ماہی کے حسابات کو بھی حساب مکمل کرنے کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ مضاربت کھاتہ کی رقمیں چیک کے ذریعے نہیں نکالی جا سکیں گی، نہ ان کھاتوں میں سے رقوم چیک کے ذریعے دوسرے افراد کو منتقل کی جا سکیں گی، بلکہ ان رقوم کو نکالنے کے لئے ایک مناسب عرصہ پہلے اطلاع دینی ہو گی۔ البتہ اگر بینک پیشگی اطلاع پر اصرار نہ کرے تو اس کی بھی پوری گنجائش ہو گی۔

۷۔ مذکورہ بالا حسابات کا تقاضا پورا کرنے کے لئے ہر سہ ماہی کے اختتام پر بینک اپنے پورے کاروبار کا حساب مرتب کر کے اس کے مجموعی نفع یا نقصان کی تعیین کرے گا۔ جن کاروباری فریقوں کو مضاربت کے اصول پر سرمائے فراہم کئے گئے ہوں ان سے حساب کرنے کے لئے تشخیص مالیت کا وہ طریقہ اختیار کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ حصص کی قیمت بازار کے جاری نرخ کے مطابق متعین کر کے ان کی ملکیت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نفع اور اضافۂ اصل (Capital Gain) کی تعیین کی جائے گی۔

۸۔ مضاربت کھاتہ میں نئی رقوم ہر سہ ماہی کے آغاز پر جمع کی جا سکیں گی۔ جو بچت کار اور اصحاب سرمایہ سہ ماہی کی درمیانی تاریخوں میں سرمایہ جمع کرنا چاہیں ان کی رقمیں قبول کر لی جائیں گی لیکن اگر ان رقموں کا فوری طور پر استعمال ممکن نہ ہو تو رواں سہ ماہی کے اختتام پر انہیں نفع نقصان کا حساب کرنے میں نہیں شامل

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے گا۔ البتہ اگر بینک کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ ان رقموں کو حصص کی خرید مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرے یا خدمات کی انجام دہی کے سلسلے کے اخراجات میں استعمال کر سکے اور رواں سہ ماہی کے اختتام پر نفع یا نقصان کی تعیین میں ان رقموں کو ان مدتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے شامل کرے جن کے لئے یہ لگائی گئی ہیں تو وہ ایسا ہی کرے گا۔ بینکوں کے درمیان بچتیں اور سرمائے حاصل کرنے کے لئے مسابقت اس بات کی ضامن ہوگی کہ وہ حتی الامکان ایسا کریں گے تاکہ مضاربت کھاتہ میں رقمیں ہر وقت جمع کی جاتی رہیں۔ لیکن بینکوں کی نگرانی کرنے والی سماجی ہیئت یعنی مرکزی بینک کو اس امر کا اہتمام کرنا ہوگا کہ حساب کے طریقے ایسے ہوں جو کسی کھاتہ دار یا حصہ دار کی حق تلفی کا باعث نہ بنیں۔ حسابات کا طریقہ ایسا ہونا چاہیئے جس میں جہل (عدم علم) کو دخل نہ ہو۔ نہ غرر (دھوکہ) کا اندیشہ ہو۔ بینکوں کے حسابات کو جہل، غرر اور غبن سے پاک رکھنے کے لئے مرکزی بینک ان کو ایسے ضوابط کا پابند بنائے گا جو ماہرین فن کی مدد سے ہر فریق کے مفادات و مصالح کا لحاظ رکھتے ہوئے وضع کئے گئے ہوں۔

یہ بات کہ مضاربت کھاتہ میں جمع کی جانے والی رقمیں ایک سہ ماہی یا چند سہ ماہیوں کے لئے جمع کی جائیں اور رقموں کی آمد اور واپسی سہ ماہیوں کے اختتام پر ہو ہماری طرف سے ایک تجویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تجویز کا منشا حساب کتاب کو جہل، غرر اور غبن کے عناصر سے پاک رکھنا اور عدل کی ضمانت دینا ہے۔ اسی لئے ہم نے یہ تجویز رکھی ہے کہ ہر کاروباری فریق جسے بنک نے سرمایہ فراہم کیا ہو سہ ماہی حسابات مرتب کرے اور بنک اپنے کاروبار کا بھی ہر سہ ماہی پر پورا حساب مرتب کرے۔ تاکہ ہر فریق کے نفع یا نقصان کی تعیین پورے کاروبار کے نتائج کی بنیاد پر کی جا سکے۔ بہ ظاہر ہے کہ جب تک پورے کاروبار کے نتائج نہ معلوم ہوں کسی ایک کھاتہ دار یا حصہ دار کے نفع یا نقصان کی تعیین ممکن نہیں اور یہ بات جائز نہ ہوگی کہ ٹھیک ٹھیک تعیین کے بغیر محض اندازہ یا تخمینہ کو حساب فہمی کی بنیاد بنایا جائے۔

تین مہینے کی مدت بذات خود کوئی اصولی اہمیت نہیں رکھتی۔ کوئی دوسری مدت بھی تجویز کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں چند امور کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ کاروباری فریق جو بینک سے مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے کاروبار میں لگائیں گے انہیں اس بات کا اطمینان حاصل ہونا چاہیئے کہ اس سرمایہ کو اتنے عرصے استعمال کر سکیں گے کہ ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ایک کارخانہ دار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ چاہے گا کہ اسے اس سرمایہ کے ذریعے خام مال خرید کر اس کے ذریعے مصنوعات تیار کر کے فروخت کرنے کا موقع ملے جس کے لئے چند ماہ کی مدت ضرور درکار ہو گی۔ مختلف قسم کے کارخانوں یا تجارتی اداروں کے لئے اس عرصے کی تعیین مختلف ہو گی اور بینکوں کی پالیسی ایسی ہونی چاہیئے کہ ہر قسم کے کاروباری اداروں کو اپنی ضرورت کے مطابق مختلف عرصوں کے لئے کاروباری سرمایہ مل سکے۔ دوسری طرف سرمایہ لگانے والے اور بچت کر کے اسے مضاربت کھاتہ میں جمع کرنے والے افراد یہ چاہیں گے کہ ان کی رقمیں بہت لمبی مدتوں کے لئے پابند نہ ہو جائیں اور انہیں نفع کے لئے بہت طویل عرصہ انتظار نہ کرنا پڑے۔ اگر کھاتہ داروں کے نفع کا حساب کرنے کا وقفہ زیادہ طویل رکھا گیا تو اس کا اثر بچت کی رسد اور مضاربت کھاتہ میں سرمایہ کی آمد پر پڑے گا۔ بینکوں کے لئے عرصۂ حساب تجویز کرتے وقت ان دونوں مصالح کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

تین مہینے کی مدت نہ بہت چھوٹی ہے نہ بہت بڑی۔ یہ ایک درمیانی مدت ہے۔ پھر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر سہ ماہی کے اختتام پر بینک کاروباری فریقوں سے سرمایہ واپس طلب کرے گا۔ ضرورت صرف ہر کاروباری فریق سے حساب طلب کرنے کی پیش آئے گی۔ ایک کاروباری فریق کو متعدد سہ ماہیوں تک سرمایہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے۔ عام صورت یہ ہو گی کہ سرمایہ غیر متعین مدت کے لئے دیا جائے گا۔ حسابات ہر سہ ماہی پر کئے جاتے رہیں گے اور سرمایہ اس وقت واپس لیا جائے گا جب بینک یا کاروباری فریق دونوں میں سے کوئی ایک اپنے مفادات و مصالح کی روشنی میں معاہدہ ختم کرنا مناسب سمجھے۔ اسی طرح کھاتہ داروں کی جانب سے بھی بچتیں اور سرمائے غیر متعین مدت کے لئے جمع کئے جایا کریں گے۔ ہر سہ ماہی پر حسابات مکمل کر کے نفع نقصان کی تعیین اور تقسیم ہوتی رہے گی۔ مگر اکثر رقمیں بدستور مضاربت کھاتہ میں جمع رہیں گی۔ کھاتہ دار اپنی رقم اسی وقت نکالے گا جب وہ اسے کسی دوسرے نفع آور کام میں لگانا یا ذاتی صرف میں لانا چاہے گا۔ جہاں تک ایک بینک کے مضاربت کھاتہ سے رقم واپس لے کر دوسرے بینک کے مضاربت کھاتہ میں جمع کرنے کا تعلق ہے اس کا نظام بینک کاری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہر سہ ماہی کے اختتام پر کسی بینک سے مضاربت کھاتہ کی جو رقمیں واپس طلب کی جائیں گی ان کے بالمقابل کچھ رقمیں آئندہ سہ ماہی کے لئے جمع بھی کی جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر معمولی حالات کے علاوہ اس بات کی ضرورت شاذ و نادر ہی پیش آئے گی کہ بینک کو کاروباری فریقوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سرمایہ کی واپسی کا مطالبہ صرف اس لئے کرنا پڑے کہ اسے مضاربت کھاتہ کی کچھ رقمیں واپس کرنی ہیں۔ آئندہ صفحات کے مطالعہ کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھی جا سکے گی کہ بینک کی وہ پالیسی جو کاروباری فریقوں کو مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرنے اور اس سرمایہ کو واپس لینے سے تعلق رکھتی ہے۔ بڑی حد تک آزاد ہوگی۔ مضاربت کھاتہ میں رقوم کی آمد یا ان سے رقوم کی واپسی کی پابند نہ ہوگی۔

اس مقصد کے تحت مناسب ہوگا کہ بینک مضاربت کھاتہ کی ایک متعین فی صد رقم ریزرو کے طور پر رکھے۔ تاکہ کھاتہ داروں کو رقم کی واپسی، عام حالات میں، کاروباری فریقوں سے سرمائے واپس لینے پر منحصر نہ ہو۔ ایک بہت چھوٹی نسبت مثلاً تین فی صد یا پانچ فی صد ریزرو رکھ کر یہ منشا پورا کیا جا سکتا ہے۔

یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام بینکوں کی سہ ماہیاں ایک ساتھ شروع اور ایک ساتھ ختم ہوں۔ ہر بینک اس بات کی تعیین میں آزاد ہوگا کہ اس کی سہ ماہی کس تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ مثلاً ایک بینک میں مضاربت پر رقمیں جمع کرنے کی مقررہ تاریخیں جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر کی پہلی تاریخیں یا پہلے ہفتے ہوں۔ دوسرا بینک فروری، مئی، اگست اور نومبر کے آغاز میں رقوم قبول کرے وعلی ہذا القیاس۔ اس طرح پورے نظام بنک کاری میں یہ وقت سہ ماہی کا آغاز و اختتام ہوتا رہے گا جس سے کھاتہ داروں کو مزید سہولت فراہم ہو سکے گی۔ نیز کاروباری طبقہ کو بھی ہر وقت نیا سرمایہ حاصل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

اگر تجربے سے تین ماہ کے علاوہ کوئی اور مدت ——— چار ماہ، چھ ماہ یا ایک سال ——— زیادہ موزوں معلوم ہو تو اسے اختیار کیا جا سکے گا۔ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ابتدا ہی سے مختلف بینک مختلف وقفوں پر حسابات صاف کرنے کا طریقہ اختیار کر لیں گے۔ یہ بات عام بچت کاروں اور اصحاب سرمایہ، نیز کاروباری فریقوں کے لئے بھی زیادہ سہولت کا سبب بنے گی کہ ایک بینک ہر سہ ماہی پر حساب کرتا ہے، دوسرا ہر چھ ماہ پر اور تیسرا سالانہ حساب کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ بعض بینک زیادہ لمبی مدتوں کے لئے مضاربت پر سرمایہ لگانے میں اختصاص پیدا کر لیں گے اور طویل مدت میں تکمیل پانے والے صنعتی کاروبار کے لئے سرمایہ کے طالب کاروباری فریق ان سے اپنی ضرورت پوری کریں گے۔ دوسرے بینک درمیانی یا چھوٹی مدتوں کے لئے سرمایہ فراہم کریں گے اور کاروباری افراد کا ایک حلقہ ان کی طرف رجوع کرے گا۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہر قسم کے کاروبار کے لئے بسہولت سرمایہ فراہم ہو سکے گا۔ عملی تجربہ، بینکوں کی باہم مسابقت، اور مرکزی بینک کی وہ رہنمائی اور ضابطہ بندی جو وہ اجتماعی ضروریات و مصالح کی بنیاد پر کرے گا، پورے نظام بینک کاری کو موزوں طریقے سے چلانے کا ذریعہ بنے گی۔

مضاربت کھاتہ کے نفع نقصان کی تعیین

دوسرے باب میں ہم مثالوں کے ذریعے واضح کر چکے ہیں کہ بینک کاروباری فریقوں سے اپنے دیئے ہوئے سرمایہ کے نفع نقصان کا حساب کس طرح کرے گا۔ اب ہم یہ واضح کریں گے کہ بینک اپنے کھاتہ داروں اور حصہ داروں کے درمیان اپنے منافع یا نقصانات کو کس طرح تقسیم کرے گا۔ بحث کو پیچیدگی سے بچانے کے لئے ہم یہ فرض کر کے گفتگو کریں گے کہ بینک کے خریدے ہوئے تجارتی حصص کے ذریعے ہونے والی آمدنی بھی مضاربت پر دیئے ہوئے سرمایہ کے منافع یا نقصانات میں شامل ہے۔ نیز یہ کہ خدمات کے ذریعے جو آمدنی ہو رہی ہے وہ بینک کے مجموعی انتظامی اخراجات کے برابر ہے۔ اس طرح عملاً خالص آمدنی کی صرف ایک شکل باقی رہ جائے گی یعنی مضاربت پر لگائے ہوئے سرمایہ کے منافع۔

نفع کی تعیین اور تقسیم کا اصول وہی ہے جو اوپر واضح کیا جا چکا ہے۔ مضاربت کھاتہ میں جمع کی جانے والی پوری رقم[۱] حصہ داروں کے فراہم کردہ پورے سرمایہ میں ملا کر کاروبار میں استعمال کی جائے گی یعنی کاروباری فریقوں کو مضاربت کے اصول پر دینے، حصص خریدنے اور گاہکوں کی مختلف خدمات کی انجام دہی کے اہتمام میں لگائی جائے گی۔ (سہ ماہی یا سال ختم ہونے پر) مجموعی طور پر جو منافع ہوگا وہ پورے سرمایہ پر تقسیم کر دیا جائے گا جس سے نفع کی فی صد شرح معلوم ہو جائے گی۔ مجموعی منافع کا حساب منفرد کاروباری فریقوں سے معاہدے کے نتیجے میں ہونے والے منافع اور نقصانات کو باہم جمع کر کے لگایا جائے گا۔ مضاربت کھاتہ میں ہر منفرد کھاتہ دار کے حساب میں طے شدہ نسبت کے مطابق نفع کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ مضاربت کھاتہ داروں کا نفع ان کو دینے کے بعد جو نفع باقی بچے گا حصہ داروں کے درمیان ان کے سرمایوں کی نسبت

---

[۱] اگر مضاربت کھاتہ کا ایک متعین حصہ ریزرو کے طور پر رکھا جائے تو ایسا کرنا بھی اس کے کاروباری استعمال میں شامل سمجھا جانا چاہیئے۔ اس ریزرو کے علاوہ باقی رقوم کاروباری فریقوں کو فراہم کی جائیں گی مگر ان سے حاصل ہونے والے نفع کو کل کھاتہ پر بشمول ریزرو تقسیم کر کے نفع کا فی صد معلوم کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تقسیم پائے گا۔ اگر کاروبار میں بحیثیت مجموعی خسارہ ہوا تو یہ خسارہ کل سرمایہ پر تقسیم کر کے نقصان کا فی صد معلوم کیا جائے گا۔ اور ہر کھاتہ دار اور حصہ دار کے سرمایہ میں اسی فی صد نقصان کے مطابق کمی کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اس اصول کو مثالوں کے ذریعے سمجھ لینا مناسب ہوگا۔

فرض کیجئے کہ دس حصہ داروں نے فی کس ایک لاکھ روپے لگا کر دس لاکھ کے مشترکہ سرمایہ سے بینک قائم کیا ہے جس کے مضاربت کھاتہ میں دس ہزار کھاتہ داروں نے اوسطاً فی کس پانچ سو روپے جمع کیے ہیں یعنی مضاربت کھاتہ میں جمع کیا جانے والا کل سرمایہ پچاس لاکھ ہے حصہ داروں کے درمیان یہ معاہدہ ہے کہ ان کے سرمایہ کو کاروبار بنک کاری میں لگانے سے جو نفع حاصل ہوگا اس کا چوتھائی بینک کو ملے گا اور تین چوتھائی کھاتہ دار کو ملے گا۔

ساٹھ لاکھ کے اس مجموعی سرمایہ کو بینک مختلف کاروباری فریقوں کو ایک سال کی مدت کے لئے مضاربت کے اصول پر دیتا ہے۔ اس شرط پر کہ کاروباری فریق اس سرمایہ کے ذریعے کیے جانے والے کاروبار کے نفع کا نصف خود لے گا اور نصف بینک کو دے گا۔ سال کے اختتام پر حساب کیا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض کاروباری فریقوں کو خسارہ ہوا اور بعض کاروباری فریقوں کو نفع ہوا، کسی کو کم نفع ہوا اور کسی کو زیادہ۔ خسارہ کی تمام رقموں اور نفع کی رقموں میں سے بینک کے حصے کو باہم جمع کرنے کا نتیجہ تین مختلف صورتیں اختیار کر سکتا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ مجموعی طور پر نفع حاصل ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مجموعی طور پر خسارہ ہو۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نہ نفع ہو نہ خسارہ بلکہ بینک کو صرف اپنا لگایا ہوا سرمایہ واپس مل سکے۔ ذیل میں ان تینوں صورتوں پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالی جائے گی۔

پہلی صورت میں فرض کیجئے کہ بینک نے جن کاروباری فریقوں کو سرمایہ فراہم کیا تھا ان سے بحیثیت مجموعی بینک کو تین لاکھ روپے اپنے حصۂ نفع کے طور پر ملے[1]۔ ساٹھ لاکھ کے سرمایہ پر تین لاکھ کے نفع کا مطلب یہ ہوا کہ شرح نفع پانچ فی صد ہے۔ کھاتہ داروں سے طے شدہ شرط کے مطابق انہیں ہر ایک سو پر ۳¾ روپے

---

[1] مثلاً جن کاروباری فریقوں کو نفع ہوا ہے ان سب کے منافع کی میزان آٹھ لاکھ ہے جن کاروباری فریقوں کو نقصان ہوا ہے ان کے خسارہ کی میزان ایک لاکھ ہے۔ بینک کو چار لاکھ نفع کا حصہ ملا اور ایک لاکھ کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ اس کا خالص نفع تین لاکھ ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملیں گے۔ باقی ا½ روپیہ ہر سو روپے پر بینک کو اپنے حصۂ نفع کے طور پر ملے گا ہر وہ کھاتہ دار جس نے پانچ سو روپے جمع کئے تھے اٹھارہ روپے پچھتر پیسے بطور نفع کے حاصل کرے گا۔

مضاربت کھاتہ کی کل رقم یعنی پچاس لاکھ پر ایک لاکھ ستاسی ہزار پانچ سو روپے (۰۰ک187ا) نفع کے تقسیم کئے جائیں گے۔ باقی نفع یعنی ایک لاکھ بارہ ہزار پانچ سو روپے (۰۰ک112) شرکت کا مجموعی نفع ہے جو حصہ داروں کے درمیان تقسیم پائے گا۔ ہر حصہ دار کو ایک لاکھ کے سرمایہ پر گیارہ ہزار دو سو پچاس روپے نفع کے طور پر ملیں گے۔

دوسری صورت میں فرض کیجیئے کہ بینک کو بحیثیت مجموعی اپنے کاروباری فریقوں سے تین لاکھ کا خسارا اٹھانا پڑا[1] یعنی اس نے جو ساٹھ لاکھ روپے مضاربت کے اصول پر فراہم کئے تھے ان میں سے صرف ۵۷ لاکھ واپس مل سکے۔ شرح نقصان پانچ فی صد ہے لہذا ہر کھاتہ دار کو اپنی جمع کردہ رقم میں پانچ فی صد کمی برداشت کرنی پڑے گی۔ جس کھاتہ دار نے پانچ سو روپے جمع کئے تھے اسے صرف چار سو پچھتر واپس مل سکیں گے۔ اسی طرح ہر حصہ دار کو بھی پانچ فی صد نقصان ہوا۔ ہر حصہ دار کا سرمایہ اب ایک لاکھ سے گھٹ کر پچانوے ہزار ہو گیا ہے۔

تیسری صورت میں جب بینک کو اپنے بعض کاروباری فریقوں سے اتنا خسارہ اٹھانا پڑے کہ دوسرے کاروباری فریقوں سے ملنے والا منافع اس خسارے کی تلافی کی نذر ہو جائے کھاتہ داروں اور حصہ داروں کو نہ نفع ملے گا، نہ کوئی نقصان برداشت کرنا ہوگا۔

ان مثالوں سے ایک بات یہ واضح ہوتی ہے کہ نقصان کی صورت میں تو حصہ داروں اور مضاربت کھاتہ داروں دونوں کو ایک ہی شرح سے نقصان ہوتا ہے مگر نفع کی صورت میں حصہ داروں کی شرح نفع کھاتہ داروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ حصہ داروں کو اپنے سرمایہ پر آنے والا پورا نفع ملتا ہے اور اس کے علاوہ مضاربت کھاتہ کے سرمایہ پر آنے والے نفع میں سے بھی حصہ

---

[1] اس کی مختلف وجوہ ممکن ہیں مثلاً جن کاروباری فریقوں کو نفع ہوا ان کے نفع کی مجموعی میزان چار لاکھ ہے جس میں سے دو لاکھ بینک کو ملے۔ مگر جن کاروباری فریقوں کو نقصان ہوا ان کے نقصان کی مجموعی میزان پانچ لاکھ ہے مجموعی طور پر بینک کو تین لاکھ کا خسارہ ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتا ہے جب کہ مضاربت کھاتہ داروں کو اپنے سرمایہ پر آنے والا نفع بھی پورا نہیں ملتا بلکہ اس کا ایک حصہ مثلاً تین چوتھائی ملتا ہے۔ اس فرق کی بنیاد یہ ہے کہ حصہ دار ہی کاروبار بنک کاری انجام دیتے ہیں اور اپنی کاروباری صلاحیت، تجربہ اور جدوجہد کے ذریعے کل سرمایہ کو نفع کمانے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ مضاربت کھاتہ میں رقمیں جمع کرنے والے صرف سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ کاروبار بنک کاری میں نہیں شریک ہونے بینک کی تنظیم عمل میں لانا، بالمعاوضہ خدمات کا اہتمام، موزوں تجارتی حصص کی خریداری و فروخت کا فیصلہ کرنا اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانے کے لئے موزوں با صلاحیت اور کامیاب کاروباری فریقوں کا انتخاب اہم کاروباری اعمال ہیں جن کو بینک کے حصہ دار خود انجام دیتے ہیں یا ان کی انجام دہی کے سلسلے میں تنخواہ دار عملہ کی موزوں رہنمائی کرتے ہیں۔ مضاربت کھاتہ کے سرمایہ پر آنے والے نفع میں سے انہیں جو حصہ ملتا ہے وہ انہی کاروباری اعمال کا صلہ ہے۔ یہ حصہ دار اس صلہ کے حصول کے لئے مضاربت کھاتہ داروں سے زیادہ خطرہ بھی مول لیتے ہیں۔ کیونکہ کاروبار بنک کاری میں خسارہ کی صورت میں مضاربت کھاتہ دار تو صرف اپنے سرمایہ کے ایک حصہ سے محروم ہوتے ہیں مگر حصہ دار سرمایہ میں گھاٹے کے علاوہ اپنی کاروباری جدوجہد کا کوئی صلہ بھی نہیں پاتے۔ اس طور پر ان کا دوہرا نقصان ہوتا ہے۔ اس نقصان کے امکان اور نتائج کاروبار کے غیر متیقن ہونے کے باوجود حصہ دار جو کاروباری جدوجہد انجام دیتے ہیں ان کے پیش نظر یہ بات عدل و انصاف کے عین مطابق ہے کہ نفع کی صورت میں انہیں کھاتہ داروں سے زیادہ نفع ملے۔

کاروبار بنک کاری میں قرض سرمایہ کا استعمال

بینک اپنے کاروبار کی توسیع کے لئے عام پبلک سے حاصل کئے ہوئے قرض کو بھی کاروباری اغراض کے لئے استعمال کر سکے گا۔ یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قرض سرمایہ بھی شامل کاروبار ہو تو نفع نقصان کی تعیین و تقسیم کا طریقہ کیا ہوگا۔ ایسی صورت میں قرض سرمایہ کو حصہ داروں کے فراہم کردہ سرمایہ کے ساتھ شمار کیا جائے گا اور کل سرمایہ پر مجموعی منافع کاروبار کی تقسیم میں اس قرض سرمایہ کو بھی حساب میں شامل کیا جائے گا مذکورہ بالا طریقے کے مطابق مضاربت کھاتہ کے حصہ نفع کی تعیین اور علیحدگی کے بعد باقی نفع کو صرف اس سرمایہ پر تقسیم کیا جائے گا جو حصہ داروں نے خود فراہم کیا ہے۔ قرض سرمایہ کو اس سرمایہ میں نہیں شامل کیا جائے گا۔ کیونکہ قرض سرمایہ کے سلسلے میں حصہ داروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ یہ سرمایہ واپس کر دیں۔ اس پر انہیں نفع نہیں تقسیم کرنا ہے۔ اگر کاروبار میں خسارہ ہو تو پہلے اس خسارہ کو مضاربت کھاتہ، حصہ داروں کے سرمایہ اور قرض سرمایہ سب کے مجموعے پر تقسیم کیا جائے گا۔ مضاربت کھاتہ داروں کے حصۂ نقصان کی تعیین کے بعد باقی خسارہ کو حصہ دار اپنے فراہم کردہ سرمایہ میں برداشت کریں گے۔ کیونکہ قرض کی واپسی نفع اور نقصان دونوں صورتوں میں ضروری ہے اور دونوں صورتوں میں یہ حصہ داروں کی ذمہ داری ہے۔ مضاربت کھاتہ داروں کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔

مذکورہ بالا پہلی مثال میں یہ فرض کیجیے کہ مضاربت کھاتہ کی کل رقم صرف چالیس لاکھ کی تھی حصہ داروں کی رقم دس لاکھ ہے اور دس لاکھ انہوں نے قرض کے طور پر حاصل کر کے کاروبار میں لگایا ہے۔ اب تین لاکھ کے مجموعی نفع میں سے چالیس لاکھ پر ایک لاکھ پچاس ہزار کھاتہ داروں کو ملے گا۔ باقی ایک لاکھ پچاس ہزار حصہ داروں کے درمیان تقسیم ہو گا۔ کاروبار میں لگا ہوا ساٹھ لاکھ کا سرمایہ جو کاروبار مکمل ہونے کے بعد واپس آگیا ہے اس میں سے چالیس لاکھ کھاتہ داروں کو واپس ملے گا۔ دس لاکھ حصہ داروں کا سرمایہ بینک میں واپس آجائے گا اور دس لاکھ قرض کی واپسی میں جائے گا۔ اس صورت میں اس صورت کے بالمقابل حصہ داروں کو زیادہ نفع ملا ہے جس میں قرض سرمایہ نہیں استعمال کیا گیا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اپنی ذمہ داری پر لئے ہوئے قرض کے سارے منافع حصہ داروں ہی کو ملیں گے۔ کھاتہ داروں کو اس میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا کیونکہ وہ اس قرض کی واپسی کی ذمہ داری میں شریک نہیں ہیں۔

اگر اس کاروبار میں مجموعی طور پر تین لاکھ کا نقصان ہو اور ساٹھ لاکھ کا جو سرمایہ مضاربت کے اصول پر کاروبار میں لگایا گیا تھا اس میں سے صرف ستاون لاکھ بینک کو واپس ملیں تو کھاتہ داروں کو پانچ فی صد کے حساب سے خسارہ برداشت کرنا ہو گا۔ یعنی انہیں چالیس لاکھ کی جگہ صرف اڑتیس لاکھ واپس ملیں گے۔ باقی انیس لاکھ میں سے دس لاکھ قرض کی واپسی میں چلے جائیں گے حصہ داروں کا سرمایہ دس لاکھ سے گھٹ کر صرف نو لاکھ رہ جائے گا۔ ہر حصہ دار کو دس فی صد کا خسارہ ہو گا۔ یہ خسارہ اس خسارہ سے زیادہ ہے جو قرض سرمایہ نہ استعمال کرنے کی صورت میں حصہ داروں کو برداشت کرنا پڑا تھا اس کا سبب یہ ہے کہ حصہ دار بینک کی جانب سے قرض لئے ہوئے سرمایہ کی واپسی کے ذمہ دار ہیں خواہ کاروبار بینک کاری میں نفع ہو یا نقصان۔ یہ خسارہ کھاتہ داروں کے خسارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی، فی صد کے اعتبار سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھاتہ دار قرض کی واپسی کی ذمہ داری میں شریک نہیں۔

ان مثالوں سے یہ واضح ہوگیا کہ بینک جب قرض سرمایہ کاروبار کے لئے استعمال کرے گا تو نفع کی صورت میں اسے زیادہ نفع ہوگا اور نقصان کی صورت میں اسے زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ قرض لئے ہوئے سرمایہ کی مقدار شرکت کے اصول پر فراہم کئے ہوئے سرمایہ یعنی حصہ داروں کے سرمایہ کے مقابلے میں جتنی زیادہ ہوگی نقصان کی صورت میں حصہ داروں کے لئے شرح نقصان اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ نظری طور پر یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں نقصان کی تلافی کرکے قرض سرمایہ کی واپسی کے لئے اپنے فراہم کردہ سرمایہ کے علاوہ مزید سرمایہ ادا کرنا پڑے۔ لیکن ان خطرات کے بالمقابل جتنا زیادہ قرض سرمایہ استعمال کیا جائے گا کاروبار میں نفع کی صورت میں حصہ داروں کی شرح نفع بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

قرض کھاتہ

بینک عوام کو دعوت دے گا کہ وہ آمدنیاں اور بچتیں حفاظت اور ادائیگی میں سہولت کے لئے اسے قرض دیں۔ بینک یہ ذمہ داری لے گا کہ وہ عندالطلب ان قرضوں کو واپس کردے گا۔ قرض کھاتہ میں رقمیں جمع رکھنے والے چیک کے ذریعے اپنے کھاتہ سے رقم نکال سکیں گے یا دوسروں کے حق میں منتقل کرسکیں گے۔ بینک ان سہولتوں کی کوئی اجرت نہیں طلب کرے گا۔ قرض کھاتہ موجودہ بینکوں کے جاری حسابات (Current Accounts) یا عندالطلب قابل واپسی کھاتہ (Demand Deposit) کی طرح ہوگا اور اس سے وہی سہولتیں حاصل ہوسکیں گی جو موجودہ بینکوں کے جاری حسابات سے حاصل ہوتی ہیں۔

قرض کھاتہ میں رقمیں جمع کرنے والے کو اس بات کی ضمانت حاصل ہوگی کہ ان کی رقم مطالبہ کرنے پر ضرور واپس ملے گی۔ اس ضمانت کو ملک کے مرکزی بینک کی سند حاصل ہوگی جو عام بینکوں کی نقدیت برقرار رکھ کر اور کھاتوں کے بیمہ کی اسکیم کے ذریعے اس ضمانت کو قابل اعتماد بنائے گا۔ بینک کے پاس یہ رقمیں امانت کے طور پر نہیں ہوں گی بلکہ قرض کے طور پر ہوں گی۔

ان رقموں کے قرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ بینک کے پاس رہیں بینک ان پر تصرف کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے گا اسے اس بات کی آزادی حاصل ہوگی کہ وہ ان رقموں کو نفع آور کاروبار میں لگائے۔ اگر بینک کو قرض کھاتہ کے سرمایہ کے کاروباری استعمال میں نقصان ہو تو یہ نقصان اسے خود برداشت کرنا ہوگا۔ کھاتہ داروں کو ان کی رقمیں بغیر کسی کمی کے واپس کرنا ہوں گی۔ اگر بینک کو قرض سرمایہ کے کاروباری استعمال سے نفع ہو تو یہ نفع بھی اسی کو ملے گا۔ قرض کھاتہ میں رقمیں جمع کرنے والوں کو اس میں سے کوئی حصہ پانے کا حق نہ ہوگا۔ کھاتہ داروں کو اتنی ہی رقم واپس ملے گی جتنی انہوں نے جمع کی ہو، نہ کم نہ زیادہ۔

عام طور پر لوگ اپنی آمدنیاں بیک وقت نہیں خرچ کر ڈالتے بلکہ رفتہ رفتہ خرچ کرتے ہیں اور اس دوران میں اس کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے بنکوں کے جاری حسابات میں جمع رکھتے ہیں۔ مجوزہ غیر سودی نظام میں یہ رقمیں قرض کھاتہ میں آئیں گی کیونکہ اس کی نوعیت وہی ہے جو موجودہ نظام میں عند الطلب کھاتوں کی ہے۔ مزید برآں قرض کھاتہ میں ان لوگوں کی بچتیں بھی آئیں گی جو انہیں مضاربت کھاتہ میں رکھ کر نفع کی امید پر نقصان کا اندیشہ نہیں مول لینا چاہیئے۔ بلکہ اپنی بچتوں کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ بینکوں کو (غیر سودی) قرض حاصل ہونے کی بنا پر ان سے یہ خدمت لی جائے کہ وہ (غیر سودی) قرض دیں۔ گویا مجوزہ نظام میں کاروباری طبقہ اور کسی درجے میں حکومت اور عوام کو بنکوں سے قرض ملنے کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ ان کے قرض کھاتہ میں رقمیں جمع کی جائیں۔ اجتماعی شعور رکھنے والے عوام کو قرض کھاتہ کی یہ حیثیت ترغیب دلائے گی کہ وہ اپنی رقمیں خود ذخیرہ کر رکھنے کے بجائے بینکوں کے قرض کھاتوں میں جمع کریں۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ بینک قرض کھاتہ کا حساب کتاب رکھنے اور ان رقموں کی حفاظت پر آنے والے اخراجات کس طرح پورے کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو قرض کھاتہ میں جمع سرمایہ کے ایک حصہ کے کاروباری استعمال سے منافع کی جو توقع ہوگی وہ اس بات کے لئے کافی ہوگی کہ یہ مصارف خود برداشت کریں اور انہیں کاروبار بنک کاری کے عام انتظامی مصارف میں شمار کریں چونکہ ان رقموں کی نوعیت قرض کی ہوگی نہ کہ حفاظت سے رکھنے کے لئے دی ہوئی رقموں کی۔ لہذا بنک ان کھاتوں پر کوئی اُجرتِ خدمت (Service Charges) نہیں وصول کر سکیں گے۔

جدید بنکوں کا تجربہ بتاتا ہے کہ عند الطلب کھاتوں میں جمع کی جانے والی رقوم بحیثیت مجموعی ان طویل مدت کے لئے جمع کی جانے والی رقوم سے زیادہ ہوتی ہیں جو بچت کے کھاتہ میں جمع کی جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں[1] یہی صورت حال قرض اور مضاربت کھاتوں کے سلسلے میں بھی متوقع ہے۔ بلکہ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا، آج جو لوگ اپنی بچتیں طویل المیعاد کھاتوں (Time Deposits) میں جمع کرتے ہیں ان میں سے بعض مجوزہ غیر سودی نظام میں اپنی بچتوں کو مضاربت کھاتہ کی بجائے قرض کھاتہ میں جمع کریں گے۔ آئندہ مباحث میں ہم نے یہ فرض کیا ہے کہ قرض اور مضاربت کھاتہ میں ۳ اور ۲ کی نسبت پائی جائے گی۔

نقد محفوظ (Reserve) بینکوں کے لئے یہ ممکن ہے کہ عند الطلب کھاتوں میں جمع سرمایہ کی ایک چھوٹی سی کسر کو نقد کی صورت میں محفوظ رکھ کر ان کھاتوں سے واپس طلب کی جانے والی رقموں کو نقد کی صورت میں ادا کر سکیں کیونکہ تمام کھاتہ دار بیک وقت اپنی رقمیں نہیں واپس طلب کرتے۔ یہی طریقہ مجوزہ نظام میں قرض کھاتہ کے سلسلے میں اختیار کیا جائے گا یعنی بینک اس کے بالمقابل ایک متعین فی صد ریزرو رکھ کر باقی رقم کو قابلِ استعمال سمجھیں گے۔

عند الطلب کھاتوں کے بالمقابل رکھے جانے والے ریزرو کی نسبت طویل المیعاد کھاتوں کے ریزرو کی نسبت سے زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ طویل المیعاد حسابات سے رقمیں واپس لینے کے لئے بینک کو چند دنوں قبل اطلاع دینا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے باوجود عملاً انگلستان اور بعض دوسرے ممالک میں بینک ریزرو رکھنے کے سلسلے میں دونوں کھاتوں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں برتتے[2] بلکہ اپنے کھاتوں کی مجموعی میزان کا ایک متعین

---

[1] ملاحظہ ہو ریڈکلف کمیٹی کی "نظام زر کی بابت رپورٹ" اگست ۱۹۵۹ء لندن۔ (ہر مجسٹیز اسٹیشنری آفس) صفحہ ۴۳۔ ۱۹۵۸ء میں برطانیہ کے تجارتی بنکوں کے مجموعی کھاتوں کا ۶۰ فی صد عند الطلب کھاتوں پر مشتمل تھا اور ۴۰ فی صد طویل المیعاد کھاتوں پر۔ عند الطلب کھاتوں پر بینک سود نہیں ادا کرتے۔ امریکہ میں بھی دونوں کھاتوں کے درمیان تقریباً یہی نسبت ہے۔ ملاحظہ ہو:

Whittlsey, Charles R. & Others: Moneny and Banking p. 120, Macmillan N. Y. 63.

[2] D. H. Robertson: Money, p. 96-Cambridge 1956.

دنیا کے تمام ممالک کا جائزہ لیا جائے تو ان کی نصف تعداد ایسی ہے جہاں دونوں کھاتوں کے بالمقابل ایک ہی نسبت سے ریزرو رکھنے کا دستور ہے۔ باقی ممالک میں دونوں کھاتوں کے لئے ریزرو کی نسبتیں مختلف ہیں۔ مگر عام رجحان ایک ہی نسبت سے ریزرو رکھنے کی طرف ہے۔ ملاحظہ ہو:

Peter G. Fo..ek: Foreign Central Banking. P. 47-Federal Reserve Bank of New York 1957.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی صد حصہ ریزرو کے طور پر نقد کی صورت میں رکھتے ہیں۔ سہولت کی خاطر آئندہ مباحث میں ہم نے بھی یہی فرض کیا ہے کہ بینک قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ دونوں کے بالمقابل دس فی صد ریزرو رکھتے ہیں۔ دونوں کھاتوں کے لئے یکساں نسبت ریزرو فرض کرنے کا ہماری بحث کے اصولی نتائج پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ الگ الگ نسبت فرض کرنے کی صورت میں بھی نتائج یہی ہوں گے۔ البتہ بحث کے دوران جو عددی مثالیں دی جارہی ہیں وہ پیچیدہ ہو جائیں گی۔

کاروبار بنک کاری میں ایک معروف طریقہ یہ ہے کہ حصہ داروں کے سرمایہ پر آنے والے منافع ان کو پورے کا پورا نہیں دے دیئے جاتے بلکہ ان کے ایک حصہ کو روک کر مختلف قسموں کے ریزرو (Reserve) فنڈ قائم کئے جاتے ہیں۔ سب سے اہم ریزرو یا مدِّ محفوظ وہ ہے جس کا مقصد غیر معمولی خسارہ کی صورت میں کاروبار کو تباہی سے بچانا ہوتا ہے۔ عام حالات میں بھی یہ طریقہ زیادہ مفید ہے کہ منافع کے ایک حصہ کو روک کر اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ جس سال خسارہ ہو اس سال خسارہ کی تلافی سابقہ منافع کے اس روکے ہوئے حصہ سے کر لی جائے اور حصہ داروں کا اصل سرمایہ گھٹنے نہ دیا جائے۔ غیر سودی نظام میں بھی یہ طریقہ اختیار کیا جاسکے گا۔ البتہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی حصہ دار بنک سے علیحدہ ہو تو، اُس نسبت کے مطابق جو اُس کے سرمایہ کو بنک کے مجموعی سرمایہ (حصص) میں حاصل ہے، اُسے روکے ہوئے منافع میں سے بھی حصہ دیا جائے۔

کیا مضاربت کھاتہ داروں کے حصہ میں آنے والے منافع کا ایک حصہ روک کر اس بات کا اہتمام کیا جاسکتا ہے کہ خسارہ کی صورت میں اس خسارہ کی تلافی سابقہ منافع سے کر لی جائے اور ان کی جمع کردہ رقم میں کمی نہ کرنا پڑے؟ ایسا کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس امر کا اہتمام ممکن ہو کہ زید کے خسارہ کی تلافی عمر کے منافع میں سے نہ کی جائے۔ یہ بات واضح طور پر معلوم ہونی چاہیئے کہ کس کھاتہ دار کے نفع میں سے کتنی رقم مدِّ محفوظ میں شامل کی گئی ہے، اور اُس کھاتہ دار کے نقصان کی تلافی اُسی کے نفع سے کی جانی چاہیئے۔ جب کوئی کھاتہ دار اپنا کھاتہ بند کر رہا ہو تو اُسے سال رواں کے نفع کے ساتھ مدِّ محفوظ میں سے بھی اتنی رقم واپس مل جانی چاہیئے جو اس کے سابقہ منافع میں سے روک کر جمع کی گئی تھی مگر اسے خسارہ کی تلافی کے لئے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی۔ مضاربت کھاتہ داروں کے سلسلہ میں یہ طریقہ اختیار کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ کاروبار میں خسارہ کی صورت میں بنک کو کسی کھاتہ دار کے کھاتہ میں کمی کا اعلان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بجز ان کھاتہ داروں کے جو اپنا کھاتہ بند کر رہے ہوں اور ان کے سابقہ منافع میں سے محفوظ کی ہوئی رقم اتنی نہ ہو کہ مالیہ خسارہ کی تلافی کر سکے۔

مذکورہ بالا طریقے اختیار کرنے کی صورت میں انصاف کا تقاضا پورا کرنے کے لئے حساب کتاب کا کام بہت بڑھ جائے گا، اور اس پر خاصی لاگت بھی آئے گی۔ اس زحمت کے پیش نظر مسئلہ کا یہ حل بھی قابل غور ہے کہ ہر حصہ دار اور کھاتہ دار اس بات پر راضی ہو جائے کہ وہ خسارہ سے متاثر ہونے والے حصہ داروں اور کھاتہ داروں کی امداد اور کاروبار بنک کاری کے مجموعی مفاد کے تحفظ کے لئے، تعاون باہمی کے جذبہ کے تحت، اپنے نفع کے ایک حصہ سے دست بردار ہو جائے تاکہ اس سے خساروں کی تلافی ہو سکے۔ ایسی صورت میں رد کئے ہوئے منافع سے قائم کیا جانے والا ریزرو فنڈ بنک کی ملکیت ہوگا اور اگر کبھی بنک نے کاروبار ختم کر دینے کا فیصلہ کیا تو اس فنڈ میں موجود سرمایہ اُس وقت کے حصہ داروں کے درمیان تقسیم پائے گا۔

اگرچہ یہ طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں، اور ہمارے خیال میں عملاً اختیار کئے جائیں گے، لیکن آئندہ صفحات میں ہم اس طریقہ اور اس قسم کے ریزرو کو نظر انداز کر کے گفتگو کریں گے۔ آئندہ صفحات میں ریزرو سے مراد صرف وہ ریزرو ہوں گے جو مضاربت اور قرض کھاتہ کی مجموعی رقوم کے ایک متعین فی صد کے بقدر اس غرض سے رکھے جائیں گے کہ ان کھاتوں سے واپس طلب کی جانے والی رقوم کی ہر وقت ادائیگی ممکن ہو۔ نفع کے ایک حصہ کو روک کر خسارہ کی تلافی کے لئے جو ریزرو فنڈ قائم کیا جائے گا اس سے حسابات میں کوئی پیچیدگی نہیں پیدا ہوگی، نہ اس کو نظر انداز کرنے سے آئندہ مباحث میں کوئی بڑا خلا محسوس کیا جائے گا۔

بینکوں کے درمیان مسابقت

ہر بینک کو اپنی ساکھ قائم رکھنے کے ساتھ ہی اس بات کی بھی فکر ہوگی کہ اسے اپنے کاروبار میں زیادہ سے زیادہ نفع ہو۔ کامیابی کا انحصار بڑی حد تک اس پر ہے کہ بنک سرمایہ لگانے کے لئے اچھے کاروباری فریقوں کا انتخاب کرے جن سے معاہدہ مضاربت کے تحت بیش از بیش نفع حاصل ہو اور کم سے کم نقصان اٹھانا پڑے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ اس کے مضاربت اور قرض کھاتوں میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کیا جائے۔ بنک کے کھاتوں میں جتنا زیادہ سرمایہ آئے گا اتنا ہی زیادہ اسے اس بات کا موقع ملے گا کہ وہ سرمایہ لگانے میں تنوع (Diversification) کی پالیسی اختیار کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ لگانے کے لئے مختلف کاروباری فریقوں، متعدد صنعتوں، مختلف علاقوں، اور مختلف مدتوں کا انتخاب خسارہ کا امکان کم کرتا ہے مگر ایسا کرنا کثیر سرمایہ حاصل ہونے پر ہی ممکن ہوگا۔

عام بچت کاروں اور اصحاب سرمایہ کی نظر اس شرح نفع پر ہوگی جو کوئی بنک اپنے مضاربت کھاتہ داروں کو عملاً پیش کرتا رہا ہو۔ جو بینک ماضی میں اپنے کھاتہ داروں کو خسارہ سے بچانے اور پیش از پیش شرح کے مطابق نفع دینے میں کامیاب رہا ہو وہی حال میں زیادہ سے زیادہ بچت کاروں اور اصحاب سرمایہ کو اپنا کھاتہ دار بننے پر آمادہ کر سکے گا۔ بینکوں کے درمیان مسابقت کا میدان یہی ہے۔ ہر بینک اس بات کی کوشش کرے گا کہ اپنے کاروبار کو خسارہ سے بچاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نفع بخش بنائے۔

مسابقت کا ایک دوسرا میدان بالمعاوضہ خدمات کی حسن وسلیقہ کے ساتھ کم فیس یا اجرت پر انجام دہی ہے۔ بینکوں کے درمیان مسابقت غیر سودی نظام میں بھی ان کی کارکردگی کا معیار اونچا کرنے کا سبب بنے گی۔

جدید معیشت میں دن بدن ان درمیانی مالی اداروں (Financial Intermediaries) کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے جو عوام کی بچتیں حاصل کرنے کے لئے انہیں طرح طرح کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں، مثلاً پراویڈنٹ فنڈ اسکیم، انشورنس کمپنیاں، ہاؤسنگ سوسائٹی وغیرہ۔ بنکوں کو ان اداروں سے بھی مسابقت کرنا ہوتی ہے۔ اس مسابقت میں کامیابی کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ان خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرتے رہیں جو وہ بلا معاوضہ یا معمولی معاوضہ پر انجام دے سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

بینک کے قرضے

بینک کاروباری فریقوں کو چھوٹی مدتوں کے لئے قرض دے گا، اس خدمت کا وہ کوئی معاوضہ وصول نہیں کرے گا۔ البتہ یہ خدمت وہ ایک حد تک ہی انجام دے سکے گا جس کی تعیین اس کے قرض کھاتہ، میں جمع شدہ سرمائے کی نسبت سے کی جائے گی۔ قرض لینے والوں کو وقت مقررہ تک قرض لی ہوئی رقم کی واپسی کی ضمانت دینی ہوگی۔

اگرچہ بینک اپنے دیئے ہوئے قرضوں پر کوئی سود نہ وصول کر سکیں گے نہ قرض لینے والے سے کسی اور صورت میں کوئی معاوضہ طلب کر سکیں گے مگر معاشرہ بینکوں کو ان کی اس اہم سماجی خدمت کا صلہ دے گا یعنی ان کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ 'قرض کھاتہ' میں جمع شدہ باقی سرمایہ کو نفع آور کاروبار میں لگائیں۔ واضح رہے کہ بینک کو اپنے قرض کھاتہ میں جمع کئے جانے والے سرمایہ پر کوئی سود نہیں دینا ہوگا۔

بینک میں جو لوگ اپنی بچتیں اور سرمائے قرض کے طور پر جمع کریں گے وہ جب چاہیں ان رقموں کو واپس طلب کر سکیں گے۔ لیکن بینکوں کا طویل تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ان کے جاری حسابات (Current Accounts) میں جمع کی جانے والی رقوم کا بیشتر حصہ جمع رہتا ہے واپس نہیں طلب کیا جاتا۔ کسی ایک دن یا ایک ہفتے میں عند الطلب واجب الاداء رقوم کی ایک چھوٹی سی کسر مثلاً دسواں حصہ ہی واپس طلب کیا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل ہر روز یا ہر ہفتے اس کھاتے میں مزید رقوم جمع کی جاتی ہیں۔ کھاتوں کے مالک بدلتے رہتے ہیں لیکن ان کی مجموعی رقم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑا حصہ ہمیشہ بینک کے پاس جمع رہتا ہے[1] اگر بینک اپنے قرض کھاتے کی مجموعی رقم کی ایک چھوٹی سی کسر، مثلاً بیسواں یا دسواں حصہ ہمیشہ نقد کی صورت میں اپنے پاس محفوظ رکھنے کا اہتمام کرے تو اس کے لئے بآسانی یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ اس محفوظ نقد اور روزمرہ جمع کی جانے والی نقد رقوم کی مدد سے قرض کھاتوں سے روزمرہ نکالی جانے والی رقوم ادا کر سکے۔ قرض کھاتہ کا باقی حصہ بینک استعمال کر سکتا ہے۔ معاصر نظام بنک کاری میں جاری حسابات کا یہ باقی حصہ بہت تھوڑی مدت کے سودی قرضے دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور بینکوں کی آمدنی کا ذریعہ بنتا ہے۔ غیر سودی نظام میں اس باقی حصے کا ایک جزو غیر سودی قرض دینے کے لئے استعمال کیا جائے گا اور دوسرا جزء مضاربت پر سرمایہ لگا کر نفع کمانے کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔ اس نفع کا کوئی حصہ کھاتہ داروں کو نہیں دینا ہوگا۔ ہمارا اندازہ یہ ہے کہ بنکوں کو مضاربت پر دیئے ہوئے سرمایہ سے حاصل ہونے والے نفع کی شرح اس معمولی شرح سود سے زیادہ ہوگی جو معاصر بنک عندالطلب واجب الادا قرضوں (Call Loans) اور بہت تھوڑی مدت کے دوسرے قرضوں پر وصول کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ مفروضہ درست ہو کہ غیر سودی بنکوں کے قرض کھاتہ میں معاصر سودی بنکوں کے جاری حسابات سے زیادہ رقمیں جمع کی جائیں گی[2] تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کھاتہ کے ایک حصہ کے نفع آور استعمال سے غیر سودی بنکوں کو اس سے کم آمدنی ہو جتنی معاصر بنکوں کو اس کھاتہ کی رقمیں سودی قرض کے طور پر دینے سے ہوتی ہے۔ اس ضمنی نکتہ سے قطع نظر، زیر بحث موضوع کے لئے اہم بات یہ ہے کہ قرض کھاتہ کے ایک حصہ کے نفع آور استعمال کا حق ملنا اس بات پر موقوف ہوگا کہ اس کھاتہ کے دوسرے حصہ کو غیر سودی قرض دینے کے لئے استعمال کیا جائے۔

---

[1] "انفرادی کھاتوں کی مقداریں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ کھاتے دار آتے جاتے رہیں لیکن جاری حسابات کی مجموعی رقم ہمیشہ موجود رہتی ہے۔" (ریڈکلف کمیٹی رپورٹ۔ صفحہ ۴۳)

[2] جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ غیر سودی بینکوں کے قرض کھاتہ میں بعض وہ رقمیں بھی جمع کی جائیں گی جو موجودہ بینکوں کے طویل المیعاد کھاتوں (Time Deposits) میں جمع کی جاتی ہیں۔ یہ وہ رقمیں ہوں گی جن کے مالک اگرچہ عرصے تک ان رقموں کو استعمال کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے لیکن ان کو مضاربت کھاتہ میں رکھ کر نقصان کا اندیشہ بھی نہیں مول لینا چاہتے۔ اگر یہ خیال درست ہے تو مجوزہ نظام کے قرض کھاتہ میں معاصر نظام کے عندالطلب کھاتوں سے زیادہ رقمیں جمع کی جائیں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ آئندہ مرکزی بینک سے متعلق بحث میں واضح کیا جائے گا غیر سودی قرض دینے کے باعث عام تجارتی بینک اس بات کے بھی حق دار ہو جائیں گے کہ ضرورت پڑنے پر وہ مرکزی بینک سے قرض حاصل کر سکیں۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ عام تجارتی بینکوں کو اپنے دیئے ہوئے قرض کی کل مقدار کی ایک متعین نسبت کی حد تک مرکزی بینک سے قرض دیئے جا سکیں گے۔ عام بینک مرکزی بینک سے قرض لیتے وقت اپنے دیئے ہوئے قرضوں سے متعلق دستاویزوں یا سندوں کو ضمانت کے طور پر پیش کر سکیں گے۔ مرکزی بینک اپنے دیئے ہوئے قرضوں پر عام بینکوں سے سود یا کسی اور صورت میں کسی معاوضے کا طلب گار نہ ہو گا۔

اس اجمالی بیان کے بعد مناسب ہو گا کہ ہم اس کے بعض پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔ کیونکہ جدید علم معاشیات کے طالب علموں اور معاصر نظام بنک کاری کے ماہرین کے لئے یہ ایک نئی تجویز ہے جس کی معقولیت اور عملی افادیت پر اطمینان حاصل کرنے کے لئے اس کے ہر پہلو کا قریب سے جائزہ لینا ضروری ہے۔ ذیل میں مندرجہ ذیل امور پر الگ الگ گفتگو کی جائے گی۔

ا۔ کاروباری افراد کے لئے قصیر المیعاد قرضوں کی اہمیت۔
اور غیر سودی معیشت میں ان کی فراہمی کی ممکن صورت۔

ب۔ قرض کھاتہ سے اس ضرورت کی تکمیل کا امکان۔

ج۔ عام بینکوں کے لئے غیر سودی قرض دینے کے محرکات۔

د۔ قرض کھاتہ میں سے غیر سودی قرض دینے کے لئے حد یا نسبت کی تعیین۔

ہ۔ اس بات کا فیصلہ کہ قرض کن طلب گاروں کو دیا جائے۔

و۔ دیئے جانے والے قرضوں کی مدت کی تعیین کا اصول۔

ز۔ دیئے جانے والے قرضوں کی ادائیگی کی ضمانتیں۔

ح۔ دیئے جانے والے قرضوں کے حسابات وغیرہ پر آنے والے انتظامی اخراجات کا مسئلہ۔

ا۔ قصیر المیعاد قرضوں کی ضرورت اور ان کی فراہمی

کاروبار کرنے والوں کو بعض اوقات چھوٹی مدتوں کے لئے سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ ضرورت صنعتی، تجارتی اور زرعی ہر طرح کے کاروبار میں پڑتی ہے لیکن صنعتی کاروبار میں ایسی ضرورتیں بالعموم پیداواری عمل کی تکمیل کے مراحل میں پیش آتی ہیں۔ کاروبار چلانے والا چند دنوں یا چند ہفتوں کے لئے مزید سرمایہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا محتاج ہوتا ہے۔ اسے یہ اعتماد ہوتا ہے کہ اس عرصے کے بعد اپنی تیار شدہ مصنوعات کی فروخت سے ہونے والی آمدنی کے ذریعے وہ اس سرمایہ کو واپس کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے وہ تاجر جو بیرون ملک سے مال منگوا کر بازار میں فروخت کرنا چاہتا ہے مال کے ملک میں آجانے اور بازار میں فروخت کئے جانے کے درمیانی وقفہ کے لئے سرمایہ کا محتاج ہو سکتا ہے۔ زرعی کاروبار میں فصل کے تیار ہو جانے اور اس کی فروخت کے درمیانی وقفہ کے لئے سرمایہ کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ یہ سرمایہ بعض ضروری ادائیگیوں کے لئے یا مال کو بازار میں لانے اور فروخت کرنے کے اخراجات کی تکمیل کے لئے درکار ہوتا ہے۔ جدید معیشت میں یہ ضرورت بینک سے لئے ہوئے قصیر المیعاد قرضوں کے ذریعے پوری کی جاتی ہے۔ یہ قرضے عندالطلب واپسی کے وعدے پر، ایک دن کے لئے، چند دنوں کے لئے، یا چند ہفتوں کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں اور ان پر طے شدہ شرح کے مطابق سود ادا کرنا ہوتا ہے۔

کاروباری طبقے کو تھوڑی مدت کے لئے جو سرمایہ درکار ہوتا ہے اسے شرکت یا مضاربت کے اصول پر حاصل کرنا اس مسئلے کا عملی حل نہیں ہو سکتا۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اتنی تھوڑی مدت کے لئے لگائے جانے والے سرمایہ کے نفع نقصان کا حساب دشوار ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی کاروباری فرد یہ نہیں پسند کرے گا کہ کاروباری اعمال کی تکمیل کے مراحل میں وہ کسی صاحب سرمایہ سے نفع میں شرکت کا معاہدہ کر کے اس نفع کے ایک حصہ سے دست بردار ہو جائے جو اس کے خیال میں پورے کا پورا اس کی محنت کا پھل ہے اور اسی کو ملنے والا ہے۔ اگر کاروبار کے آخری مراحل میں نقصان کے اندیشے ظاہر ہونے لگیں تو کاروباری فرد کو کسی صاحب سرمایہ سے شرکت یا مضاربت کے اصول پر سرمایہ نہ مل سکے گا۔

اس مسئلے کا حل یہ بھی نہیں ہے کہ کاروباری فرد شروع ہی سے اس تھوڑی مدت کے لئے سرمایہ محفوظ رکھے۔ اگر وہ کاروبار میں لگائے جانے والے مجموعی سرمایہ کے ایک حصہ کو عرصے تک اس لئے بے کار رکھے کہ آخری مراحل میں چند دنوں یا ہفتوں کے لئے اسے اس سرمایہ کی ضرورت پڑے گی تو اس کا کاروبار اسی محفوظ کردہ سرمایہ کی مقدار کی نسبت سے محدود ہو جائے گا۔ اگر معیشت میں اس مسئلے کا یہی حل عام طور پر اختیار کر لیا جائے تو اس سے معیشت میں مجموعی کاروبار کا دائرہ سکڑ جائے گا اور معاشی ترقی کی رفتار کم ہو جائے گی۔ کاروبار کے پھلنے پھولنے اور معیشت کی ترقی کے لئے وہی حل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موزوں ہو سکتا ہے جو سرمایہ کی اس عارضی ضرورت کو اس طرح پورا کرے کہ اس سے طویل المیعاد سرمایہ کاری میں کوئی کمی نہ واقع ہو۔

یہ شرط صرف اسی صورت میں پوری ہو گی جب اس کمی کو کریڈٹ (Credit) یا بینک کے پیدا کردہ زر کے ذریعے پورا کیا جائے، کیونکہ یہ کریڈٹ بھی اتنا ہی عارضی ہوتا ہے جتنی وہ ضرورت عارضی ہوتی ہے جس کی تکمیل کے لئے اسے وجود میں لایا جاتا ہے۔ جب کوئی کاروباری فریق بینک سے قرض لیتا ہے تو بینک لئے ہوئے قرض کے بقدر نیا زر پیدا کرتا ہے[1] کاروباری فریق اس زر کے ذریعے اپنی ضرورت پوری کرتا ہے۔ کاروبار کی تکمیل اور مال کی فروخت ہونے پر جب وہ لیا ہوا قرض بینک کو واپس کرتا ہے تو بینک کا پیدا کردہ زر واپس شدہ رقم کے بقدر کم ہو جاتا ہے۔ عارضی طور پر وجود میں لائے جانے والے اس زر کے ذریعے ایک اہم سماجی خدمت انجام پا جاتی ہے یعنی مصنوعات وغیرہ کی تیاری میں لگائی جانے والی پیداآور خدمات کو ان کے معاوضے مل جاتے ہیں قبل اس کے کہ یہ مصنوعات صارفین کے ہاتھوں فروخت ہوں اور ان کے دام پیدا کنندہ کو حاصل ہو سکیں۔

جدید سودی معیشت میں قصیر المیعاد سرمایہ کی قرض کے طور پر فراہمی اسی طریقے پر عمل میں آتی ہے۔ یہ بات، کہ ان قرضوں پر بینک سود وصول کرتے ہیں اس حقیقت میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتی کہ بینکوں کے دیئے ہوئے قرضے نیا زر ہوتے ہیں جو اسی مقصد کے تحت عارضی طور پر وجود میں لائے جاتے ہیں اور قرضوں کی واپسی کے ساتھ خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مجوزہ نظام میں بھی ان کی نوعیت یہی ہو گی۔ معیشت میں سود کا رواج ہونے یا نہ ہونے کا زر بنک کی نوعیت اور قصیر المیعاد قرضوں کے سماجی عمل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ب۔ قرض کھاتہ اور قصیر المیعاد قرضے

اوپر ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ اگر بینک عند الطلب واجب الادا قرضوں کی ایک متعین کسر مثلاً دسواں

---

[1] زر بینک (Bank Money) یا کریڈٹ (Credit) کی تخلیق کے عمل اس کی عارضی نوعیت اور اس کی مفید سماجی خدمت کے موضوع پر مناسب ماٰخذ کی طرف رجوع کر لینا مناسب ہو گا۔ مثلاً

D. H. Robertson: Money, Chap: V. Cambridge-1956.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ نقد کی صورت میں محفوظ رکھیں تو وہ اس نقدِ محفوظ اور روزمرہ جمع کیے جانے والے نئے قرض سرمایوں کی مدد سے اس کھاتے سے واپس طلب کی جانے والی جملہ رقوم کی ادائیگی کر سکتے ہیں۔ یہ بات عوام کی عادت پر مبنی ہے۔ جدید معاشرے میں عام طور پر لوگ اپنی بچتیں اور سرمائے اپنے پاس رکھنے کے بجائے بینکوں میں رکھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنی آمدنی میں سے بہت تھوڑی رقم روزمرہ چھوٹی چھوٹی ادائیگیوں کے لئے اپنے پاس نقد کی صورت میں رکھتے ہیں اور باقی آمدنی بھی بینک کے جاری حسابات میں جمع کر دیتے ہیں۔ بڑی رقمیں لوگ عام طور پر چیک کے ذریعے ادا کرتے ہیں۔ اس میں ان کو بھی سہولت ہوتی ہے اور ان لوگوں کو بھی جنہیں یہ رقمیں ادا کی جاتی ہیں تو یہ لوگ ـــــ تاجر، ملازم پیشہ افراد، مختلف خدمات انجام دینے والے ماہرین ـــــ ان چیکوں کو بینک میں اپنے جاری حساب میں جمع کر دیتے ہیں اور خود بھی زیادہ تر رقمیں چیک کے ذریعے ادا کرنے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ عوام کی اس عادت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے کی مجموعی آمدنی کا بیشتر حصہ ہمیشہ بینکوں کے جاری حسابات میں جمع رہتا ہے اور تھوڑا حصہ عوام کے پاس نقد کی صورت میں ہوتا ہے۔ زیادہ تر ادائیگیاں چیک کے ذریعے عمل میں آتی ہیں۔ اکثر چیک بھنائے نہیں جاتے بلکہ ان کو پانے والا اپنے حساب میں جمع کر دیتا ہے۔ بینک سے چیک کے عوض نقد رقم کا مطالبہ کرنے والے یا اپنے حساب میں سے نقد رقم نکالنے والے لوگ عموماً وہ ہوتے ہیں جن کو چھوٹی رقمیں ادا کرنی ہوتی ہیں۔ ان کے بالمقابل روزانہ بہت سے لوگ نقد رقمیں اپنے حسابات میں جمع کرتے ہیں۔ عوام کی یہی عادت نظام بنک کاری کی اساس ہے۔ اسی عادت کے بدولت یہ ممکن ہو سکا ہے کہ معاشرے میں زر کی مجموعی رسد اس میں موجود کل نقد کی کئی گنی ہوتی ہے۔ زر کی مجموعی رسد کی ایک چھوٹی سی کسر مثلاً دسواں حصہ نقد کی صورت میں ہوتا ہے اور باقی نو حصے 'زرِ بنک' کی صورت میں ہوتے ہیں۔

اسی عادت کی بنیاد پر بینک یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ جب ان کے حساب میں کوئی رقم جمع کی جاتی ہے تو وہ اس کے بالمقابل اس کی ایک چھوٹی سی کسر مثلاً دسواں حصہ نقد کی صورت میں محفوظ رکھنے کے بعد باقی رقم کو قابل استعمال سمجھتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ معاصر نظام بنک کاری میں یہ استعمال سودی قرض دینے کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ غیر سودی معیشت میں اس باقی رقم کا ایک حصہ مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانے کے نفع آور کام میں استعمال کیا جائے اور ایک حصہ قصیر المیعاد غیر سودی قرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کے لئے استعمال کیا جائے۔

جو حصہ مضاربت کے اصول پر کاروباری فریقوں کو فراہم کیا جائے گا اس کا بیشتر حصہ دوبارہ کسی نہ کسی بینک میں جمع کیا جائے گا کیونکہ کاروباری افراد بھی، عوام کی طرح، یہی عادت رکھتے ہیں کہ وہ اکثر ادائیگیاں ـــــ خام مال کے دام، تنخواہیں، کارخانہ کی عمارت کا کرایہ وغیرہ ـــــ چیک کے ذریعے ادا کرتے ہیں۔ چیک کے ذریعے ادائیگی کرنے کی سہولت کے خاطر وہ اپنی رقمیں موجودہ نظام میں بینکوں کے جاری حسابات میں رکھتے ہیں اور مجوزہ نظام میں قرض کھاتہ، میں رکھیں گے۔ جیسا کہ ہم تیسرے باب میں واضح کر چکے ہیں غیر سودی بینکوں کے قرض کھاتے، معاصر بینکوں کے جاری حسابات (Current Accounts) کا بدل ہوں گے۔

اسی طرح قرض کھاتے کا جو حصہ کاروباری فریقوں کو تھوڑی مدتوں کے لئے قرض دینے میں استعمال کیا جائے گا اس کا بیشتر حصہ بھی دوبارہ کسی نہ کسی بینک میں جمع کیا جائے گا۔ کیونکہ ان رقموں کو بھی کاروباری افراد کم و بیش اسی طرح کی ادائیگیوں کے لئے استعمال کرنا چاہیں گے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

اس سلسلے کو اور دراز کیجئے تو نظر آئے گا کہ جن افراد کو کاروباری افراد اس قرض لئے ہوئے یا مضاربت پر حاصل کئے ہوئے سرمایہ میں سے ادائیگیاں کریں گے ـــــ عمارتوں کے مالک، تنخواہ دار ملازمین، خام مال اور نیم تیار شدہ مصنوعات فروخت کرنے والے تاجر اور صناع، اور مزدور ـــــ وہ بھی اپنی عادت کے مطابق اپنی زیادہ تر رقوم بینکوں میں جمع رکھیں گے۔

اس باب میں ہم زر بینک کی تخلیق کے عمل اور غیر سودی نظام بنک کاری میں اس عمل کے جاری رہنے کی وضاحت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ کام اگلے باب میں کیا گیا ہے۔ یہاں صرف یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ مجوزہ طریقے کے مطابق بینک قرض کھاتہ کی رقموں کے بڑے حصے کو قرض دینے اور مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے کے لئے استعمال کر سکیں گے۔ ان کا یہ استعمال خود ان کے کھاتوں میں مزید رقموں کی آمد کا ذریعہ بنے گا اور یہ سلسلہ اسی طرح دراز ہوگا جس طرح معاصر نظام بنک کاری میں ہوتا ہے۔

اس طرح کاروباری طبقہ کو قصیر المیعاد قرضوں کی ضرورت اور اس ضرورت کے پورا ہونے کی اہمیت کے پیش نظر ہم مجوزہ طریقے کو اختیار کر سکتے ہیں۔ اس طریقے سے متعلق پیدا ہونے والے بعض مسائل پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے بحث کی جائے گی۔ مگر اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اس طریقے سے یہ ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

ج۔ غیر سودی قرض دینے کے محرکات

اب ہم اس طریقے کے ایک عملی طریقہ ہونے کی دلیل کے طور پر یہ واضح کریں گے کہ بینکوں کو غیر سودی قرضے دینے کے قوی محرکات فراہم کرکے اس بات کا اہتمام کیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ خدمت انجام دیتے رہیں تاکہ ایک اہم سماجی ضرورت پوری ہوتی رہے۔

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جاچکا ہے۔ مرکزی بینک کی جانب سے یہ ضابطہ بنایا جائے گا کہ ہر بینک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے قرض کھاتہ میں جمع شدہ کل رقم کا، مثلاً پچاس فی صد، غیر سودی قرض دینے کے لئے آمادہ رہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کے صلے میں اسے یہ اختیار ہوگا کہ اس کھاتے کا چالیس فی صد نفع آور کاروبار میں لگا سکے۔ (باقی دس فی صد کے بارے میں ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ اسے بینک نقد محفوظ کے طور پر رکھے گا) جو بینک غیر سودی قرض دینے پر آمادہ نہ ہو اسے اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ "قرض کھاتہ" کھولے، یعنی عوام کی بچتیں اور سرمائے غیر سودی قرض کے طور پر حاصل کرے۔ عوام سے غیر سودی قرض وہی بینک حاصل کرسکے گا جو ان قرضوں کے نصف کے بقدر سرمایہ کو غیر سودی قرض کے طور پر دینے پر آمادہ ہو۔

یہ ضابطہ غیر سودی قرض دینے کا پہلا محرک ہوگا اور ہماری نظر میں یہ محرک ایک قوی محرک ہوگا اس کی دلیل یہ ہے کہ بینک اپنے قرض کھاتہ کے ایک معتد بہ حصے، مذکورہ بالا مثال کے مطابق چالیس فی صد، کو نفع آور کاموں میں استعمال کرنے کے موقع کو اتنی اہمیت دے گا کہ اس موقع کے عوض وہ دوسرے حصہ مثلاً پچاس فی صد کو غیر سودی قرض کے طور پر دینے پر آمادہ ہو جائے گا۔ غیر سودی قرض کے طور پر حاصل کئے جانے والے سرمایہ کو غیر سودی قرض کے طور پر دینے میں کوئی نقصان نہیں ——— کیونکہ بینک کو یہ قرضے لازماً واپس کئے جائیں گے۔ جیسا کہ ہم ذیل میں واضح کریں گے پورے نظام معیشت کی تنظیم اس طور پر عمل میں لائی جائے گی کہ بینک کو اس کے دیئے ہوئے قرضے ضرور واپس ملیں۔ اس بے ضرر کام کے عوض بینک کو اس بات کا موقع ملے گا کہ وہ ایک کثیر سرمائے کو مضاربت کے اصول پر کاروبار میں لگا کر، یا اس کے ذریعے تجارتی حصص خرید کر، نفع کمائیں۔ بلاشبہ سرمائے کے نفع آور کاموں میں لگانے میں اس بات کا اندیشہ بھی ہے کہ نقصان اٹھانا پڑے۔ چونکہ بینک کو اپنے قرض کھاتے کی رقمیں کھاتہ داروں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازماً ادا کرتی ہوں گی لہٰذا وہ نقصان کا خطرہ مول لینے میں بہت احتیاط برتیں گے۔ لیکن عملی مفروضہ یہ نہیں ہے کہ اس احتیاط کے سبب وہ اس سرمایہ کو بے کار رکھیں گے۔ زیادہ حقیقت پسندانہ مفروضہ یہ ہے کہ

اس احتیاط کے سبب وہ اس سرمایہ کو بے کار رکھیں گے۔ زیادہ حقیقت پسندانہ مفروضہ یہ ہے کہ وہ اس سرمایہ کو نسبتہً محفوظ کاموں میں لگائیں گے، خواہ اس سے حاصل ہونے والے نفع کی شرح کم ہو نفع آور کاروبار کی ایک محفوظ شکل خود ان بالمعاوضہ انجام دی جانے والی خدمات کا نظم و اہتمام ہے جو بینک اپنے ذمے لیتا ہے۔ بینک کو ایسے کاروباری اداروں کے انتخاب میں بھی کوئی زحمت نہ ہوگی جن کے بارے میں سابق تجربے کی روشنی میں ان کو یہ اطمینان ہو کہ ان کو مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرنے میں نقصان کا اندیشہ کم ہے۔

گزشتہ باب سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ بینک کو ایک کثیر سرمایہ مضاربت کے اصول پر کھاتہ داروں سے اور شرکت کے اصول پر حصہ داروں سے حاصل ہوگا۔ قرض کھاتہ داروں سے حاصل کردہ سرمائے کے قابلِ استعمال حصہ کو مضاربت اور شرکت کے اصول پر حاصل ہونے والے سرمایہ کے ساتھ ملا کر کاروبار میں لگائیں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ مضاربت پر سرمایہ لگانے کے لئے موزوں فریقوں کے انتخاب میں بینکوں کو اتنی مہارت حاصل ہوگی کہ اس کاروبار میں بحیثیت مجموعی، نقصان کا اندیشہ صرف ایک نظری اندیشہ رہ جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ ہمارے نزدیک بینک کے مجموعی کاروبار کے نتائج سے قطع نظر ایک کثیر سرمائے کے نفع آور استعمال کا موقع، اس شرط کے ساتھ کہ اس کے نفع کا کوئی حصہ اصحاب سرمایہ کو نہیں دینا ہے اپنے اندر زبردست جاذبیت رکھتا ہے اور اس بات کا قوی محرک ثابت ہوگا کہ یہ موقع حاصل کرنے کے لئے بینک قرض کھاتے کے دوسرے حصے کو غیر سودی قرض کے طور پر دینے پر خوشی سے آمادہ ہو جائیں۔

مرکزی بینک یہ ضابطہ بنائے گا کہ عام تجارتی بینک بوقت ضرورت اس سے قرض حاصل کر سکتے ہیں۔ ان قرضوں پر ان سے کوئی سود نہیں وصول کیا جائے گا، نہ کسی اور صورت میں کوئی معاوضہ طلب کیا جائے گا، البتہ ان کو دیئے جا سکنے والے قرض کی مقدار ان کے دیئے ہوئے قرضوں کی مقدار پر موقوف ہوگی۔ جن بینکوں نے (غیر سودی) قرضے نہ دیئے ہوں وہ مرکزی بینک سے قرض نہ حاصل کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکیں گے۔ مرکزی بینک کسی بینک کو اس کے دیئے ہوئے قرضوں کے، مثلاً دس فی صد یا بیس فی صد کے بقدر قرض دے گا۔ اس قرض کو وہ اپنی ضروریات نقد پوری کرنے یعنی اپنی نقدیت بحال رکھنے اور مطالبہ کی جانے والی رقوم کی ادائیگی کے لئے استعمال کرے گا۔ بینکوں کے لئے سب سے اہم چیز عوام کا ان پر یہ اعتماد ہے کہ وہ ان کے عندالطلب کھاتوں کی رقمیں مطالبہ کرتے پر فوراً ادا کر سکتے ہیں، یا ان کے مضاربت کھاتہ کی رقوم، مطالبہ کرنے پر مناسب وقفہ کے بعد، واپس کر سکتے ہیں۔ بینک عام طور پر اس کا اہتمام کرے گا کہ اپنے پاس اتنا نقد محفوظ رکھے اور اپنی قرض دی ہوئی رقوم، یا مضاربت کے اصول پر فراہم کردہ سرمائے کی واپسی کے متعلق قرض لینے والوں یا کاروباری فریقوں سے ایسے معاہدے کرے کہ اسے نقد کے مطالبات پورے کرنے میں کوئی زحمت نہ پیش آئے۔ لیکن بازار کے حالات اور عوام کی طلب نقد بدلتی رہنے والی چیزیں ہیں اور ایسی صورتیں پیش آ سکتی ہیں کہ بینک کا اپنا نقد مطالبات نقد کی تکمیل کے لئے کافی نہ ہو۔ ایسی صورت میں بینک کو مرکزی بینک سے کسی معاوضے کے بغیر قرض ملنے کی سہولت بہت بڑی نعمت ہے جس کی وہ بہت قدر کرے گا اور اس سہولت کا حصول غیر سودی قرض دینے کا ایک قوی محرک ثابت ہوگا۔ اس ضابطے پر تفصیلی گفتگو آئندہ مرکزی بینک کے ذیل میں کی جائے گی۔

قرض دینے کا تیسرا اہم محرک عوام اور کھاتہ داروں کی نگاہ میں اپنی ساکھ اونچی رکھنے اور کاروباری گاہکوں سے تعلقات بہتر رکھنے کی خواہش ہے۔ یہ بات کہ بینک (غیر سودی) قرض دے کر معاشرے کی ایک اہم خدمت انجام دے رہے ہیں عوام کے اندر بینکوں سے حسن ظن پیدا کرے گی اور وہ بینکوں کو محض نفع کے طالب کاروباری اداروں کی بجائے معاشرے کی اہم خدمت انجام دینے والے ادارے کی حیثیت سے دیکھیں گے۔ نظام بنک کاری کے کامیابی کے ساتھ چلنے میں عوام کے اس نظام کے بارے میں حسن ظن اور اس پر اعتماد کو فیصلہ کن اہمیت حاصل ہے۔ اس وجہ سے یہ رائے خاصا وزن رکھتی ہے کہ بینک عوام کا حسن ظن اور اعتماد حاصل کرنے کے لئے (غیر سودی) قرض دینے کی وہ خدمت اپنے ذمے لیں گے جس کی انجام دہی میں ان کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ جن افراد یا اداروں کو بینک قرضے دے گا وہ اس کے شکرگزار ہوں گے، اور ان سے بینک کے تعلقات خوش گوار رہیں گے جس کے نتیجے میں بینک اُن سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ توقع کر سکتا ہے کہ وہ اس کا کھاتہ دار یا گاہک بننا پسند کریں گے اور ضرورت پیش آنے پر اس سے بالمعاوضہ خدمات بھی حاصل کریں گے۔ اگر ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ بینک (غیر سودی) قرضے کن افراد اور اداروں کو دے گا تو یہ بات زیادہ آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ ان افراد کی خدمت سے بینک کو ان کی جانب سے کن فوائد کی توقع ہو سکتی ہے۔

بینک کے قرضے زیادہ تر کاروباری طبقے کے لئے ہوں گے، جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں ان میں بڑی تعداد ان کاروباری فریقوں کی ہو سکتی ہے جو اسی بینک سے مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے کاروبار کر رہے ہیں جس سے ان کو تھوڑی مدت کے لئے قرض ملا ہے۔ یہ قرض جس حد تک اس کے کاروباری اعمال میں سہولت کا باعث بنے گا اور کاروبار کو وسعت دے گا اسی حد تک اس کا فیض خود بینک کو بھی پہنچے گا کیونکہ بینک کا مفاد اس کاروبار کی کامیابی سے وابستہ ہے اور وہ اس کے نفع میں شریک ہے جس حد تک یہ قرضے اس کاروبار کے منافع میں اضافے کا سبب بنیں گے اسی حد تک طے شدہ نسبت تقسیم نفع کے مطابق بینک کو ملنے والا نفع بھی بڑھے گا۔ (اوپر ہم یہ صراحت کر چکے ہیں کہ کاروبار کے منافع کا حساب لگانے میں تھوڑی مدت کے قرضوں کو کاروبار کے سرمائے میں نہیں شامل کیا جائے گا) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اپنے کاروباری (مضارب) فریقوں کو قرض دینے سے بینک کو فائدہ ہوگا اور یہ فائدہ قرض دینے کا ایک محرک ہوگا۔ اسی طرح جن کاروباری افراد یا اداروں کو کسی بنک سے بوقتِ ضرورت تھوڑی مدت کے لئے غیر سودی قرضے ملیں گے وہ اس بنک سے تعلقات بڑھانے کے لئے اسی بنک میں قرض کھاتے کھولنا پسند کریں گے۔ ہر کاروباری فرد یا ادارہ کاروباری ضرورتوں کے تحت عند الطلب کھاتے کھولتا ہے تاکہ اس میں اپنی فاضل رقمیں جمع کر سکے اور روزمرہ ادائیگیوں کے لئے چیک کا طریقہ استعمال کر سکے۔ قدرتی طور پر وہ یہ کھاتہ اسی بنک میں کھولے گا جس سے بوقت ضرورت اسے زائد از جمع رقم (Over Draft) یا قصیر المیعاد قرض ملنے کی امید ہو۔

ایک بینک ایسے کاروباری اداروں اور افراد کو بھی قرض دے گا جن کے ساتھ اس کا کوئی معاہدہ مضاربت یا شرکت کی بنیاد پر نہ ہو چکا ہو۔ لیکن حقیقت پسندانہ مفروضہ یہی ہے کہ ایسے افراد نے اگر قرض دینے والے بینک سے مضاربت یا شرکت کا معاہدہ نہیں کیا ہے تو کسی اور بینک سے کیا ہوگا۔ تمام

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بینکوں کے مجموعی مفاد کے نقطۂ نظر سے اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ مضاربت پر سرمایہ ایک بینک سے حاصل کیا جائے اور قرض دوسرے بینک سے لیا جائے۔ کاروباری فریقوں کو تھوڑی مدت کے لئے قرض دینے سے بینکوں کے مجموعی مفاد کی ترویج ہوگی اور یہ بھی اسی درجے کا ایک محرک ہے جیسا کہ گزشتہ پیراگراف میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ مسئلہ کہ بینک کاروباری طبقے کے افراد کے علاوہ صارفین اور حکومت یا رفاہِ عامہ کے دوسرے اداروں کو قرضے دے گا یا نہیں غور طلب ہے اور اس پر علیحدہ سے تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ یہ بیان کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ بینک ان افراد اور اداروں کو (غیر سودی) قرض دینے کا طریقہ اختیار کر سکتا ہے جو اس کے پاس اپنے جاری حسابات رکھتے ہوں۔ ان قرضوں کی نوعیت بڑی حد تک (Over Draft) یا کھاتوں کی مقدار سے زائد رقوم ادا کرنے کی ہوگی۔ اس طرح بینک اپنے قرض کھاتہ داروں کو ایک ایسی سہولت فراہم کرے گا جو قرض کھاتہ میں بھی رقم جمع کرنے کا محرک ثابت ہوں گی اور بینک کا مفاد یہ چاہتا ہے کہ اس کے قرض کھاتہ میں زیادہ سے زیادہ رقمیں جمع کی جائیں، تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ قرض سرمایہ کا نفع آور استعمال کر سکے۔ اس کے علاوہ کھاتہ داروں کو بوقتِ ضرورت اپنے کھاتہ کی مقدار سے زیادہ رقم دینے یعنی چھوٹی رقمیں قرض دینے کا ضابطہ بنا کر بینک ان کی ہمدردیاں، حسن ظن اور اعتماد حاصل کر سکے گا جس کی نظام بینک کاری کے لئے بڑی اہمیت ہے۔

یہ تین محرکات :۔ نفع آور استعمال کے لئے کثیر سرمایہ کو غیر سودی قرض کے طور پر حاصل کرنا بوقت ضرورت مرکزی بینک سے غیر سودی قرض حاصل کر کے اپنی نقدیت کا استحکام عمل میں لانا اور کاروباری طبقہ اور عوام کا حسن ظن اور اعتماد حاصل کرنا ہمارے نزدیک اتنے قوی محرکات ہیں کہ ان کی موجودگی میں اس بات میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ بینک راضی خوشی اپنے قرض کھاتہ کے ایک متعین فی صد حصے کو غیر سودی قرضے دینے کے لئے استعمال کرنے پر آمادہ ہوں گے۔

د۔ قرض کھاتہ اور دیے جانے والے قرضوں کے درمیان نسبت کی تعیین۔

یہ سوال کہ بینک کو از روئے ضابطہ اپنے قرض کھاتہ کی مجموعی رقم کی کس نسبت یا فی صد مقدار کو قرض دینے کا پابند کیا جائے ایک اہم سوال ہے جس کا صحیح جواب غیر سودی نظام بنک کاری کے عملی تجربات کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی دبایا جاسکے گا۔ کاروباری طبقہ کی ضروریات، بینک کے کاروباری مفادات اور معیشت کے مجموعی مصالح تینوں کی پوری رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی حد یا نسبت متعین کی جانی چاہیئے۔ اس ضابطے کا منشاء یہ ہے کہ معیشت کی ایک اہم ضرورت اس حد تک پوری ہو جائے کہ کاروبارِ معیشت سہولت کے ساتھ چلے اور پھلے پھولے۔ متعین کی جانے والی حد اتنی کم نہیں ہونی چاہیئے کہ کاروباری طبقہ کی ضرورت نہ پوری ہو اور وہ تنگی میں مبتلا ہو، کیونکہ جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو سرمایہ طویل المیعاد سرمایہ کاری کے کام آتا اس کا ایک حصّہ ان عارضی ضرورتوں کی تکمیل پر صرف ہوگا اور کاروبار کا دائرہ تنگ ہو جائے گا۔ یہ حد اتنی زیادہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ نقد ریزرو نکالنے کے بعد قرض کھاتہ میں سے بینکوں کے نفع آور استعمال کے لئے جو حصّہ بچے وہ اتنا کم ہو کہ بینک اس سے حاصل ہونے والے نفع کو اس قابل نہ سمجھیں کہ قرض کھاتہ رکھنے اور قرض دینے کا بکھیڑا مول لیں مجوزہ نظام کامیابی کے ساتھ اسی صورت میں چل سکے گا جب غیر سودی قرض دینے کے مذکورہ بالا محرکات اتنے قوی ہوں کہ ان پر بھروسہ کیا جا سکے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ آغاز کار میں ماہرین بنک کاری اور کاروباری طبقہ کے نمائندوں کے مشورے سے ایک نسبت طے کر لی جائے اور بعد میں تجربے کی روشنی میں اس میں ایسا ردوبدل کیا جاتا رہے کہ مذکورہ بالا مصالح حاصل ہو سکیں۔ جیسا کہ ہم آئندہ واضح کریں گے۔ یہ نسبت مرکزی بینک جب مناسب سمجھے تبدیل کر سکے گا۔ صرف مثال کی حد تک ہم اس مقالے میں یہ فرض کریں گے کہ یہ نسبت نصف یا پچاس فی صد ہے۔ یعنی ہر بینک کو اپنے قرض کھاتہ کی نصف رقم (غیر سودی) قرض کے طور پر دینے پر آمادہ رہنا ضروری ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم اس نسبت کے لئے نسبت قرض (Lending Ratio) کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

۵۔ قرضوں کی طلب اور رسد کے درمیان توازن۔

کسی وقت معیشت میں بینکوں کی جانب سے دیئے جا سکنے والے قرض کی مجموعی رسد کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ ان بینکوں کے قرض کھاتوں میں مجموعی طور پر کتنی رقم جمع کی گئی ہے۔ ہماری فرض کردہ نسبتِ قرض کے مطابق قرض کی رسد قرض کھاتہ کے نصف کے بقدر ہوگی۔ نسبتِ قرض میں مناسب تبدیلی عمل میں لاکر مرکزی بینک قرض کی رسد میں کمی بیشی بھی کر سکتا ہے۔ جہاں تک قرض کی طلب کا سوال ہے یہ کہنا درست ہوگا کہ اس کا انحصار بڑی حد تک معیشت میں طویل المیعاد سرمایہ کاری کی سطح پر ہے فرض سرمایہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروبار کی عارضی ضرورتوں کی تکمیل ہی کے لئے لیا جاسکے گا، اور ان عارضی ضرورتوں کا انحصار یقیناً اس مستقل سرمایہ کی مقدار پر ہے جس کی مدد سے کاروبار کیا جارہا ہے۔ معاشی تجزیہ اور عملی تجربہ نیز اعداد و شمار کے ذریعے مرکزی بینک کے لئے یہ دشوار نہ ہوگا کہ کسی وقت کاروباری طبقہ کی ضروریاتِ قرض کا ایک متوازن اندازہ قائم کرسکے۔ یہی اندازہ قرض کی طلب کے سلسلے میں مرکزی بینک کا رہنما ہوگا اور وہ اس بات کی کوشش کرے گا کہ نسبت قرض میں تبدیلیوں اور معیشت میں زر اور کریڈٹ کی تخفیف یا توسیع کے ذریعے قرض کی رسد کو اس کی اس طلب سے ہم آہنگ رکھے۔

چھوٹی مدت کے غیر سودی قرض کے طلب گاروں کے درمیان قرض دینے کے لئے میسر سرمایہ کی تقسیم کے سلسلہ میں معیشت کے مجموعی مفاد اور قرض سرمایہ کے مفید استعمال کو ترجیح کی بنیاد بنانا چاہیے۔ ترجیح کی ضرورت اس لئے پیش آسکتی ہے کہ ان قرضوں کی طلب ان کی رسد سے زیادہ ہوسکتی ہے۔ ایسی صورت میں طویل المیعاد سرمایہ کی اسی مقدار کو جو کسی کاروباری فریق یا ادارہ نے اپنے کاروبار میں لگا رکھا ہو، سامنے رکھ کر اُس کی ضرورت قرض کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ معاشی تجزیہ اور اعداد و شمار کی مدد سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کن صنعتوں میں اور معیشت کے کن دائروں (Sectors) میں طویل المیعاد سرمایہ کی نسبت سے کتنے قصیر المیعاد سرمایہ کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مناسب ہوگا کہ اندازہ لگانے کا یہ کام منفرد بنکوں پر چھوڑ دینے کے بجائے ان کے نمائندوں، کاروباری افراد، اور غیر جانب دار ماہرین معاشیات پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی کے ذریعہ انجام پائے جو مرکزی بنک کی زیر نگرانی کام کرے۔

جب کوئی بنک قرض کی کسی درخواست پر غور کررہا ہو تو وہ اس اندازہ کو اپنا رہنما بنا سکتا ہے۔ وہ درخواست دینے والے سے یہ معلوم کرسکتا ہے کہ اس کے کاروبار کی نوعیت کیا ہے، اس میں کتنا طویل المیعاد سرمایہ لگا ہوا ہے، اور دوسرے ذرائع سے کتنا قرض حاصل کیا جاچکا ہے۔ بنک درخواست دینے والے کی ضرورت قرض اور صلاحیت ادائیگی کے بارے میں مزید تحقیق و تفتیش بھی کرسکتا ہے۔ قرض کے طلبگاروں کے درمیان ترجیح کی ایک بنیاد ان ضمانتوں کا معیار بھی ہے جو وہ قرض کے بالمقابل پیش کررہے ہوں۔ بنک کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ نسبتہً زیادہ قابل اعتماد ضمانتیں پیش کرنے والوں کو اُسی درجہ کی ضرورت رکھنے والے ان طلب گاروں پر ترجیح دے جن کی ضمانت اس معیار کی نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنک کو اس بات کا بھی اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ ان کاروباری فریقوں کی درخواست کو ترجیح دے جن کے ساتھ اس نے مضاربت یا شرکت کا معاہدہ کیا ہو۔

اس خطرہ کے سدباب کے لئے کہ بنک ترجیح دینے کے اختیارات کا بے جا استعمال عمل میں لائیں اور قرض کے طلب گاروں کے درمیان امتیازی سلوک روا رکھیں، مرکزی بینک کو ترجیح کے واضح اصول وضع کرنے ہوں گے۔ بعض حالات میں قرض سے محروم رہ جانے والوں کو عذرداری کا موقع بھی دینا ہوگا تاکہ ان بنکوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاسکے جو کھلی ہوئی بے انصافی کے مرتکب ہوں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بنک کو کسی وقت قرض کی جو درخواستیں موصول ہوں ان میں ترجیح کے مذکورہ بالا معیاروں پر پوری اترنے والی تمام درخواستوں کو منظور کرنا اس لئے ممکن نہ ہو کہ وہ بنک اس مقدار میں قرض سرمایہ نہیں فراہم کر سکتا۔ ایسی صورت میں یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ جو درخواستیں پہلے موصول ہوئی ہوں ان کو بعد میں آنے والی درخواستوں پر ترجیح دی جائے، تاآنکہ قرض دی جا سکنے والی رقم ختم ہو جائے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کسی وقت بعض طلب گاروں کو کسی بنک سے بھی قرض نہ مل سکے۔ ایسی صورت میں مرکزی بنک اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ صورت حال نسبت قرض میں تبدیلی یا کریڈٹ میں توسیع عمل میں لانے کے لئے کسی اقدام کی طالب ہے یا نہیں۔

غیر سودی قرضوں کی مجموعی رسد کو قرض کے طلب گاروں کے درمیان تقسیم کرنے اور قرض سرمایہ کی رسد کو اسی کی طلب سے ہم آہنگ رکھنے کا مسئلہ غیر سودی نظام بنک کاری سے متعلق ان مسائل میں سے ہے جن پر مزید تجاویز پیش کرنے اور غور و فکر کے بعد کسی رائے تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نظام پر عمل کے بعد تجربے کی روشنی میں کوئی نیا طریقہ اختیار کیا جا سکے۔

و۔ قرض کی مدت۔

کاروباری طبقہ کے لئے تھوڑی مدت کے قرضوں کی ضرورت بیان کرتے وقت ہم نے یہ بتایا ہے کہ اتنی تھوڑی مدت کے لئے مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنا حسابی دشواریوں کی وجہ سے عملاً ممکن نہیں اس سے خود بخود اس سوال کا جواب نکل آتا ہے کہ یہ قرض زیادہ سے زیادہ کتنی مدت کے لئے دیئے جائیں۔ ہماری رائے میں یہ مدت اس کم سے کم مدت سے کچھ کم ہی ہونی چاہیئے جس کے لئے بینک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرتے ہوں۔ ہماری تجویز کے مطابق یہ مدت ایک سہ ماہی یا تیرہ ۱۳ ہفتوں کی مدت ہے۔ دیئے جانے والے قرضے اس سے کم مدت کے لئے دیئے جانے چاہئیں جن کاروباری فریقوں کو تین ماہ یا اس سے زائد مدت کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہو ان کو اپنی ضرورت مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے پوری کرنی چاہیئے۔ جب وہ نفع میں شرکت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے اپنی کاروباری ضروریات پوری کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ ان کے لئے (غیر سودی) قرضوں کی فراہمی کا خصوصی اہتمام کرے۔

اگر مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے کی کم سے کم مدت ۱۳ ہفتے ہو تو ہماری رائے میں قرض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس ہفتے رکھی جانی چاہیئے۔ ساتھ ہی اس بات کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ کوئی کاروباری فرد یا ادارہ ایسے کاموں کے لئے بنک سے قرض نہ حاصل کر سکے جن میں مضاربت کے اصول پر حاصل کیا ہوا سرمایہ لگایا جا سکتا ہو۔ اس سے لازم آتا ہے کہ کاروباری افراد اور اداروں کے لئے یہ ممکن نہ ہونا چاہیئے کہ وہ ایک قرض کی مدت گزر جانے پر دوبارہ قرض لے کر یا اس قرض کی تجدید کر کے عملاً تین ماہ سے زیادہ مدت کی ضرورت سرمایہ کو بھی قرض ہی کے ذریعے پوری کریں۔ ان امور کے اہتمام کے لئے مرکزی بینک کو بینکوں کے دیئے ہوئے قرضوں کی جانچ اور نگرانی کا اہتمام کرنا ہوگا اور اس سلسلے میں موزوں ضابطے وضع کرنے ہوں گے۔

جہاں تک قرض کی کم سے کم مدت کا سوال ہے کوئی حد نہیں مقرر کی جا سکتی۔ بعض ضروریات چند گھنٹوں یا ایک دن کے قرض سے بھی پوری ہو سکتی ہیں۔ بینکوں کے ایک دوسرے کو قرض دینے کی صورت میں ایسے قرض کافی اہمیت رکھتے ہیں جو صرف ۲۴ گھنٹے یا اس سے کم کے لئے دیئے گئے ہوں۔

چونکہ قرض لینے والوں کو کوئی سود نہ دینا ہوگا اور اس بنا پر مدت قرض کی طوالت ان کے لئے مزید مالی بار کا سبب نہ بنے گی لہٰذا ان میں یہ رجحان پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ مدت قرض کو بلا ضرورت طول دیں اور قرض کی واپسی میں تاخیر سے کام لیں۔ سماجی مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ اس خرابی کا سدِّباب کیا جائے اور قرضے اتنی ہی مدت کے لئے لئے جائیں جن کے لئے واقعتاً ان کی ضرورت ہو اور اس مدت کے پورا ہونے پر بلا تاخیر واپس کر دیئے جائیں۔ اس بات کے اہتمام کے لئے کاروباری طبقے میں سماجی شعور بیدار کرنا ہوگا اور اس میں اتنا احساس ذمہ داری پیدا کرنا ہوگا کہ وہ غیر ضروری تاخیر اور ڈھیل سے اجتناب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفاد کو نہ مجروح کرے۔ ساتھ ہی بینک کو اس بات کا اختیار دینا ہوگا کہ وہ ضرورت قرض کا جائزہ لے کر مدت قرض کی تعیین کرے اور وقت پورا ہونے پر قرض لینے والے کو قرض کی واپسی پر مجبور کر سکے اگر عملی تجربے سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو تو مدت گزرنے پر ادائیگی میں تاخیر کی کچھ سزائیں مقرر کی جا سکتی ہیں۔ ان سزاؤں کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ بغیر کسی معقول عذر کے تاخیر کرنے والوں کو آئندہ ایک خاص مدت تک قرض نہ دیئے جائیں یا ان کے نام کا اعلان کر دیا جائے جس سے ان کی ساکھ متاثر ہو سکتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ان پر کچھ جرمانہ عائد کیا جائے۔ البتہ اس جرمانہ کو قرض دینے والے بینک کی آمدنی نہیں قرار دینا چاہیئے بلکہ کسی مفید سماجی کام میں لگانے کے لئے مرکزی بینک یا کسی دوسرے ادارے کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

ہمیں امید ہے کہ روشن خیال اور اجتماعی شعور رکھنے والے کاروباری طبقے کا تعاون اس طور پر حاصل کیا جا سکے گا کہ ان سزاؤں کی ضرورت نہ پڑے اور ان سزاؤں سے متعلق ضابطے اگر بناتے بھی پڑے تو ان کو عملاً نافذ نہیں کرنا پڑے گا بلکہ ان ضابطوں کا وجود ہی اس بات کے لئے کافی ہوگا کہ کاروباری طبقہ راست روی سے کام لے۔

س۔ قرض کے بالمقابل ضمانت

جہاں تک قرض لینے والوں سے ان قرضوں کے بالمقابل ضمانتیں (Securities) حاصل کرنے کا سوال ہے کم و بیش وہی صورت حال قائم رہے گی جو معاصر نظام بنک کاری میں معروف ہے۔ تیار شدہ مصنوعات، نیم تیار شدہ یا زیر تیاری مصنوعات گوداموں میں رکھا ہوا، یا زیر نقل و حمل مال تجارت، تیار فصل، کارخانہ، تجارتی حصص، سندات ملکیت، غیر منقولہ جائدادیں، بینکوں کے اندر جمع امانتیں، قرضے یا مضاربت پر جمع کیا ہوا سرمایہ وغیرہ قرض کی ضمانت میں پیش کیا جا سکے گا۔ بینک کو اختیار دینا چاہیئے کہ ذاتی شخصی ضمانت پر بھی قرض دے سکتا ہے۔ معاصر بینک بہت سے قرضے بغیر کسی ضمانت کے بھی دیتے ہیں کیونکہ بعض کاروباری افراد یا اداروں پر ان کو اعتماد ہوتا ہے اسی طرح مجوزہ نظام میں بینک ان کاروباری فریقوں کو بغیر کسی ضمانت کے قرض دے سکیں گے جن کے ساتھ وہ مسلسل مضاربت یا شرکت کا معاہدہ کرتے رہے ہیں اور جن پر ان کو کامل اعتماد ہے۔ ضمانت کے بارے میں ایک طرف تو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ قرضوں کی تحصیل دشوار نہ ہو۔ دوسری طرف اتنی تنگی بھی نہ برتنی چاہیئے کہ کاروباری طبقے کی آزادی کار مجروح ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بینک جو قرضے دے گا وہ اسے لازماً واپس ملنے چاہئیں کیونکہ وہ ان قرض رقوم کی واپسی کا ذمہ دار ہے جو اس کے کھاتہ داروں نے قرض کھاتہ میں جمع کی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے کوئی دیا ہوا قرض بینک کو واپس نہیں مل سکا تو بھی اس کی وہ ذمہ داری اپنی جگہ باقی رہے گی جو اس نے قرض کھاتہ کے سلسلے میں قبول کی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر قانون ملکی کی رو سے بینک کو اس بات کا اختیار ہونا چاہیئے کہ جو قرض دار قرض نہ ادا کریں ان سے ان کی ضمانت میں دی ہوئی املاک کو فروخت کرا کے، یا ان کے کاروباری اثاثہ کو فروخت کرا کے اپنا قرض واپس لے سکے۔ ہر متمدن ملک کا قانون قرض کو واپس حاصل کرنے کی صورتیں تجویز کرتا ہے۔ البتہ اگر قرض لینے والے کاروباری فریق کا دیوالیہ نکل جائے تو عملاً قرض دینے والا اس اختیار کو نہیں استعمال کر سکتا۔ ایسی صورتیں مجوزہ نظام میں بھی پیش آسکتی ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دیوالیہ کاروباری فریقوں سے نہ وصول ہو سکنے والے قرضوں کے بارے میں کیا طریقے اختیار کئے جائیں۔

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ بینک کو یہ قرضے ضرور واپس ملنے چاہئیں ورنہ وہ غیر سودی قرض دینے کی خدمت نہیں انجام دے سکے گا۔ یہ بات عدل وانصاف کے خلاف ہے کہ اسے اپنے قرض کھاتہ کی رقموں کی ادائیگی کا پوری طرح ذمہ دار قرار دیا جائے لیکن اس کھاتہ میں سے قرض دی ہوئی رقوم کی واپسی نہ ہو سکنے کی صورت میں اس سے یہ کہا جائے کہ یہ نقصان تم کو برداشت کرنا ہوگا۔ جو معاشرہ بینکوں سے غیر سودی قرض دینے کی خدمت لینا چاہتا ہے اسے لازماً بینکوں کو اس بات کی ضمانت دینی ہوگی کہ انہیں ان کے دیئے ہوئے قرضے واپس ملیں گے۔

یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ اگر قرض لینے والے فریق کا دیوالیہ نکل جائے اور اس کے پاس اتنا مال ہی نہ ہو کہ وہ قرض واپس کر سکے تو اس سے اس رقم کے وصول کرنے کی کوئی صورت نہیں ممکن ہو گی۔

ایسی صورت میں مسئلے کا حل صرف یہ ہے کہ غیر ادا شدہ قرضوں، یا قرضوں کے غیر ادا شدہ اجزاء کی ادائیگی کی ذمہ داری معاشرہ اٹھائے۔ اس سلسلے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ایسے تمام قرضے زکوٰۃ کی مد سے ادا کئے جائیں اور اس ادائیگی کی ذمہ داری ریاست لے۔ البتہ نظام بنک کاری کے نقطہ نظر سے یہ طریقہ زیادہ مناسب ہوگا کہ بینک قرض لینے والے کے دیوالیہ ہو جانے کے سبب نہ وصول ہو سکنے والے قرضوں کے بارے میں مرکزی بینک کو رپورٹ کریں اور مرکزی بینک صورت حال کی تحقیق اور بینک کی رپورٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اطمینان حاصل کر لینے کے بعد متعلقہ رقم بینک کو ادا کر دے۔ کسی سال مرکزی بینک نے اس مد میں مجموعی طور پر جتنی رقم ادا کی ہو وہ اسے ریاست کے بیت المال زکوٰۃ سے ادا کر دی جائے۔

اس کتاب میں زکوٰۃ اور اس کے مصارف پر تفصیلی بحث نہیں کی جا سکتی۔ مناسب ماخذ کی طرف رجوع کر کے اس امر پر اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے کہ غیر ادا شدہ قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری اسلامی ریاست نے قرنِ اوّل میں بھی لی تھی اور یہی عدل و انصاف کا تقاضا بھی ہے۔ ادائے قرض کے لئے امداد ان آٹھ مصارف زکوٰۃ میں سے ایک ہے جن کو خود قرآن کریم میں گنایا گیا ہے یعنی غارمین اس مد میں صرف کی جانے والی رقموں کو، قانونی طور پر ان کاروباری افراد اور اداروں کی امداد قرار دیا جا سکتا ہے جو دیوالیہ ہو جانے کے سبب ادائے قرض سے قاصر رہے ہے۔

۴۔ قرض کے حساب کتاب پر آنے والے اخراجات۔

قرض کی درخواستوں کا جائزہ لینے، ان کی بابت فیصلہ کرنے، دیئے جانے والے قرضوں کے حسابات رکھنے اور ان کی واپسی حاصل کرنے کے اہتمام کے لئے بینک کو متعدد تنخواہ دار ملازمین رکھنے پڑیں گے اور متعدد دوسرے اخراجات برداشت کرتے ہوں گے۔ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اخراجات کس طرح پورے کئے جائیں گے؟ دو طریقے ممکن ہیں۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ بینک کو قرض کھاتہ کے ایک حصے کے نفع آور استعمال سے جو نفع ہوگا اس کے ایک حصے سے بینک مذکورہ بالا اخراجات پورے کرے۔ یہ طریقہ اسی صورت میں اختیار کیا جا سکتا ہے جب نسبت قرض کم ہو اور قرض کھاتہ کا بہت بڑا حصہ بینک کے نفع آور استعمال میں ہو بہر صورت اس طریقے میں یہ خرابی ہے کہ قرض سرمایہ کے نفع آور استعمال کے نتائج غیر متعین اور غیر یقینی ہیں جب کہ مذکورہ بالا انتظامی اخراجات متعین اور یقینی ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ بینک ان مصارف کی تکمیل کے لئے قرض لینے والوں سے کچھ فیس وصول کرے۔ اس فیس کے وصول کرنے کی مناسب شکل یہ ہوگی کہ قرض کی ہر درخواست پر ایک مقررہ فیس لی جائے، قطع نظر اس سے کہ طلب کئے جانے والے قرض کی مقدار اور مدت کتنی ہے اور یہ درخواست منظور ہوتی ہے یا نہیں۔ پھر جن درخواست دینے والوں کو قرضے دیئے جائیں ان سے بینک اپنے رجسٹر میں کیے جانے والے ہر اندراج پر ایک متعین فیس مزید وصول کرے۔ فیس کی مقدار طے کرنے میں فیصلہ کن چیز وہ واقعی مصارف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے جو بینک کو درخواستوں پر غور و فیصلہ کرنے اور دیئے جانے والے قرضوں کی واپسی تک ان کے حسابات رکھنے پر برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ان فیسوں کو بینک کی آمدنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے بلکہ قرض دینے سے متعلق حسابات اور اہتمام پر آنے والی لاگت پوری کرنے کا ذریعہ سمجھنا چاہیئے۔ فیس کو اس حد کے اندر رکھنے کے لئے مرکزی بینک بینکوں کے حسابات کی جانچ کرتے وقت اس امر پر بھی اطمینان حاصل کرے گا کہ انھوں نے اس فیس کو ذریعہ آمدنی نہیں بنایا ہے۔

ہمارے نزدیک دوسرا طریقہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ بینکوں کو پہلا طریقہ اختیار کرنے کی آزادی حاصل ہونی چاہیئے۔ ساتھ ہی ان کو دوسرا طریقہ اختیار کرنے کا بھی حق ہونا چاہیئے۔ فیس وصول کرنے کے طریقے اور فیس کی مقدار کے بارے میں بھی بینکوں کو اس بات کی آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ مذکورہ بالا شرط کی پابندی کرتے ہوئے جو طریقہ چاہیں اختیار کریں اور جتنی فیس چاہیں رکھیں۔ اس طرح ایک دائرے کے اندر مختلف بینکوں کو باہم مسابقت کا موقع ملے گا اور ایک بینک دوسرے بینک سے کم فیس رکھ کر یا فیس وصول کرنے کا سہل تر طریقہ اختیار کر کے، یا فیس نہ وصول کر کے اپنے گاہکوں کی تعداد میں اضافہ کر سکے گا اور اپنی ساکھ اونچی کر سکے گا۔

بینک کے قرضوں کے سلسلے میں اوپر جو وضاحتیں کی گئی ہیں ان کی روشنی میں اطمینان کے ساتھ یہ رائے ظاہر کی جا سکتی ہے کہ زیر غور نظام عملی طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے اور سہولت کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔ غیر سودی بنک کاری کے نظام میں کاروباری طبقے کی ضرورت سرمایہ زیادہ تر مضاربت اور شرکت کے اصول پر حاصل کئے ہوئے سرمایہ سے پوری ہوگی لیکن جن صورتوں میں مدت کے مختصر ہونے یا حسابات کے دشوار ہونے کے سبب ایسا ممکن نہیں ان صورتوں کے پیش نظر اسی نظام سے تھوڑی مدت کے لئے قرض سرمایہ بھی حاصل کیا جا سکے گا۔

تجارتی ہنڈیوں (Bills of Exchange) کا مسئلہ

ایک تاجر کسی کارخانہ دار سے مصنوعات خریدتا ہے مگر قیمت نقد ادا کرنے کی بجائے اسے اس مضمون کی ایک تحریر دے دیتا ہے کہ میں فلاں تاریخ کو فلاں شخص کو اتنی رقم ادا کروں گا۔ اس تاریخ میں چند ہفتے باقی ہوتے ہیں۔ یہ دستاویز ہنڈی (Bill of Lxchange) کہلاتی ہے ہنڈیاں اندرون ملک خرید و فروخت کی صورت میں بھی لکھی جاتی ہیں اور بیرون ملک سے مال درآمد کرنے کی صورت میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی جاتی ہیں اور بیرون ملک سے مال درآمد کرنے کی صورت میں بھی۔ یہاں ہم صرف ان ہنڈیوں کا ذکر کر رہے ہیں جن میں دونوں فریق ایک ہی ملک کے ہوں اور ہنڈی اندرونِ ملک خرید و فروخت کے کسی معاملے کے نتیجے میں لکھی گئی ہو۔

فروخت کرنے والا اگر تاریخ مقررہ تک اس دستاویز کو اپنے پاس رکھے تو وقت آنے پر وہ خود اس میں درج رقم ہنڈی لکھنے والے سے وصول کر سکے گا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہنڈی لکھنے والا کسی مالی ادارے یا بینک سے دستاویز پر اس بات کی توثیق کرا لیتا ہے کہ وقت مقررہ پر ادائیگی کی ضمانت دی جاتی ہے یا یہ کہ وقت مقررہ پر موعود رقم بینک ادا کرے گا۔ ایسی صورت میں وقت مقررہ پر ہنڈی اس بینک کو پیش کر کے نقد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ فروخت کنندہ مقررہ تاریخ تک ہنڈی کو اپنے پاس رکھے۔ وہ اس ہنڈی کے عوض فوراً نقد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہنڈی پر قابلِ اعتماد ضمانتیں درج ہیں تو وہ کسی بینک کے ذریعے ہنڈی کے عوض نقد حاصل کر لیتا ہے۔ البتہ معاصر نظام میں ہنڈی بھناتے وقت ایک خاص شرح کے مطابق رقم منہا (Discount) کر لی جاتی ہے یہ شرح بالعموم مروجہ شرحِ سود کے مساوی ہوتی ہے۔ ہنڈی کی میعاد پوری ہونے پر بینک کو اس میں درج پوری رقم مل جاتی ہے جب کہ اس سے چند ہفتے قبل اس نے اس ہنڈی کے عوض جو رقم ادا کی ہے وہ اس سے کم تھی۔ ان دونوں رقموں کا فرق ان چند ہفتوں کی مدت کے لئے اس رقم کا سود ہے جو بینک نے اپنے پاس سے ادا کی ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک ہزار کی ہنڈی کے عوض بینک نے تین ماہ قبل نو سو ستر روپے ادا کئے تھے تو گویا اس نے اس رقم پر ہنڈی بھنانے والے سے ۴ر۱۲ (بارہ اعشاریہ چار) فی صد سالانہ کی شرح سے سود وصول کیا ہے۔ اس طرح دراصل یہ بھی تھوڑی مدت کے لئے قرض دینے کی ایک صورت ہے۔ کاروباری طبقہ کا مفاد یہ چاہتا ہے کہ اسے ہنڈی بھنانے کی سہولت حاصل رہے تاکہ اس کا کاروبار سرمایہ کی کمی کے سبب تنگی کا شکار نہ ہو۔ مذکورہ بالا مثال میں کارخانہ دار ہنڈی بھنا کر اپنے کارخانہ کے ذمہ واجب الادا رقوم کی ادائیگی کرتا ہے۔ یا کاروبار کو جاری رکھنے کے سلسلے میں مزید اقدامات کرتا ہے۔

معاصر معیشت میں اندرون ملک تجارتی ہنڈیوں کا رواج کم ہوتا جا رہا ہے اور ان کے بجائے بینکوں سے تھوڑی مدت کے لئے قرض لینے کا رواج بڑھ رہا ہے[۱]۔ غیر سودی نظام میں نا جر یہ طریقہ اختیار کر

[۱] R. S. Sayers: Banking in Western Europe, p. 243 of Cit.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں کہ ہنڈی لکھنے کے بجائے بینکوں سے مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے فروخت کنندہ کو مال کا دام نقد ادا کر دیں اور جب مال فروخت ہو جائے تو بینک کو اس کا دیا ہوا سرمایہ واپس کرنے کے ساتھ طے شدہ نسبت کے مطابق نفع کا بھی ایک حصہ دیں۔ چونکہ یہ سرمائے اکثر اوقات بہت تھوڑی مدت مثلاً چند ہفتوں کے لئے درکار ہوں گے لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ بینک کاروباری فریقوں کے نفع میں سے جتنا حصہ تین ماہ یا اس سے زائد مدت کے لئے مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانے کی صورت میں لیتے ہیں اس صورت میں اس سے کم حصہ لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ اگر تاجر کو مال فروخت پر خسارہ ہوا تو یہ خسارہ بینک کو برداشت کرنا پڑے گا۔ نقصان کے اس اندیشہ کے سبب بینک معمولی شرحِ مضاربت پر تھوڑی مدت کے لئے تاجروں کو سرمایہ دینے پر اُسی وقت آمادہ ہوں گے جب نفع کا امکان بہت قوی اور نقصان کا اندیشہ بہت کم ہو۔

مسئلہ کی اس نوعیت کے پیشِ نظر ممکن ہے کہ بعض تاجروں کی ضرورت سرمایہ مضاربت کے ذریعہ نہ پوری ہو۔ اس لئے ہم اس طریقہ کے پہلو بہ پہلو ایک ایسا طریقہ بھی تجویز کریں گے جو عملاً بینکوں سے غیر سودی قرض لینے کے مرادف ہے۔ ایک ہی ضرورت کے دو مختلف طریقوں سے پورا ہو سکنے کا امکان کاروبار میں سہولت اور وسعت کا سبب بنے گا۔

مجوزہ نظام میں ہنڈی بھنانے کا طریقہ بھی وہی ہو گا جو بینک سے قرض حاصل کرنے کا بینکوں سے تجارتی ہنڈیوں کے عوض نقد رقم دینے کی درخواست کی جائے گی اور اس درخواست پر قرض کی دوسری درخواستوں کے ساتھ غور کیا جائے گا۔ اگر بینک ہنڈی بھنانے کا فیصلہ کرے تو وہ ہنڈی میں درج پوری رقم ادا کرے گا کوئی منہائی نہیں کرے گا۔ اس رقم کی نوعیت ہنڈی بھنانے والے کو دیے جانے والے قرض کی ہو گی۔ ہنڈی کی میعاد پوری ہونے پر بینک ہنڈی جاری کرنے والے تاجر یا کارخانہ دار یا اس کے بینک سے اس میں درج رقم خود حاصل کر لے گا اور ہنڈی کے بالمقابل بینک سے نقد حاصل کرنے والے کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ اگر میعاد پوری ہونے پر بینک کو ہنڈی جاری کرنے والے یا اس کے بینک سے متعلقہ رقم نہ مل سکے۔ تو وہ ہنڈی کے عوض نقد لینے والے سے ادائیگی کا مطالبہ کرے گا۔ معاصر نظام میں بھی ہنڈی بھنانے والے کی مالی ذمہ داری اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک ہنڈی کی میعاد پوری ہونے پر اصل مدین دار اس میں درج رقم ادا نہ کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارتی ہنڈیاں زیادہ سے زیادہ کتنی مدت کے لئے ہونی چاہئیں ۔ بینک کس قسم کے کاروبار سے متعلق ہنڈیوں کو ترجیح دے گا ۔ وغیرہ امور کے متعلق مرکزی بینک کی جانب سے موزوں ضابطے بنائے جا سکتے ہیں ۔ اگر مرکزی بینک کسی خاص دائرۂ کاروبار کی توسیع چاہتا ہے اور اس سے متعلق کاروباری طبقہ کو زیادہ سہولت فراہم کرنا چاہتا ہے تو وہ اس دائرۂ کاروبار میں پیدا ہونے والی ہنڈیوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کا اہتمام کر سکتا ہے ۔ جس کے طریقے پر مرکزی بینک کے عنوان کے تحت روشنی ڈالی جائے گی ۔

درآمد اور برآمد یعنی تجارت خارجہ کے دائرے سے متعلق ہنڈیوں کا معاملہ اندرون ملک تجارت سے متعلق ہنڈیوں سے قدرے مختلف ہے ۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارا منشا اندرون ملک مالی امور کی سود کے بغیر تنظیم کا نقشہ واضح کرنا ہے ۔ لہٰذا ہم اس مسئلے سے تعرض نہیں کریں گے ۔ اجمالاً یہ اشارہ کافی ہوگا کہ اگر دونوں ملکوں میں معیشت سود سے پاک ہے تو کوئی نیا مسئلہ نہیں پیدا ہوگا ۔ البتہ اگر ایک غیر سودی معیشت اور دوسری سودی معیشت کے درمیان تجارت سے متعلق ہنڈیوں پر غور کیا جائے گا تو ایک نیا مسئلہ پیدا ہوگا جس کا حل اس پالیسی کی روشنی میں نکالنا ہوگا جو ہم ایسی معیشتوں سے مالی تعلقات کے سلسلے میں اختیار کر سکیں گے ۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے جو ہمارے موجودہ دائرے سے خارج ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

تخلیق زر کا عمل

گزشتہ ابواب میں بینک کے کاروبار کے بنیادی خدّوخال واضح کئے جا چکے ہیں۔ چند اصحاب سرمایہ شرکت کے اصول پر سرمایہ لگا کر بینک قائم کرتے ہیں۔ اس بینک میں عوام اپنی بچتیں اور سرمائے مضاربت کے اصول پر جمع کرتے ہیں اور قرض کھاتہ کی صورت میں جاری حسابات کھولتے ہیں، جن کی بدولت بینک کو سرمایہ کاری کے لئے مضاربت سرمایہ کے علاوہ ایک کثیر سرمایہ عوام سے قرض کے طور پر حاصل ہوتا ہے۔ ان تمام کھاتوں کی میزان کا دس فی صد نقد محفوظ کے طور پر رکھا جاتا ہے۔ قرض کھاتہ کی پچاس فی صد رقم قرض دینے کے لئے علیحدہ کر دی جاتی ہے اور باقی سرمایہ کو شرکت اور مضاربت کے اصول پر حاصل ہونے والے پورے سرمایہ کے ساتھ بینک مضاربت کے اصول پر کاروباری فریقوں کو فراہم کرنے، تجارتی حصص خریدنے اور بالمعاوضہ خدمات کے اہتمام پر صرف کرتے ہیں۔ سرمایہ کے اس کاروباری استعمال سے جو منافع حاصل ہوتے ہیں ان میں سے مضاربت کے اصول پر جمع کرنے والوں کو طے شدہ نسبت کے مطابق حصہ دیا جاتا ہے۔ باقی نفع بینک کے حصہ داروں کے درمیان اُن کے لگائے ہوئے سرمایوں کی مقداروں کی نسبت سے تقسیم پاتا ہے۔ بینک عوام کو اپنی بچتیں محفوظ رکھنے، جاری حساب کی سہولتیں حاصل کرنے اور بچتوں اور سرمایوں کو نفع آور کاروبار میں لگانے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ بینک کے ذریعے کاروباری طبقے کو نفع میں شرکت کے اصول پر سرمایہ حاصل ہوتا ہے اور چھوٹی مدتوں کے لئے قرضے ملتے ہیں۔ اگرچہ یہ پورا کاروبار بینک قائم کرنے والے شرکار کے لئے ایک نفع آور کاروبار کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کے ذریعے معاشرے کی اہم خدمات بھی انجام پاتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرِ بنک کی نوعیت۔

نظام بنک کاری کا ایک اہم وظیفہ زرِ بنک یا کریڈٹ کی تخلیق ہے یہ کام بنک کے کاروباری اقدامات کے نتیجے میں انجام پاتا ہے۔ ذیل میں اسی عمل کی وضاحت کی جائے گی۔

جہاں تک دورِ جدید کی اسلامی معیشت میں زر کے نظام کا تعلق ہے اس بارے میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں کہ یہ نظام ریاست کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ریاست ہی سکّے اور نوٹ جاری کرنے کا اہتمام کرے گی، البتہ وہ اس کام کے لئے کوئی مخصوص ادارہ قائم کرسکتی ہے کسی دوسرے فرد یا ادارے کو سکّے اور نوٹ جاری کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ یہاں اسلامی معیشت کے نظام زر پر تفصیلی بحث نہیں ممکن ہے۔ ہم صرف یہ رائے ظاہر کریں گے کہ یہ نظام دورِ جدید کے معروف نظام سے زیادہ مختلف نہ ہوگا۔ ملک کے معاشی حالات سہولت کار اور دوسرے مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے دورِ جدید کی اسلامی ریاست زر کی بابت دورِ جدید کے مختلف تجربات کی روشنی میں موزوں ضابطے بنا سکے گی۔

جس معیشت میں بنکوں کا نظام قائم ہو اس میں ریاست کے جاری کردہ زر، یعنی سکّوں اور نوٹ کے علاوہ زر کی ایک اہم قسم زرِ بنک ہے جو بنکوں کے عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ زرِ بنک پیدا ہونے کی بنیاد عوام کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی آمدنیوں کا بیشتر حصہ، اپنی بچتیں اور اپنے سرمائے بینکوں میں جمع رکھتے ہیں اور کسی متعین عرصہ میں اپنی جمع کردہ رقوم کی صرف ایک چھوٹی سی کسر نقد کی صورت میں بنک سے نکالتے ہیں۔ جب کسی فرد کو کوئی رقم کسی دوسرے فرد کو ادا کرنی ہوتی ہے تو وہ اسے چیک کے ذریعے ادا کرتا ہے نہ کہ بنک سے نقد رقم نکال کر، نقد ادائیگیاں صرف روزمرّہ چھوٹے اخراجات میں کی جاتی ہیں۔ بڑی رقوم چیک کے ذریعے ادا کی جاتی ہیں۔ چیک کسی کھاتہ دار کی جانب سے بنک کو اس بات کی ہدایت پر مشتمل ایک تحریر کا نام ہے کہ اس کے کھاتہ میں سے ایک متعین رقم دوسرے فرد کو ادا کردی جائے۔ اکثر اوقات یہ دوسرا فرد چیک میں مذکور رقم بنک سے نقد کی صورت میں طلب نہیں کرتا بلکہ اس چیک کو اپنے کھاتہ میں جمع کردیتا ہے۔ ادا کرنے والے کے کھاتہ میں مذکور رقم کے بقدر کمی اور جس فرد کو رقم ادا کی گئی ہے اس کے کھاتہ میں اسی قدر اضافہ عمل میں آجاتا ہے اور اس طرح ادائیگی مکمل ہوجاتی ہے۔ موجودہ زمانے میں اکثر انتقالات زر اسی طور پر عمل میں آتے ہیں۔

جو لوگ چیک کے عوض نقد حاصل کرلیتے ہیں یا جو کھاتہ دار نقد رقم نکال کر ادائیگیاں کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان کے نکالے ہوئے نقد کا بیشتر حصہ بالآخر بنکوں میں واپس آجاتا ہے۔ کیونکہ وہ جن افراد کو نقد رقمیں ادا کرتے ہیں ان میں سے اکثر لوگ یہ رقمیں اپنے جاری حسابات (قرض کھاتہ) میں یا بچت کے کھاتہ (مضاربت کھاتہ) میں جمع کر دیتے ہیں۔

عوام کی اس عادت کی بنا پر کہ وہ اپنے کھاتوں کی مجموعی رقم کا صرف ایک چھوٹا حصہ نقد کی صورت میں واپس کرتے ہیں، بنکوں کے لئے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس جمع رقوم کے بیشتر حصہ کو استعمال کر سکیں۔ ہمارے مجوزہ نقشے کے مطابق اس استعمال کی دو بڑی شکلیں ہیں۔ قرض دینا یا مضاربت کے اصول پر سرمایہ کسی کاروباری فریق کو دینا۔ جب بنک کھاتہ داروں کی رقموں کو دونوں میں سے کسی طریقے پر استعمال کرتا ہے تو نیا زر وجود میں آتا ہے۔ یہ نیا زر وہ رقم ہے جو قرض لینے والے یا مضاربت پر سرمایہ حاصل کرنے والے فریق کو دی گئی ہے۔ ان رقموں کے اس فریق کو دینے سے کھاتہ داروں کی اپنے کھاتہ کی ملکیت یا ان پر تصرف کے اختیار میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی، کیونکہ یہ اختیارات بنک اور کھاتہ داروں کے مابین ازروئے معاہدہ طے شدہ ہیں[1]۔ البتہ جس فریق کو قرض یا مضاربت کے طور پر سرمایہ دیا گیا ہے اسے ایک ایسے سرمایہ پر ملکیت کا حق اور تصرف کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں جس پر اسے پہلے یہ حقوق و اختیارات نہیں حاصل تھے۔ یہی نیا زر ہے۔

جن افراد کو بینک نے قرض یا مضاربت کے طور پر نیا سرمایہ فراہم کیا ہے وہ اس سرمایہ کو مزدوروں اور ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنے، خام مال کی قیمتیں ادا کرنے، یا کارخانہ اور دکان کے کرائے ادا کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ خواہ وہ یہ رقمیں نقد ادا کریں یا ان کی ادائیگی چیک کے ذریعے کریں اور سرمایہ کو حسب سابق بنک کے کھاتہ میں جمع رکھیں۔ جن افراد کو ادائیگیاں کی جاتی ہیں وہ ان رقوم کا بیشتر حصہ بنکوں ہی میں جمع کرتے ہیں۔ اس کی وجہ عوام کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی آمدنیاں بنکوں میں جمع رکھتے ہیں اور اپنے ہاتھ میں صرف روزمرہ اخراجات کے لئے تھوڑا نقد رکھتے ہیں۔ جو افراد کاروباری طبقے سے حاصل ہونے

---

[1] یہ بات قرض اور مضاربت دونوں کھاتوں کے بارے میں صحیح ہے۔ مضاربت کھاتہ میں سرمایہ جمع کرنے والے افراد نے ازروئے معاہدہ اپنے کو اس بات کا پابند بنا لیا ہے کہ وہ ایک مقررہ مدت تک اس سرمایہ کو واپس نہیں طلب کریں گے۔ البتہ جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ بعض اوقات مدت مکمل ہونے سے پہلے بھی ان کو اپنی رقم واپس مل سکے گی۔

02360

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی ان آمدنیوں کو بعد خرچ کرنا چاہیں گے وہ انہیں قرض کھاتہ میں جمع کریں گے، اور جو افراد بچپت، کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے وہ اکثر اوقات ان کو مضاربت کھاتہ میں رکھیں گے۔ خلاصہ یہ کہ قرض اور مضاربت کے طور پر بنکوں نے جو نیا سرمایہ کاروباری فریقوں کو فراہم کیا تھا اس کا بڑا حصہ ان کے تصرفات کے نتیجے میں مختلف ہاتھوں سے گزرتا ہوا بالآخر بنکوں ہی کے مختلف کھاتوں میں واپس آجائے گا۔[1] اس کی وجہ عوام کی وہ عادت ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اپنی آمدنیاں اور بچتوں کو نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھنے کی بجائے ان کے بیشتر حصہ کو بنکوں میں رکھتے ہیں اور اپنے اخراجات سے متعلق ادائیگیوں کے لئے چیک کا ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔

جب بنکوں کے قرض اور مضاربت کھاتہ میں ان نئی رقموں کی آمد کی وجہ سے اضافہ ہوگا تو ان کے لئے یہ ممکن ہو جائے گا کہ کاروباری طبقہ کو قرض اور مضاربت کے طور پر مزید سرمایہ فراہم کرسکیں۔ یہ ایک مسلسل دراز ہوتا جانے والا سلسلہ ہے۔ البتہ چونکہ بنک اپنے کھاتوں میں جمع کئے جانے والے سرمایہ کا ایک حصہ نقد کی صورت میں اپنے پاس محفوظ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ عوام جو رقمیں نقد کی صورت میں واپس طلب کریں وہ ادا کی جاسکیں، لہٰذا یہ سلسلہ ایک حد پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔ ہر بار بنک

---

[1] بنکوں کے کاروباری افراد کو قرض دینے کا مروجہ طریقہ یہ ہے کہ وہ قرض لینے والے کو قرض لیا ہوا پورا سرمایہ نقد کی صورت میں دینے کی بجائے اس کے کھاتہ میں اس رقم کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ یا اگر وہ کھاتہ دار نہیں تھا تو اس کا کھاتہ کھول کر قرض لی ہوئی رقم اس میں درج کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی اس اندراج کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ قرض لینے والا زیادہ سے زیادہ اتنی رقم لے سکتا ہے مگر وہ اس کا فلاں فی صد حصہ ہمیشہ کھاتہ میں رکھے گا۔ اب قرض لینے والا کاروباری فریق حسب ضرورت اپنے کھاتہ میں سے چیک کے ذریعے ادائیگیاں کرتا رہتا ہے۔ اس طریقے کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس نئے کھاتہ کا کھلنا ہی نئے زر کی تخلیق کے ہم معنے ہے۔ اصولاً مضاربت کے طور پر دی جانے والی رقموں کے سلسلے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے سمجھانے میں سہولت کی خاطر یہ فرض کیا ہے کہ قرض یا مضاربت کے طور پر سرمایہ لینے والے فریق کو پورا سرمایہ دے دیا جاتا ہے جو اس کے تصرفات کے نتیجے میں رفتہ رفتہ پھر بنکوں میں واپس آجاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے۔ یعنی بنکوں کا دیا ہوا سرمایہ بنکوں کے اندر ہی رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب سے کاروباری طبقہ کو فراہم کیا جانے والا سرمایہ اس کے کھاتوں میں آنے والے سرمایہ سے کم ہوتا ہے، اس لئے نئے زر کی تخلیق کا یہ سلسلہ مقدار کے اعتبار سے چھوٹا ہوتا جاتا ہے، تا آنکہ بالکل رک جاتا ہے۔ البتہ اس سلسلے کے اختتام تک زر کی مجموعی رسد میں بہت بڑا اضافہ عمل میں آچکا ہوتا ہے۔ بنک کے کھاتوں میں ابتداءً جتنا سرمایہ جمع تھا اس میں اور اس اضافہ کے درمیان تناسب کا انحصار اس بات پر ہے کہ بنک اپنے کھاتوں کے بالمقابل نقد محفوظ کس نسبت سے رکھنا چاہتے ہیں۔ زر بنک کی تخلیق میں کلیدی اہمیت اس بات کو حاصل ہے کہ بنک اپنے کھاتوں میں جمع کیے جانے والے پورے سرمایہ کو نقد کی صورت میں محفوظ نہیں رکھتے بلکہ اس کے بڑے حصہ کو قرض اور مضاربت کے طور پر کاروباری فریقوں کو فراہم کر دیتے ہیں، اور ان کی فراہم کردہ رقوم کا بیشتر حصہ پھر ان کے کھاتوں میں واپس آجاتا ہے جس کے نتیجے میں مزید قرض دینا یا مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

کسی ملک میں سکوں اور کرنسی نوٹ کی شکل میں پائے جانے والے زر کا ایک حصہ عوام کے درمیان گردش کرتا رہتا ہے اور دوسرا حصہ بنکوں کے خزانوں میں نقد محفوظ کے طور پر رکھا ہوتا ہے۔ بنک اپنے پاس اتنا نقد رکھتے ہیں کہ اپنے کھاتہ داروں کے مطالبات نقد پورے کر سکیں اور ان مطالبات میں کمی بیشی ہونے پر بھی کوئی زحمت نہ محسوس کریں۔ عوام اپنے ہاتھوں میں کچھ نقد اس لئے رکھتے ہیں کہ روزمرہ چھوٹی چھوٹی ادائیگیاں کر سکیں۔ اتفاقی ضروریات کے لئے کچھ نقد محفوظ رکھیں اور کاروباری یا نجی ضروریات پیش آنے پر نقد کی کمی نہ محسوس کریں۔ عوام کی بچتوں سرمایوں اور آمدنیوں کا بیشتر حصہ بنکوں میں جمع ہوتا ہے۔ لیکن یہ ساری رقمیں بنکوں کے پاس نقد کی صورت میں نہیں موجود ہوتیں۔ عوام کی رقمیں بنکوں کے رجسٹروں میں درج ہوتی ہیں۔ چونکہ بنک اپنے نقد محفوظ کے بھروسے پر کامیابی کے ساتھ اس بات کا اہتمام کر لیتا ہے کہ جو کھاتہ دار جب جتنی رقم نقد کی صورت میں واپس لینا چاہے اسے بلاتاخیر وہ رقم[1] دی جا سکے اس لئے بنکوں کے رجسٹروں کے اندراجات ہی زر کا حکم رکھتے ہیں۔ ملک کے اندر زر کی بھاری مقدار صرف انہی کھاتوں یا اندراجات کی صورت میں پائی جاتی ہے۔ گویا زر کی مجموعی رسد کا چھوٹا حصہ

---

[1] مضاربت کھاتہ کے رقوم واپس لینے کے سلسلے میں جن شرائط و قیود کا ذکر اوپر گزر چکا ہے ان کے دائرے میں رہتے ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توسکوں اور کرنسی نوٹ کی شکل میں ہوتا ہے اور بڑا حصہ کھاتوں یا بنک کے رجسٹر میں اندراجات کی شکل میں ہوتا ہے۔

کھاتوں یا زر بنک کی مقدار کا انحصار اس نقدی کی مقدار پر ہے جو بنکوں کی تحویل میں ہو۔ چونکہ نقد کی یہ مقدار تبدیل ہوتی رہتی ہے لہذا کھاتوں کی مقدار میں کبھی اضافہ ہوتا ہے اور کبھی کمی۔ بنکوں کو مزید نقد حاصل ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ عوام کے ہاتھوں میں جو نقد گردش کر رہا ہے، یا جس نقد کو انہوں نے ذخیرہ کر رکھا ہے، اس کے ایک حصّہ کو وہ بنکوں میں جمع کر دینے کا فیصلہ کریں یعنی عوام کی طلب نقد میں کمی واقع ہو جائے۔ جب بنکوں کو عوام سے نیا نقد حاصل ہوگا تو ان کے لیئے ایسے اقدامات کرنا ممکن ہو جائے گا جن کے نتیجے میں حاصل شدہ نئے نقد کا کئی گنا زر بنک پیدا ہو جائے۔ اس کے برعکس جب عوام کی طلب نقد میں اضافہ کے سبب بنکوں کی نقد تحویل میں کمی واقع ہوگی تو وہ ایسے اقدامات کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں جن کے نتیجے میں زر بنک میں اس کمی کی کئی گنا تخفیف عمل میں آجائے۔

بنکوں کو فاضل نقد حاصل ہونے یا نقد کی کمی سے دوچار ہونے کا دوسرا سبب مرکزی بنک کے بعض اقدامات ہو سکتے ہیں جن کا جائزہ اگلے باب میں لیا جائے گا۔ مرکزی بنک کے اعمال و وظائف کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت بھی واضح ہو سکے گی کہ عوام کی طلب نقد میں کمی بیشی سے زر بنک میں توسیع یا تخفیف کے نتائج مرتب ہونے کا انحصار بھی مرکزی بنک کی پالیسی پر ہے۔ اگر مرکزی بنک چاہے تو وہ ایسے اقدامات کر سکتا ہے جو ان نتائج کو مرتب ہونے دیں اور زر کی مجموعی رسد ایک سطح پر قائم رہے۔ جدید معیشت میں زر کی مجموعی رسد کو عوام کی بدلتی ہوئی نفسیاتی کیفیتوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے بجائے پوری طرح مرکزی بنک کے قابو میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چونکہ ہم نے ابھی نظام بنک کاری میں مرکزی بنک کے مقام کا مطالعہ نہیں کیا ہے لہذا اس مرحلے پر مرکزی بنک کو نظر انداز کر کے گفتگو کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ ہم یہ فرض کرتے ہوئے تخلیق زر کا عمل واضح کریں گے کہ عوام سے بنک کو نیا نقد ملنے، یا عوام کے بنک سے کچھ نقد واپس لے لینے کے پورے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آج کل بنک اپنے کھاتوں کی ایک مقررہ فی صد رقم نقد کی صورت میں محفوظ رکھنے کے علاوہ ملنے کھاتوں کی ایک دوسری فی صد رقم کو عند الطلب قابل واپسی قرض دیئے یا ایسے تمسکات (Securities) خریدنے میں صرف کرتے ہیں جن کو ضرورت پڑنے پر بلا تاخیر فروخت کیا جا سکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح نقد ریزرو کے پہلو بہ پہلو ایک ثانوی ریزرو ایسے اثاثوں کی صورت میں ہوتا ہے جن کو بلا تاخیر نقد میں تبدیل کیا جا سکے۔ ان اثاثوں ــــــ عندالطلب قابل واپسی قرضے اور اعلیٰ درجے کے تمسکات ــــــ پر انہیں معمولی شرح کے مطابق سود کمانے کا بھی موقع ملتا ہے اور ان کے بھروسے پر وہ عوام کے مطالبات نقد پوری کرنے کی ذمہ داری سے بھی عہدہ بر آ ہو سکتے ہیں۔ گزشتہ ابواب میں ہم نے صرف نقدِ محفوظ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن آئندہ ابواب میں ہم یہ بھی واضح کریں گے کہ ایک غیر سودی معیشت میں ثانوی ریزرو کا کام کن اثاثوں سے لیا جا سکے گا[۱]۔ چونکہ ابھی ان اثاثوں کی نوعیت نہیں واضح کی جا سکی ہے۔ لہٰذا اس مرحلہ پر ہم یہ فرض کر کے گفتگو کریں گے کہ بنکوں کا نقد محفوظ کھاتہ داروں کے مطالبات نقد کی تکمیل کے لئے کافی ہے۔

زرِ بنک کی تخلیق کا عمل

غیر سودی نظام بنک کاری میں زرِ بنک کی تخلیق کا عمل واضح کرنے کے لئے عددی مثالیں دینا مفید رہے گا۔ یہ مثالیں حسب ذیل مفروضات پر مبنی ہیں۔

۱۔ بنک عوام کے مطالبات نقد کی تکمیل کے لئے اپنے قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ کی میزان کا دس فی صد نقدِ محفوظ کے طور پر اپنے پاس رکھتے ہیں جو ان مطالبات کی تکمیل کے لئے کافی ہوتا ہے۔

۲۔ بنک سے قرض یا مضاربت کے طور پر جو سرمایہ حاصل کیا جاتا ہے وہ بنک ہی کے قرض اور مضاربت کھاتوں میں جمع کیا جاتا ہے۔

اس مفروضے کی بنیاد اوپر واضح کی جا چکی ہے۔ البتہ صورت واقعہ یہ ہے کہ بنکوں کا فراہم کیا ہوا پورا سرمایہ ان کے کھاتوں میں واپس نہیں آتا۔ بلکہ اس کا ایک چھوٹا حصہ عوام کے درمیان نقد کی صورت میں گردش کرنے کے لئے رک جاتا ہے اور بیشتر سرمایہ بنکوں کے کھاتوں میں واپس آ جاتا ہے۔ ہمارا یہ مفروضہ کہ پورا سرمایہ واپس آ جاتا ہے عددی مثالوں کو پیچیدگی سے بچانے کے لئے ہے۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ بنکوں کے فراہم کردہ سرمایہ کا پانچواں حصہ نقد کی صورت میں عوام کے ہاتھوں میں رک جاتا ہے اور صرف اسی فی صد بنک کے کھاتوں میں واپس آتا ہے تو بھی عددی مثالیں دی جا سکیں گی مگر

---

[۱] ملاحظہ ہو۔ چھٹا باب "مرکزی بنک" اور ساتواں باب "نظام بنک کاری اور ریاستی خاتمہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مثالیں پیچیدہ ہو جائیں گی۔ چونکہ بحث کا نتیجہ دونوں صورتوں میں ایک ہی رہتا ہے لہٰذا ابتداءً ہم یہ فرض کر کے گفتگو کریں گے کہ عوام کے ہاتھوں میں کچھ نہیں رکتا۔ بلکہ پورا سرمایہ بنکوں کے کھاتوں میں واپس آجاتا ہے۔ بعد میں ہم اس مفروضہ کو ترک کر دیں گے اور یہ واضح کر دیں گے کہ اس مفروضہ کو ترک کرنے سے ہماری بحث کے نتیجے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۳۔ آغاز میں بنکوں کے قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ کے درمیان جو تناسب پایا جاتا ہے وہی تناسب کھاتوں کی مجموعی مقدار میں کمی بیشی ہونے پر بھی برقرار رہتا ہے۔

اوپر ہم نے یہ فرض کیا ہے کہ بنک میں جمع کل سرمایہ کا ساٹھ فی صد قرض کھاتہ میں اور چالیس فیصد مضاربت کھاتہ میں جمع کیا گیا ہے[1] اب ہم یہ بھی فرض کر رہے ہیں کہ جب بھی عوام بنک میں نیا سرمایہ جمع کریں گے اس کا ساٹھ فی صد قرض کھاتہ میں اور چالیس فی صد مضاربت کھاتہ میں آئے گا۔ جب بنک کاروباری فریقوں کو سرمایہ فراہم کرے گا اور ان فریقوں کے تصرفات کے نتیجے میں اس کے کھاتوں میں مزید اضافے ہوں گے تو وہ اسی تناسب سے قرض اور مضاربت کھاتوں کے درمیان تقسیم ہوں گے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح بنک کے کھاتوں سے نکالی جانے والی رقوم بھی اوسطاً دونوں کھاتوں سے اسی تناسب کے مطابق نکالی جائیں گی۔ اس مفروضہ کی معقولیت ظاہر ہے۔ آغاز میں قرض اور مضاربت کھاتوں کے درمیان جو نسبت قائم ہوئی ہے وہ عوام کی بعض عادتوں اور رجحانات کی آئینہ دار ہے۔ اگر یہ عادتیں اور رجحانات تبدیل نہیں ہوئے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ کھاتوں کی مقدار کے بڑھنے یا گھٹنے سے یہ تناسب بدل جائے۔ اس طرح کی تبدیلی اگر واقع بھی ہوگی تو عارضی ہوگی اور بہت جلد دونوں کھاتوں کے درمیان وہی تناسب بحال ہو جائے گا جو بچت اور خرچ، نفع طلبی اور حفاظت

---

[1] جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے بنک قائم کرنے والے شرکاء نے جو سرمایہ فراہم کیا ہے اسے بھی مضاربت کھاتہ میں شامل سمجھا جا رہا ہے تاکہ حسابات اور عددی مثالوں میں پیچیدگی نہ پیدا ہو۔ اس سرمایہ کو آئندہ نقشہ حسابات میں ذمہ داریوں کے خانہ میں درج کرنے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ 'اثاثہ' کے خانہ میں بنک کی عمارت، فرنیچر اور دوسرے پائدار سامانوں کی قیمت بھی شامل کی جائے۔ لیکن سہولت کی خاطر اس مد کو علیحدہ سے ظاہر نہیں کیا گیا ہے پیش نظر مباحث کے لئے شرکاء کے سرمایہ اور بنک کے ان مخصوص اثاثوں کا علیحدہ سے ذکر ضروری نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہنے سے متعلق عوام کے رجحانات نے اندازہ قائم کیا تھا۔

یہ مفروضہ بھی ہماری عددی مثالوں کو پیچیدگی سے بچاتا ہے۔ اگر ہم اسے ترک کر کے یہ فرض کر لیں کہ کاروباری طبقہ جب بنک سے حاصل کردہ سرمایہ کا استعمال عمل میں لاتا ہے تو اس سرمایہ کا ستر فی صد حصّہ قرض کھاتہ میں آتا ہے اور صرف ۳۰ فی صد مضاربت کھاتہ میں آتا ہے تو بھی عددی مثالیں دی جا سکیں گی اور زر کی رسد میں توسیع کا عمل واضح کیا جا سکے گا، مگر مثالیں پیچیدہ ہو جائیں گی۔

۴۔ حسب سابق ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ بنک اپنے قرض کھاتہ میں جمع رقم کا پچاس فی صد قرض دینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ نقدِ محفوظ اور دیئے ہوئے قرضوں کے علاوہ باقی سرمایہ مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانے، حصص خریدنے اور بالمعاوضہ انجام دی جانے والی خدمات کی تنظیم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ سہولت کے لئے عددی مثالوں میں صرف مضاربت کے طور پر سرمایہ فراہم کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حصص کی خریداری یا خدمات کے اہتمام وغیرہ دوسرے نفع بخش کاموں کو اسی میں شامل سمجھنا چاہیئے۔

۵۔ کسی ملک میں متعدد بنک ہوتے ہیں۔ ایک بینک قرض یا مضاربت کے طور پر جو سرمایہ فراہم کرتا ہے وہ اسی بینک کے کھاتوں میں نہیں واپس آتا بلکہ اس کے مختلف حصّے متعدد بنکوں میں واپس آتے ہیں۔ یہ بات ہر بینک کی جانب سے فراہم کئے جانے والے سرمایہ کے بارے میں کہی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ایک منفرد بنک کے کھاتوں میں اس کے فراہم کردہ سرمایہ کا کچھ حصّہ اور دوسرے بنکوں کے فراہم کردہ سرمایوں کے کچھ حصّے واپس آتے ہیں۔ ہمارا دوسرا مفروضہ یعنی بنک سے قرض اور مضاربت کے طور پر جو سرمایہ حاصل کیا جاتا ہے وہ بالآخر بنک کے کھاتوں میں جمع کیا جاتا ہے، تمام بنکوں کو ایک ساتھ نگاہ میں رکھ کر ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ ہر منفرد بنک کے بارے میں اس کا اطلاق دشوار ہے۔ آئندہ دی جانے والی مثالوں کے بارے میں اس طرح غور کرنا چاہیئے۔ گویا کہ پورے ملک میں صرف ایک بینک ہو جس سے تمام افراد اور ادارے لین دین کرتے ہوں، اگرچہ عملاً ہر ملک میں بہت سے بینک ہوتے ہیں۔

مثالیں

سب سے پہلے ہم ایک متعین تاریخ پر ملک کے تمام بنکوں کا مجموعی نقشۂ حسابات درج کریں گے۔ اس نقشے کے دائیں کالم میں وہ رقمیں درج ہیں جو عوام نے قرضہ کھاتہ یا مضاربت کھاتہ میں جمع کی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنک کے نقطۂ نظر سے یہ ذمہ داریاں (Liabilities) ہیں کیونکہ بنک ان کو واپس کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بائیں کالم میں یہ بتایا گیا ہے کہ بنک اس سرمایہ کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ نقد محفوظ، دیئے ہوئے قرضے، اور مضاربت پر دیئے ہوئے سرمائے بنک کا اثاثہ (Assets) ہیں۔ ذمہ داریوں اور اثاثوں کی میزان ہمیشہ برابر ہونی چاہیئے[1]

اس نقشے میں زر کی رسد کا وہ حصہ نہیں دکھلایا گیا ہے جو نقد یعنی کرنسی نوٹ اور سکوں کی صورت میں عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ ان مثالوں کی حد تک یہ فرض کر کے گفتگو کی جائے گی کہ زر کی مجموعی رسد اور بنکوں کے کھاتوں کی میزان ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور عوام کے ہاتھوں میں نقد کی صورت میں جو زر ہے اسے نظر انداز کر دیا جائے گا۔ ہماری بحث کے نتائج پر اس بات کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ زر کی مجموعی رسد کا ایک حصہ ہمیشہ عوام کے ہاتھوں میں نقد کی صورت میں پایا جاتا ہے، البتہ جب عوام کی طلب نقد میں تبدیلی ہوتی ہے، یعنی وہ اپنے پاس پہلے سے زیادہ یا کم زر نقد کی صورت میں رکھنا چاہتے ہیں تو اس سے زر کی مجموعی رسد پر کچھ اثرات مرتب ہوتے ہیں جن کو ذیل میں واضح کیا جائے گا۔

---

[1] مضاربت کھاتہ میں جو رقمیں جمع کی گئی ہیں ان کو پورا پورا واپس کرنا بینک کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسی طرح بینک نے مضاربت کے اصول پر جو سرمایہ فراہم کیا ہے اس کے بارے میں اس کا بھی امکان ہے کہ وہ پورا واپس نہ آئے کم ہو کر واپس آئے۔ اگر نقصان کے نتیجے میں بنک کے اثاثہ کے اس حصے میں کمی واقع ہوتی ہے تو اسی قدر کمی اس کی ذمہ داریوں میں بھی واقع ہو جائے گی اور اس طرح اثاثوں اور ذمہ داریوں کی مساوات برقرار رہے گی۔ جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے مضاربت کھاتہ کی رقموں کو مضاربت کے طور پر دینے کے نتیجے میں اگر نقصان ہوگا تو یہ پورا نقصان کھاتہ دار برداشت کریں گے۔ قرض کھاتہ کے جس حصے کو بنک نے مضاربت کے طور پر فراہم کیا ہو اس میں نقصان کی ذمہ داری حصہ داروں یعنی بنک کے شرکاء کے سر ہوگی۔ اسی طرح اگر مضاربت پر سرمایہ دینے سے بنک کو نفع حاصل ہوا ہے تو یہ نفع کھاتہ داروں کا حق قرار پا کر ذمہ داریوں میں شامل ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغاز میں بنکوں کے حسابات کا نقشہ

ذمہ داریاں (Liabilities)		اثاثے (Assets)		
قرض کھاتہ	مضاربت کھاتہ	نقد محفوظ	قرض	مضاربت
۶۰٪	۴۰٪	۱۰٪	۳۰٪	۶۰٪
۶۰,۰۰۰	۴۰,۰۰۰	۱۰,۰۰۰	۳۰,۰۰۰	۶۰,۰۰۰

یہ نقشہ بتاتا ہے کہ عرصۂ زیر غور کے آغاز میں بنکوں کے پاس عوام کا ایک لاکھ روپیہ جمع ہے۔ ساٹھ ہزار قرض کھاتہ میں اور چالیس ہزار مضاربت کھاتہ میں۔ بنک نے دس ہزار نقد محفوظ کر رکھا ہے اور تیس ہزار قرض کے طور پر دیا ہے۔ باقی ساٹھ ہزار اس نے مضاربت کے اصول پر کاروباری فریقوں کو فراہم کیا ہے۔ یہ بنکوں کے حسابات میں توازن کی صورت ہے۔ اب اگر عوام کی جانب سے بنکوں میں مزید نقد جمع کیا جائے گا تو یہ توازن ختم ہو جائے گا اور بنکوں کے کاروباری اقدامات کے نتیجے میں مذکورہ بالا حسابات میں تبدیلی لازم آئے گی۔ فرض کیجئے کہ عوام نے ایک ہزار نقد جمع کیا چھ سو قرض کھاتہ میں اور چار سو مضاربت کھاتہ میں۔ بنک ایک ہزار کی اس نئی ذمہ داری کے بالمقابل اپنے نقد محفوظ میں ایک سو کا اضافہ کرکے اس بات کا اہتمام کر سکتے ہیں کہ جب ان کے نئے کھاتہ دار کچھ نقد واپس طلب کریں تو ان کا مطالبہ پورا کیا جا سکے۔ باقی نو سو نقد سرمایہ کو بنک استعمال کرنا چاہیں گے۔ از روئے ضابطہ انہیں تین سو روپے قرض کے طلب گاروں کو دینے ہیں کیونکہ ان کے قرض کھاتہ میں چھ سو کا اضافہ ہو چکا ہے۔ باقی چھ سو روپے بنک مضاربت کے اصول پر کاروباری فریقوں کو فراہم کرنا چاہیں گے تاکہ اس کے ذریعے نفع کما سکیں۔ فرض کیجئے کہ مضاربت پر سرمایہ کے طلب گار موجود ہیں اور بنک ان کو چھ سو روپے فراہم کر دیتا ہے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں حسابات میں جو تبدیلی ہوئی اسے ذیل میں درج کیا گیا ہے۔ اس نقشے کی پہلی سطر یہ بتاتی ہے کہ ایک ہزار کا نیا سرمایہ جمع ہونے کی وجہ سے بنکوں کے کھاتوں اور اثاثوں پر فوری طور پر کیا اثر پڑا۔ اثاثوں کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ فوری طور پر یہ پورا نقد سرمایہ بنکوں کے نقد محفوظ میں شامل ہو گیا تھا۔ دوسری سطر یہ بتاتی ہے کہ جب بنک اپنے فاضل نقد کو استعمال میں لاتے ہیں تو حسابات کا نقشہ کیا ہوتا ہے۔ البتہ اس دوسری سطر میں ذمہ داریوں کا خانہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اب ان میں وہ مقداریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں درج کی جاسکتی ہیں جو پہلی سطر میں درج کی گئی ہیں۔

پہلا مرحلہ: بنکوں میں نئے نقد کی آمد

مضاربت	قرض	نقد محفوظ	مضاربت کھاتہ	قرض کھاتہ
	اثاثے		ذمہ داریاں	
۶۰۰۰۰	۳۰۰۰۰	۱۱۰۰۰	۴۰۴۰۰	۶۰۶۰۰
۶۰۶۰۰	۳۰۳۰۰	۱۰۱۰۰		

جیساکہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے بنک سے کاروباری طبقہ کو قرض اور مضاربت کے اصول پر نوسو روپے کے بقدر جو نیا سرمایہ ملا ہے وہ بالآخر بنکوں کے کھاتوں میں واپس آجائے گا۔ ساٹھ فی صد یعنی پانچ سو چالیس روپے قرض کھاتہ میں اور چالیس فی صد یعنی تین سو ساٹھ روپے مضاربت کھاتہ میں۔ کھاتوں میں نوسو کے اس اضافے سے فوری طور پر بنک کی نقد تحویل میں پھر نوسو کا اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن بنک اپنے نقد محفوظ میں نوسو روپے کی اس نئی ذمہ داری کے بالمقابل صرف نوے روپے کا اضافہ کافی سمجھے گا اور باقی آٹھ سو دس روپوں کو استعمال میں لائے گا چونکہ قرض کھاتہ میں پانچ سو چالیس کا اضافہ ہوا ہے۔ لہذا یہ فرض کرتے ہوئے کہ قرض کے طلبگار موجود ہیں، دو سو ستر روپے قرض کے طور پر دینے ہوں گے۔ باقی پانچ سو چالیس روپوں کو مضاربت کے اصول پر سرمایہ کے طلب گاروں کو فراہم کیا جاسکے گا۔ ان اقدامات کا اظہار درجِ ذیل نقشے میں کیا گیا ہے۔

دوسرا مرحلہ: زر کی رسد میں اضافہ

مضاربت	قرض	نقد محفوظ	مضاربت کھاتہ	قرض کھاتہ
	اثاثے		ذمہ داریاں	
۶۰۶۰۰	۳۰۳۰۰	۱۱۰۰۰	۴۰۷۶۰	۶۱۱۴۰
۶۱۱۴۰	۳۰۵۷۰	۱۰۱۹۰		

حسب سابق پہلی سطر نئے نقد کی آمد کے فوری اثرات کا اور دوسری اس نقد کے استعمال کا اظہار کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ صورت حال بھی عارضی ہے کیونکہ جس عمل کی اوپر وضاحت کی گئی ہے وہ ابھی جاری رہے گا، اور اس طرح بنکوں کے کھاتوں میں اضافہ یعنی نئے زر کے وجود میں آنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ بالآخر ایک مرحلہ وہ آئے گا جب بنک کے کھاتوں میں ہونے والے مجموعی اضافہ کی مقدار دس ہزار ہوگی۔ جس کے بالمقابل بنک اپنے نقد محفوظ میں ایک ہزار کا اضافہ کر چکا ہوگا اس عمل کے آغاز میں بنکوں کو عوام سے جو نیا نقد ملا تھا وہ پورے کا پورا نقد محفوظ میں شامل ہو چکا ہوگا اور اب زر کی رسد میں مزید توسیع کا سلسلہ رک جائے گا۔ آخر میں بنکوں کے حسابات کا مجموعی نقشہ حسب ذیل ہوگا۔

آخری مرحلہ: زر کی رسد میں اضافہ کے ساتھ توازن

ذمہ داریاں		اثاثے		
قرض کھاتہ	مضاربت کھاتہ	نقد محفوظ	قرض	مضاربت
٦ ٦٠٠٠	٤ ٤٠٠٠	١ ١٠٠٠	٣ ٣٠٠٠	٦ ٦٠٠٠
اضافے (٦٠٠٠	٤٠٠٠	١٠٠٠	٣٠٠٠	٦٠٠٠)

قوسین کے درمیان درج دوسری سطر میں یہ بتایا گیا ہے کہ آغاز کے مقابلے میں اب زر کی رسد، مختلف کھاتوں اور مختلف اثاثوں میں کیا اضافے ہو چکے ہیں۔ بنکوں کے حسابات اب متوازن ہیں۔ اب ان کے پاس فاضل نقد نہیں ہے جس کے استعمال سے مزید زر کی تخلیق عمل میں آسکے۔ آغاز کے نقشے کو اس آخری نقشے میں تبدیل کرنے میں بنکوں کا کاروبار جن تدریجی مراحل سے گذرا ہے۔ ان میں سے دو مرحلوں کا جائزہ اوپر دیئے ہوئے نقشوں میں لیا جا چکا ہے۔ ذیل میں متعدد مراحل تک اس عمل کے نتیجے میں زر کی رسد میں ہونے والے اضافوں کو درج کیا جا رہا ہے۔

زر کی رسد میں اضافہ کی مرحلہ وار تفصیل

مرحلہ	بنک کے کھاتوں میں اضافہ	نقد محفوظ میں اضافہ	قرض و مضاربت پر دیئے ہوئے سرمایہ میں اضافہ
نئے سرمایہ کی آمد (پہلا مرحلہ)	١٠٠٠	١٠٠	٩٠٠
دوسرا مرحلہ	٩٠٠	٩٠	٨١٠
تیسرا مرحلہ	٨١٠	٨١	٧٢٩
چوتھا مرحلہ	٧٢٩	٧٣	٦٥٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں مرحلہ	۶۵۶	۶۶	۵۹۰
چھٹا مرحلہ	۵۹۰	۵۹	۵۳۱
ساتواں مرحلہ	۵۳۱	۵۳	۴۷۸
آٹھواں مرحلہ	۴۷۸	۴۸	۴۳۰
نواں مرحلہ	۴۳۰	۴۳	۳۸۷
دسواں مرحلہ	۳۸۷	۳۹	۳۴۸
وغیرہ	.	.	.
وغیرہ	.	.	.
جملہ مراحل کی میزان	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰	۹۰۰۰

مذکورہ بالا نقشے کی ہر سطر یہ بتاتی ہے کہ کھاتوں میں اضافے کے نتیجے میں بنک نئے سرمایہ کا دسواں حصہ نقد محفوظ میں شامل کر کے باقی نو حصوں کو استعمال میں لاتا ہے۔ ایک مرحلہ میں جو سرمایہ بنک کے استعمال کے نتیجے میں کاروباری فریقوں کو ملتا ہے اگلے مرحلے میں وہی سرمایہ بنک کے کھاتوں میں اضافہ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اس طرح کھاتوں، نقد محفوظ اور قرض و مضاربت پر دیئے ہوئے سرمایہ میں اضافہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کھاتوں کے کالم کا مطالعہ کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیا اضافہ پچھلے اضافہ سے چھوٹا اور اس کا $\frac{9}{10}$ ہے۔ اضافوں کی مقدار چھوٹی ہوتی جاتی ہے۔ پہلے مرحلے میں ایک ہزار کا اضافہ ہوا تھا مگر دسویں مرحلے میں صرف تین سو ستاسی کا اضافہ ہوتا ہے۔ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ایک مرحلہ ایسا بھی آئے گا جب اضافہ کی مقدار تقریباً صفر ہو۔ دس مرحلوں میں کھاتوں میں ہونے والے اضافوں کی مجموعی مقدار ساڑھے چھ ہزار ہے۔ لیکن تمام مراحل کی تکمیل پر یہ میزان دس ہزار ہو جائے گی[1]

نقد محفوظ کا کالم خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ بنک کا دستور یہ ہے کہ جب بھی اس کی ذمہ داریوں

---

[1] حساب کے ایک معروف قاعدے کے مطابق مندرجہ ذیل لامتناہی سلسلۂ اعداد کی میزان دس ہوتی ہے۔

$$1 + \frac{9}{10} + 2\left(\frac{9}{10}\right) + 3\left(\frac{9}{10}\right) \times \ldots\ldots\ldots$$

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی کھاتوں) میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے بالمقابل دس فی صد نقد محفوظ کر لیتا ہے، اسی لئے اس کالم کی ہر مقدار پہلے کالم کی مقدار کی $\frac{1}{10}$ ہے چونکہ اس کالم میں بھی ہر مرحلے پر درج مقدار پچھلے مرحلہ کی مقدار کی $\frac{9}{10}$ ہے لہٰذا نقد محفوظ میں ہونے والا اضافہ چھوٹا ہوتا جاتا ہے اور ایک مرحلہ ایسا آئے گا جب صفر کے قریب ہو جائے گا۔ اس کالم میں دس مرحلوں کی میزان ساڑھے چھ سو اور جملہ مراحل کی میزان ایک ہزار ہے۔

آخری کالم یہ بتاتا ہے کہ بنک کے کھاتوں میں نئے سرمایہ کی آمد کے سبب بنک کی طرف سے فراہم کئے جانے والے قرض (مضاربت سرمایہ میں کس رفتار سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اضافہ کی مقدار ہر مرحلے میں پچھلے مرحلے سے کم ہے اور ایک وقت ایسا آئے گا جب یہ مقدار صفر کے قریب ہو جائے گی۔ اس وقت تک ان اضافوں کی میزان نو ہزار ہو چکی ہو گی۔ یہ وہی مرحلہ ہے جس میں بنک کے کھاتوں اور نقد محفوظ میں ہونے والے اضافہ کی مقدار بھی صفر کے قریب ہو گی۔ اس مرحلہ پر زر کی رسد میں توسیع کا عمل رک جاتا ہے کیونکہ اس عمل کا انحصار کھاتوں میں سرمایہ کی آمد پر تھا بالفاظ دیگر آخری کالم یہ بتاتا ہے کہ بنک اپنے فاضل نقد کو کس طرح استعمال کرتے ہیں اور جب ان کے پاس فاضل نقد نہ ہو گا تو یہ استعمال بھی بند ہو جائے گا۔

جملہ مراحل کی تکمیل پر مختلف کالموں کی میزانوں کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ بنکوں کو عوام سے ایک ہزار کے بقدر جو نیا نقد ملا تھا وہ پورا بنکوں کے نقد محفوظ میں شامل کیا جا چکا ہے، مگر اس کی وجہ سے زر کی رسد میں نو ہزار کا اضافہ بھی عمل میں آ چکا ہے۔ یہ نو ہزار روپے بنک کے قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ میں مختلف کھاتہ داروں کے نام سے جمع ہیں اور یہ کھاتہ دار اس زر پر مالکانہ تصرفات کر سکتے ہیں لیکن یہ زر اپنا وجود صرف بنک کے رجسٹروں میں اندراجات کی صورت میں رکھتا ہے سکوں اور کرنسی نوٹ کی صورت میں نہیں موجود ہے۔ یہی زر بنک ہے۔ یہ نیا زر ہے جو عرصۂ زیر غور کے آغاز میں نہیں موجود تھا۔ اب بنک کے کاروبار کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ بنک کے لئے یہ نیا کاروبار اس لئے ممکن ہوا کہ اسے نیا نقد حاصل ہوا اور کاروباری طبقے میں سرمایہ کی طلب موجود تھی۔

عرصۂ زیر غور کے آغاز میں زر کی مجموعی رسد ایک لاکھ تھی مگر اب ایک لاکھ دس ہزار ہے۔ اس دس ہزار کے اضافے میں سے ایک ہزار کی رقم وہ ہے جو عوام نے بنکوں میں نقد جمع کی تھی اور نو ہزار وہ نیا زر ہے جو بنکوں کے کاروبار سے پیدا ہوا ہے۔ یہ نیا زر بنک کے کھاتوں کی صورت میں ہے۔ بنک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کھاتے زر ہیں کیونکہ ہر کھاتہ دار اپنے کھاتہ سے رقمیں نکال سکتا ہے جو بنک اسے کرنسی نوٹ اور سکوں کی شکل میں ادا کرے گا، یا چیک کے ذریعے رقمیں دوسروں کی طرف منتقل کر سکتا ہے جس کی بنک تعمیل کرے گا[1] ہر نیا کھاتہ نیا زر ہے۔ بنکوں کے کھاتوں میں دس ہزار کا اضافہ زر کی رسد میں دس ہزار کا اضافہ ہے۔

اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جب بنکوں کو نیا نقد حاصل ہوتا ہے تو زر بنک کی تخلیق اور کریڈٹ کی توسیع کا عمل کیونکر انجام پاتا ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ بنکوں کا مقصد نفع کمانا ہے لہذا وہ اپنے پاس اتنا ہی نقد محفوظ رکھیں گے جتنا عوام کے مطالبات نقد کی تکمیل کے لئے ضروری ہو۔ باقی نقد کو وہ استعمال کریں گے۔ کاروباری طبقے کو مزید سرمایہ کی فراہمی، اور عادات بنک کاری کے مطابق اس سرمایہ کی بنک کے کھاتوں میں واپسی کے نتیجے میں مرحلہ وار وہ عمل رونما ہو گا جس کا مطالعہ ہم نے اوپر کیا ہے۔

مناسب ہو گا کہ اب ہم یہ دیکھیں کہ جو باتیں مثال کو سادہ رکھنے کی خاطر فرض کی گئی تھیں اگر ان کو بدل دیا جائے تو مفروضات کی تبدیلی سے ہماری بحث کے نتیجے پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں۔

ہمارا پہلا مفروضہ یہ تھا کہ نقد محفوظ اور کھاتوں کے درمیان ایک اور دس کی نسبت ہے۔ اگر ہم ایک اور پانچ یا ایک اور بیس کی نسبت فرض کر لیں تو ہماری مثال کے مختلف کالموں میں درج مقداریں

---

[1] مضاربت کھاتہ سے رقمیں چیک کے ذریعے نہیں منتقل کی جا سکیں گی، اور ان میں سے رقم واپس لینے کے لئے پیشگی اطلاع ضروری ہو گی۔ اس حقیقت کے پیش نظر ایک طریقہ یہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ زر صرف قرض کھاتہ کو قرار دیا جائے۔ ایسی صورت میں مذکورہ بالا مثالوں میں زر کی رسد میں توسیع کا جو عمل واضح کیا گیا ہے اس کی نوعیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ البتہ ہم یہ کہیں گے کہ زر کی مجموعی رسد ساٹھ ہزار سے بڑھ کر چھیاسٹھ ہزار ہو گئی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چونکہ بنک اپنے کاروبار کو اس طرح منظم کریں گے کہ مضاربت کھاتہ سے رقمیں واپس طلب کرنے والوں کو زیادہ تاخیر کے بغیر رقم واپس دی جا سکے لہذا قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ کے درمیان فرق کو نظر انداز کر دیا جائے سمجھانے میں سہولت کی خاطر ہم نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ اگرچہ نظریاتی صحت کے اعتبار سے یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ صرف قرض کھاتہ کو زر قرار دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور بدل جائیں گی۔ لیکن اُس عمل کی نوعیت اور نتائج میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی جس کی وضاحت کے لئے مثالیں دی گئی ہیں۔ اگر نقد محفوظ کھاتوں کی میزان کا صرف پانچ فی صد ہو تو بنکوں کو ایک ہزار نیا نقد ملنے کے نتیجے میں زر کی رسد میں بیس ہزار کا اضافہ ہوگا اور اگر نقد محفوظ کھاتوں کی میزان کا بیس فی صد ہو تو زر کی رسد میں صرف پانچ ہزار کا اضافہ ہوگا۔ لیکن یہ نتیجہ اپنی جگہ قائم رہے گا کہ نیا زر وجود میں آئے گا اور زر کی رسد بڑھے گی۔

یہاں یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ اگر قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ کے لئے نقد محفوظ کی علیحدہ علیحدہ نسبتیں فرض کی جائیں تو بھی ہماری بحث کے نتیجے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ فرض کیجئے کہ قرض کھاتہ کے بالمقابل دس فی صد نقد محفوظ کیا جاتا ہے مگر مضاربت کھاتہ کے بالمقابل صرف پانچ فی صد ریزرو رکھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں آغاز میں بنک کا نقد محفوظ صرف آٹھ ہزار ہوگا اور مضاربت پر دیا ہوا سرمایہ باسٹھ ہزار ہوگا۔ ایک ہزار نئے سرمایہ کی آمد کے نتیجے میں زر کی رسد میں بارہ ہزار پانچ سو کا اضافہ ہو جائے گا۔ مقدار کی اس تبدیلی کے علاوہ زر بنک کی تخلیق اور زر کی رسد میں اضافہ کے عمل کی نوعیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

دوسرا مفروضہ یہ تھا کہ بنک کاروباری طبقے کو جو سرمایہ قرض یا مضاربت کے طور پر فراہم کرتا ہے وہ پورا سرمایہ بالآخر بنک کے کھاتوں میں واپس آجاتا ہے۔ اب اس مفروضہ کو ترک کر کے یہ فرض کیجیے کہ فراہم کردہ سرمایہ کا نواں حصہ عوام کے ہاتھوں میں رک جاتا ہے اور صرف $\frac{8}{9}$ حصہ بنک کے کھاتوں میں جمع کیا جاتا ہے۔ اب مرحلہ وار اضافوں کے مذکورہ بالا نقشہ میں کھاتوں کی میزان کے اندر ہونے والا ہر اضافہ سابقہ اضافہ کا صرف $\frac{4}{5}$ ہوگا اور زر کی رسد میں ہونے والا مجموعی اضافہ صرف پانچ ہزار ہوگا۔ بنک کے نقد محفوظ میں صرف پانچ سو کا اضافہ ہوگا اور ایک ہزار کا جو نیا سرمایہ ابتداءً بنک میں جمع کیا گیا تھا اس میں سے پانچ سو عوام کے ہاتھوں میں رک جائے گا۔ اس اجمال کی تفصیل ذیل کے نقشے میں کی گئی ہے۔ جس میں نئے مفروضے کے تحت چند مراحل تک حسابات کی تفصیل درج کی گئی ہے۔

مرحلہ	کھاتوں میں اضافہ	نقد محفوظ میں اضافہ	قرض و مضاربت پر دیے ہوئے سرمایہ میں اضافہ	عوام کے پاس نقد میں اضافہ
پہلا مرحلہ: نئے سرمایہ کی آمد	۱۰۰۰	۱۰۰	۹۰۰	—

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مرحلہ	۸۰۰	۸۰	۷۲۰	۱۰۰
تیسرا مرحلہ	۶۴۰	۶۴	۵۷۶	۸۰
چوتھا مرحلہ	۵۱۲	۵۱	۴۶۱	۶۴
پانچواں مرحلہ	۴۱۰	۴۱	۳۶۹	۴۱
وغیرہ	.	.	.	.
وغیرہ	.	.	.	.
جملہ مراحل کی میزان	۵۰۰۰	۵۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰

مندرجہ بالا نقشہ پر غور کر کے اس بات پر اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے کہ زر کی رسد میں توسیع کا عمل اس مفروضے پر منحصر نہیں ہے کہ بنکوں کے فراہم کردہ سرمایہ کا کوئی حصہ عوام کے ہاتھوں میں نہ رکے بلکہ بالآخر یہ پورا سرمایہ بنکوں کے کھاتوں میں جمع کر دیا جائے۔ یہ بات کافی ہے کہ دیئے ہوئے سرمایہ کا ایک حصہ بنکوں کے کھاتوں میں واپس آجائے۔ عادات بنک کاری اور جدید معاشرے کے تجربے کی روشنی میں حقیقت پسندانہ مفروضہ یہی ہے کہ بنکوں کے فراہم کردہ سرمایہ کا بہت بڑا حصہ بالآخر بنکوں کے کھاتوں میں واپس آجاتا ہے۔ اس سرمایہ کے ایک حصہ کے نقد کی صورت میں عوام کے ہاتھوں میں رک جانے کا اثر اس تناسب پر پڑتا ہے جو ابتداءً آنے والے نئے سرمایہ اور زر کی رسد میں مجموعی اضافے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ نئے سرمایہ کی آمد سے زر کی رسد میں توسیع کا عمل اس کے باوجود جاری رہتا ہے۔

ہمارے تیسرے اور چوتھے مفروضے کا زیر غور عمل سے کوئی راست تعلق نہیں ہے کیونکہ اس عمل کا انحصار کھاتوں کی میزان میں تبدیلی پر ہے نہ کہ قرض اور مضاربت کھاتوں کے باہمی تناسب پر۔ اگر دونوں کھاتوں کے بالمقابل رکھے جانے والے ریزرو کی نسبتیں مختلف ہوں اور درمیانی مراحل میں ان کھاتوں کا باہمی تناسب بدل جائے تو مثالوں میں درج مقداریں بہت تبدیل ہو جائیں گی مگر اس تبدیلی کے باوجود زر کی رسد میں اضافے کا عمل برقرار رہے گا اور اس طور پر انجام پائے گا جس طرح اوپر واضح کیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر قرض کھاتے کے نصف کی بجائے اس کا ایک تہائی سرمایہ قرض کے طور پر دیا جاتا ہو تو اس کا اثر صرف یہ ہوگا کہ مضاربت کے طور پر زیادہ سرمایہ فراہم کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زر کی رسد میں توسیع اور زر بنک کی تخلیق کے عمل پر اس تبدیلی کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔

اوپر کی بحث سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ مجوزہ غیر سودی نظام بنک کاری میں بھی زر بنک کی تخلیق ٹھیک اسی طرح اور انہی اسباب و عوامل کی بنا پر عمل میں آئے گی جس طرح اور جن عوامل کی بنا پر معاصر سودی نظام بنک کاری میں عمل میں آتی ہے۔ عوام کی یہ عادت کہ وہ اپنی رقمیں زیادہ تر بنکوں میں جمع رکھتے ہیں اور روزمرہ اپنے کھاتوں کی صرف ایک چھوٹی سی کسر کا نقد کی صورت میں مطالبہ کرتے ہیں (کیونکہ زیادہ تر انتقالاتِ زر چیک کے ذریعے عمل میں لائے جاتے ہیں۔) نیز بنکوں کا یہ دستور کہ وہ اپنے کھاتوں میں جمع کل سرمایہ کی ایک چھوٹی سی کسر عوام کے مطالبات نقد کی تکمیل کے لئے ریزرو رکھ کر باقی سرمایہ کو استعمال میں لاتے ہیں، جس طرح مروجہ سودی نظام میں بنک کاری اور تخلیق زر کے عمل پر اس بات کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ بنک کاروباری فریقوں کو سرمایہ فراہم کر کے ان سے سود کے طالب ہوتے ہیں۔ یا نفع میں حصہ کے، یا اپنے کھاتہ داروں کو ان کے جمع کردہ سرمایہ پر سود دیتے ہیں یا عملاً حاصل ہونے والے نفع کا ایک حصہ۔

یہ ہماری بحث کا ایک اہم نتیجہ ہے۔ اگرچہ یہ ایک سادہ حقیقت پر مبنی آسانی سے سمجھی جا سکنے والی بات ہے لیکن اس کا اچھی طرح سمجھ لینا ان لوگوں کے لئے بہت ضروری ہے جو اس شک میں مبتلا ہیں کہ اگر سود حرام کر دیا گیا تو نظام بنک کاری قائم نہ رہ سکے گا، کریڈٹ کی توسیع رک جائے گی اور معاشی نظام غیر معمولی تنگی اور جکڑ بند کا شکار ہو جائے گا۔

زر بنک کی منسوخی اور زر کی رسد میں تخفیف

جس طرح بنکوں کو نیا نقد حاصل ہونے پر ان کے کاروبار میں توسیع عمل میں آتی ہے اور اس کے نتیجے میں نیا زر پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر بنک کے کھاتہ دار اپنے کھاتوں میں سے کچھ سرمایہ نکالیں اور عوام کی بڑھی ہوئی طلب نقد کی وجہ سے، یہ نکالا ہوا نقد عوام ہی کے پاس رک جائے، بنکوں کے کھاتوں میں واپس نہ آئے، تو بنکوں کا کاروبار سکڑتا ہے اور اس کے نتیجے میں زر بنک کی ایک مقدار معدوم ہو جاتی ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ یہ واضح کیا جائے گا کہ بنکوں کی نقد تحویل میں کمی کے سبب زر بنک کی منسوخی اور زر کی مجموعی رسد میں کمی کا عمل کیونکر انجام پاتا ہے۔

نقد محفوظہ اور کھاتوں کی میزان کے درمیان بدستور ایک اور دس کی نسبت فرض کی جائے گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ جب بھی بنک کاروباری فریقوں کو دیا ہوا قرض یا مضاربت سرمایہ واپس لیتا ہے تو اس کے سبب بالآخر اس کے کھاتوں سے بھی اسی کے برابر سرمایہ نکال لیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب کاروباری فریق اپنا کاروبار بند کریں گے، یا اسے پہلے کی بہ نسبت محدود کر دیں گے تو اس کا اثر آمدنیوں میں کمی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ جن لوگوں (مزدوروں، ملازمین، مالکان مکان و دوکان وغیرہ) کی آمدنیاں کم ہوں گی یا ختم ہو جائیں گی وہ اس کمی کی تلافی کے لئے بنکوں میں جمع رقوم نکالنے پر مجبور ہوں گے۔ خود کاروباری فریقوں کے جاری حسابات یعنی قرض کھاتوں میں کمی لازم آئے گی۔ یہ بات کہ بنکوں کے کھاتوں میں واقع ہونے والی کمی ان کے واپس طلب کردہ سرمایہ کے مساوی ہوگی صرف اس لئے فرض کی گئی ہے کہ عددی مثال پیچیدہ نہ ہو۔ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ کھاتوں میں کمی کی مقدار واپس لئے ہوئے سرمایہ کی مقدار سے کم ہوگی۔ لیکن ہمارے مفروضہ کا ہماری بحث کے نتیجہ، یعنی زر کی رسد میں تخفیف کے عمل کی نوعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے، ہم یہ بھی فرض کر رہے ہیں کہ قرض اور مضاربت کھاتوں کے درمیان جو تناسب عرصہ زیر غور کے آغاز میں پایا جاتا ہے وہی تناسب کھاتوں کی مجموعی مقدار میں کمی کے باوجود بھی قائم رہے گا۔ ظاہر ہے کہ جب بنک کاروباری فریقوں سے سرمایہ لیں گے اور اس کی وجہ سے کارخانے بند ہوں گے یا کاروبار کا دائرہ محدود ہوگا تو بہت سے افراد کی آمدنیاں متاثر ہوں گی اور وہ اپنی بچتیں خرچ کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس طرح سرمایہ کی واپسی کا اثر دونوں کھاتوں پر پڑے گا۔ سہولت کی خاطر ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ کھاتوں میں مجموعی کمی کا اثر ساٹھ فی صدی قرض کھاتہ اور چالیس فی صد مضاربت کھاتہ پر پڑے گا۔ مثالیں دینے کے بعد اس مفروضے کو ترک کر دیا جائے گا کیونکہ کھاتوں کے باہمی تناسب میں تبدیلی کا ہماری بحث کے نتیجے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

فرض کیجئے کہ بنک کے قرض اور مضاربت کھاتوں سے ایک ہزار روپے نکالے گئے۔ بنک نے یہ رقم نقد ادا کی اور عوام کی بڑھی ہوئی طلب نقد کی وجہ سے یہ نقد پھر بنک میں واپس نہ آسکا۔ بنک کے نقد محفوظ میں ایک ہزار کی کمی واقع ہوئی اور اس کے کھاتوں کی میزان میں بھی ایک ہزار کی کمی واقع ہوئی۔ کھاتوں میں ایک ہزار کی کمی کے پیشِ نظر بنک اپنے نقد محفوظ میں ایک سو کی کمی کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے گا۔ مگر اس کے نقد میں ایک ہزار کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ نو سو روپیہ کی اس غیر ارادی کمی کو پورا کرنے کے لئے بنک کو ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جن کے نتیجے میں اسے نیا نقد حاصل ہو۔ وہ مجبور ہو گا کہ قرض اور مضاربت کے طور پر دیا ہوا سرمایہ واپس لے (یا حصص فروخت کرے) چونکہ اس کے قرض کھاتہ میں چھ سو کی کمی واقع ہوئی ہے لہٰذا وہ دیئے ہوئے قرضے صرف تین سو کے بقدر واپس طلب کر سکتا ہے۔ باقی چھ سو روپے اسے مضاربت سرمایہ کی واپسی (یا حصص کی فروخت) سے حاصل کرنے ہوں گے۔ سرمایہ واپس طلب کرنے کا جو طریقہ بھی اختیار کیا جائے۔ یہ سرمایہ کاروباری طبقے ہی سے واپس لیا جائے گا۔

جب کاروباری طبقہ بنک کو نو سو روپے واپس دے گا تو بنک کے کھاتوں میں سے مزید نو سو روپے نکالے جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں بنک کے نقد محفوظ میں پھر آٹھ سو دس روپوں کی غیر ارادی کمی واقع ہو جائے گی جس کی تلافی کے لئے وہ پھر آٹھ سو دس روپے کے بقدر سرمایہ کاروباری طبقہ سے واپس حاصل کرے گا۔ بنک کی جانب سے سرمایہ واپس لینے اور اس واپسی کے لئے اس کے کھاتوں میں سے سرمایہ نکالے جانے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ البتہ ہر مرحلہ پر کھاتوں کی میزان میں ہونے والی کمی پچھلے مرحلہ میں کمی کا $\frac{9}{10}$ ہو گی۔ مقدار کے اعتبار سے کھاتوں میں کمی کا یہ سلسلہ چھوٹا ہوتا جائے گا تاآنکہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس سلسلے کے اختتام پر بنک کے کھاتوں میں مجموعی طور پر دس ہزار کی کمی واقع ہو چکی ہو گی۔ اس کا موجودہ نقد جو عوام کو ایک ہزار روپے نقد ادا کرنے کے بعد صرف نو ہزار رہ گیا ہے۔ کھاتوں کی موجودہ میزان یعنی نوے ہزار کے بالمقابل ریزرو کی حیثیت سے کافی ہو گا۔ بینک کے حسابات میں ایک بار پھر توازن قائم ہو جائے گا۔ ذیل کے نقشہ میں عرصہ زیر غور کے آغاز اور انجام میں بنکوں کے مجموعی حسابات درج کئے گئے ہیں۔

قرض کھاتہ	مضاربت کھاتہ	نقد محفوظ	قرض	مضاربت
ذمہ داریاں		اثاثے		
۶۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰
۵۴۰۰۰	۳۶۰۰۰	۹۰۰۰	۲۷۰۰۰	۵۴۰۰۰

طوالت سے بچنے کے لئے درمیانی مراحل کی تفصیلات نہیں درج کی جا رہی ہیں۔ مذکورہ بالا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کی روشنی میں مرحلہ وار کمی کی عددی تفصیلات بآسانی مرتب کی جا سکتی ہیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ عمل اسی طرح، البتہ اس کے برعکس سمت میں، انجام پاتا ہے جس طرح کھاتوں کی مقدار میں مرحلہ وار اضافوں کا عمل۔ اس عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے نقد کو مطلوبہ مقدار سے کم پا کر بینک اس کمی کی تلافی کے لئے سرمایہ واپس طلب کرتا ہے۔ چونکہ سرمایہ کی یہ واپسی کھاتوں میں مزید کمی کا سبب بنتی ہے، اس لئے عملاً بنک کو اس اقدام کے نتیجے میں نیا نقد تو حاصل نہیں ہوتا مگر اس کے کھاتوں میں اتنی کمی واقع ہو جاتی ہے کہ اس کا موجودہ نقد کھاتوں کی نئی میزان کا دسواں حصہ بن جاتا ہے۔

مذکورہ بالا مثال میں بنک کے کھاتوں میں دس ہزار کی جو کمی واقع ہوئی ہے اس میں سے ایک ہزار وہ رقم ہے جو نقد کی صورت میں بنک کے خزانے سے عوام کے ہاتھوں میں منتقل ہوئی ہے۔ باقی نو ہزار کی کمی کھاتوں کے معدوم ہونے کا نتیجہ ہے۔ یہ کھاتے اس لئے معدوم ہو گئے کہ بنک نے پہلے کے بالمقابل کاروباری طبقہ سے نو ہزار کے بقدر سرمایہ واپس لے لیا ہے۔ کھاتوں کا معدوم ہونا زر بنک کا معدوم ہونا ہے۔ عوام نے اپنے نقد ذخیرے میں جو اضافہ کیا ہے وہ سکوں اور کرنسی نوٹ کی صورت میں کہیں موجود ہو گا مگر یہ نو ہزار اب کوئی وجود نہیں رکھتا۔ ماضی میں بنک کے کاروبار میں توسیع کے نتیجے میں جو زر بنک پیدا ہوا تھا اس کا ایک حصہ اب بنک کے کاروبار میں تخفیف کے نتیجے میں ختم ہو گیا۔

فرض کیجئے کہ جب بینک اپنا دیا ہوا مضاربت یا قرض سرمایہ واپس لیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کے کھاتوں سے جو رقمیں نکالی جاتی ہیں وہ واپس لئے ہوئے سرمایہ سے کم ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں کھاتوں میں مرحلہ وار کمی کی مقداریں مذکورہ بالا مثال کے مقابلے میں زیادہ چھوٹی ہوں گی اور کمی کی میزان بھی نسبتہً چھوٹی ہو گی۔ مثلاً اگر کھاتوں سے واپس لی جانے والی رقوم بنک کو واپس کیے جانے والے سرمایہ کا $\frac{1}{2}$ ہوں تو زر کی رسد میں مجموعی تخفیف صرف پانچ ہزار ہو گی۔ اس اجمال کی تفصیل کو رسد زر میں توسیع کے عمل کی وضاحت میں دیے ہوئے (مرحلہ وار اضافہ کے) دوسرے نقشے کی مدد سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ زر کی رسد میں تخفیف کا عمل اس بات پر منحصر نہیں کہ کھاتوں میں ہونے والی کمی واپس لیے جانے والے سرمایہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساوی ہو۔

اسی طرح ہمارے دوسرے مفروضات میں تبدیلی بھی اس نتیجے پر اثر انداز نہیں ہوتی کہ بنکوں کی نقد تحویل میں کمی زر بنک کے معدوم ہونے اور کریڈٹ میں تخفیف کا سبب بنتی ہے۔ نقد محفوظ اور کھاتوں کی میزان کے درمیان یا قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ کے درمیان، یا قرض کھاتہ اور دیئے ہوئے قرض کے درمیان اس سے مختلف نسبتیں فرض کی جاسکتی ہیں جو ہم نے مثال دینے کے لئے فرض کی ہیں، اس کے باوجود ہماری بحث اسی نتیجے تک پہنچے گی۔

اب یہ واضح ہوگیا ہے کہ بنکوں کے کاروبار میں اضافہ یا کمی کے نتیجے میں کس طرح نیا زر پیدا یا معدوم ہوتا ہے۔ یہ حقیقت بھی سامنے آچکی ہے کہ بنکوں کے کاروبار میں توسیع یا تخفیف کا انحصار بڑی حد تک ان کی نقد تحویل میں اضافہ یا کمی پر ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ چونکہ بنکوں کی تحویل میں کمی بیشی کا انحصار عوام کی طلب نقد میں اضافہ یا کمی اور مرکزی بنک کی پالیسی پر ہے لہٰذا زر بنک کی تخلیق اور منسوخی صرف بنکوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ کریڈٹ کی توسیع میں بنک کس حد تک ایک فعّال کردار ادا کرسکتے ہیں تو اس پر بحث اس ابتدائی مطالعہ میں مناسب نہیں۔ اتنا اشارہ کافی ہے کہ مرکزی بنک کی عائد کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے عام بنک زر بنک کی تخلیق اور کریڈٹ کی توسیع کے باب میں ایک فعال کردار ادا کرسکتے ہیں۔ فعّال کردار کی گنجائش اس وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ عام طور پر بنک اپنے پاس اس سے زیادہ نقد رکھتے ہیں جتنا انہیں ازروئے ضابطہ رکھنا چاہیئے۔ مزید برآں ثانوی ریزرو کے طور پر ایسے اثاثوں کی موجودگی جن کو فوری طور پر نقد میں تبدیل کرنا ممکن ہو اس بات کا موقع فراہم کرتی ہے کہ منفرد بنکوں کے کاروبار پر ان کے نقد میں ہر کمی یا اضافہ کے پورے اثرات نہ مرتب ہوں۔ اگر نقد میں کمی کے باوجود بنکوں کے پاس ضابطہ کے مطابق نقد محفوظ موجود ہو تو وہ کاروباری طبقے سے سرمایہ واپس لینے اور اسی طرح زر کی رسد میں تخفیف کا عمل شروع کرنے پر مجبور نہ ہوں گے اسی طرح بنک زر کی رسد میں توسیع نہ عمل میں لانا چاہیں تو وہ نئے نقد کی آمد کو اپنی تحویل میں اضافہ کے لئے استعمال کرسکیں گے۔

بنکوں کا نفع یا نقصان اور تخلیق زر کا عمل

بنکوں کو نیا نقد حاصل ہونے پر کریڈٹ میں توسیع یا ان کے نقد میں واقع ہونے پر کریڈٹ میں تخفیف کے جس عمل کی وضاحت اوپر کی گئی ہے اس میں اس بات سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی کہ بنکوں کو کاروبار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنک کاری سے بحیثیت مجموعی نفع حاصل ہو رہا ہے۔ مجوزہ نظام میں بنکوں کو مضاربت کے اصول پر فراہم کیے ہوئے سرمایہ کے ذریعے نفع اس صورت میں حاصل ہوگا جب کاروباری طبقے کو اپنے سرمایہ کاری کے نتیجے میں نفع حاصل ہو رہا ہو۔ ایسی صورت میں نفع کے سبب، کاروباری طبقے کی جانب سے سرمایہ کی طلب موجود ہوگی۔ اگر بنکوں کو نیا نقد ملتا ہے تو سرمایہ کی طلب کے سبب ان کے کاروبار میں وسعت پیدا ہوگی اور زر کی رسد میں اضافہ ہوگا۔

کیونکہ ایسی صورت میں جب کہ معیشت میں بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری کے نتیجہ میں پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہو تو مرکزی بنک کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ نقد کی رسد میں اضافہ کرے تاکہ زر کی رسد میں بھی اشیاء کی رسد میں اضافہ کے ساتھ تناسب اضافہ ہوتا رہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو اشیاء اور خدمات کی قیمتیں گرنے لگیں گی۔ اگر قیمتوں میں کمی کا رجحان زیادہ عرصہ قائم رہا تو کاروباری طبقہ کے منافع کم ہونے لگیں گے، کاروباری سرگرمیوں کی ہمت شکنی ہوگی اور بالآخر روزگار، پیداوار اور آمدنی کی سطحیں بھی گرنے لگیں گی۔

اگر بنکوں کو نفع ہو رہا ہو لیکن مرکزی بنک کے بعض اقدامات یا عوام کی طلب نقد میں اضافہ کے سبب بنکوں کے نقد میں کمی واقع ہوتی ہے تو سرمایہ کی طلب کے باوجود اپنے کاروبار کو مزید وسعت نہ دے سکیں گے بلکہ کاروباری طبقے سے سرمایہ واپس لینے پر مجبور ہوں گے اور زر کی رسد میں تخفیف لازم آئے گی۔ اگر تخفیف کا یہ عمل زیادہ عرصہ جاری رہا تو کاروبار کا دائرہ محدود ہوگا۔ بے روزگاری نمودار ہوگی، آمدنیاں کم ہوں گی، طلب مؤثر میں کمی واقع ہوگی اور کاروباری طبقہ کو کاروبار میں خسارہ سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے نتیجہ میں بنکوں کو بھی خسارہ ہوگا۔ بنکوں کے کاروبار کی نفع آوری کے لئے ضروری ہے کہ بڑھتی ہوئی پیداوار اور وسعت پذیر کاروباری سرگرمیوں کے ساتھ زر کی رسد میں بھی اس رفتار سے اضافہ ہوتا رہے لیکن اس امر کا اہتمام عام بنکوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ مرکزی بنک کے ساتھ میں ہے۔

یہ بات بعید از قیاس ہے کہ کسی ملک میں مرکزی بنک زر کی بابت ایسی غلط پالیسی اختیار کرے جس سے وہ صورت حال نمودار ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ لیکن اس موضوع پر مزید بحث اس مطالعہ کے حدود سے خارج ہے۔ یہاں ہمیں صرف یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ نقد میں اضافہ زر کی رسد میں توسیع کا اور نقد میں کمی زر کی رسد میں تخفیف کا سبب بنے گی۔ یہ بات کہ بنکوں کو اپنے کاروبار میں نفع ہو رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نتیجہ میں کسی تبدیلی کا تقاضا نہیں کرتی۔

یہ بات بعید از قیاس ہے کہ تمام بنکوں کو مجموعی طور اپنے کاروبار میں خسارہ ہو، کیونکہ ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے جب کاروباری طبقہ کی سرمایہ کاری مثبت نتائج سامنے لانے سے قاصر رہے۔ سرمایہ کاری کا فطری نتیجہ پیداداری اضافہ ہے نہ کہ کمی۔ یہ بات تو ہمیشہ ممکن ہے کہ چند کاروباری افراد کو غلط کاروباری فیصلوں کی وجہ سے خسارہ ہو لیکن تمام کاروباری افراد کی سرمایہ کاری میں مجموعی طور پر خسارہ ہونا اسی صورت میں ممکن ہے جب کساد بازاری کے سبب اشیاء کی قیمتیں مسلسل گر رہی ہوں۔ اس صورت حال کے رونما ہونے کی ذمہ داری مالیات عامہ اور زر کے باب میں غلط پالیسیوں پر ہو گی جن پر یہاں بحث نہیں کی جا سکتی۔ مرکزی بنک زر کی بابت موزوں اقدامات کر کے اور حکومت مالیات عامہ کے باب میں توسیعی پالیسی اختیار کر کے جلد اس صورت حال کی اصلاح کر سکتی ہے۔ یہاں ہم اس مفروضے کے تحت کہ تمام بنکوں کو مجموعی طور پر اپنے کاروبار میں خسارہ ہو رہا ہے۔ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی صورت میں بنکوں کو نیا نقد ملنے یا ان کے نقد میں کمی کا کیا اثر مرتب ہو گا۔

جب کاروباری طبقے کو کاروبار میں خسارہ ہو رہا ہو تو بحیثیت مجموعی سرمایہ کی طلب گرنے لگے گی۔ ایسی صورت حال میں اگر بنکوں کو نیا نقد حاصل ہو تو بھی مزید سرمایہ کی طلب نہ ہونے کے سبب ان کے لئے اپنے کاروبار کو وسعت دینا ممکن نہ ہو گا۔ بنکوں میں نئے نقد کی آمد زر کی رسد میں توسیع عمل میں لانے سے قاصر رہے گی۔ خسارہ کی صورت میں نقد کی کمی، اگر یہ کمی اتنی ہو کہ کھاتوں میں گھٹتی ہوئی مقدار کے بالمقابل ضابطہ کے مطابق جو نقد محفوظ ہونا چاہیئے اس سے کم رہ جائے، زر کی رسد میں مزید کمی کا سبب بنے گی۔ ایسی صورت میں زر کی رسد میں تخفیف کی رفتار تیز تر ہو جائے گی۔ (ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال مرکزی بینک کی غلط پالیسی ہی کے نتیجے میں رونما ہو سکتی ہے)۔

بنکوں کو خسارہ کی صورت میں نقد میں اضافہ کا زر کی رسد میں اضافہ سے قاصر رہنا کوئی ایسی بات نہیں جو ہماری اصل بحث کے نتائج کے خلاف ہو، کیونکہ اوپر ہم یہ صراحت کر چکے ہیں کہ اس عمل کا انحصار اس بات پر ہے کہ کاروباری طبقہ کی جانب سے سرمایہ کی طلب موجود ہو۔ کاروبار میں خسارہ کے سبب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کسی طلب میں کمی نئے نقد کو توسیعی اثرات سے محروم کر دیتی ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

مرکزی بنک

اعمال و وظائف

ملک کے نظام معیشت کو سہولت کے ساتھ چلانے کے لئے نظام بنک کاری کی نگرانی اور رہنمائی نیز زر اور کاروبار سے متعلق ریاست کی پالیسیوں کے نفاذ کے لئے ایک مرکزی بینک ہوگا۔ یہ بینک ریاست کی نگرانی میں کام کریگا اس کا مقصد نفع کمانا نہیں بلکہ مفاد عامہ کا تحفظ اور مصالح عامہ کی ترویج ہوگا۔

غیر سودی نظام معیشت میں بھی مرکزی بینک وہی معروف وظائف ادا کرے گا جو جدید نظام بنک کاری میں ادا کرتا ہے۔ وہ کرنسی نوٹ جاری کرے گا[1] حکومت کا بینک ہوگا جس میں حکومت

---

[1] یہ مرکزی بینک کا لازمی وظیفہ نہیں، حکومت اسے براہ راست بھی ادا کرسکتی ہے لیکن دور جدید کی تمام معیشتوں میں یہ وظیفہ مرکزی بینک ہی کے سپرد کیا گیا ہے کیونکہ اسی میں سہولت ہے۔ البتہ کرنسی نوٹ جاری کرنے سے متعلق مرکزی بینک کے اختیارات ان قواعد و ضوابط کے پابند ہوں گے جو ملک کی قانون ساز مجلس وضع کرے۔ ہم نے آئندہ صفحات میں مرکزی بینک کے اس وظیفہ پر تفصیلی گفتگو نہیں کی ہے۔ نہ اس امر پر کوئی روشنی ڈالی ہے کہ نوٹ جاری کرنے کے اختیار کو کن ضوابط کا پابند ہونا چاہیئے مرکزی بینک اور عام تجارتی بنکوں کے مابین تعلق کے مطالعہ کے لئے یہ بحث ضروری نہیں ہے اور اس بحث کے لئے زر، مالیات اور معیشت کی تنظیم سے متعلق دوسرے امور سے تعرض ضروری ہوگا۔ جن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاتے کھولے گی[۱] بیرونی ممالک سے مالی لین دین اسی بینک کے ذریعے انجام پائے گا اور یہی بینک دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات سے پیدا ہونے والے مالی امور و معاملات کا نگران ہو گا[۲] مرکزی بینک تمام دوسرے بینکوں کے لئے اسی طرح ایک بینک کا کام کرے گا۔ جس طرح ایک عام بینک کاروباری افراد اور اداروں اور عوام کے لئے کرتا ہے۔ اس بینک میں تمام بینکوں کے کھاتے کھلیں گے اور اس سے دوسرے بینکوں کو بوقت ضرورت قرض مل سکے گا۔

مرکزی بنک معیشت میں کاروبار، روزگار، آمدنیوں اور اشیاء کے عام نرخ کی سطح پر نظر رکھے گا اور انہیں موزوں معیاروں کے مطابق ترقی دینے یا مطلوبہ معیار پر قائم رکھنے کے لئے ضروری اقدامات کرتا رہے گا۔ وہ اپنے اقدامات کے ذریعے سرمایہ کاری کے مالی وسائل کو ان صنعتوں اور معیشت کے ان دائروں کی طرف لے جائے گا جن میں سرمایہ کاری اجتماعی مفادات و مصالح کے پیش نظر اولیت کی حامل ہو۔ وہ سرمایہ کاری کے لئے حسب ضرورت کریڈٹ کی فراہمی اور زر کی رسد کو اس کی طلب سے ہم آہنگ رکھنے کی کوشش کرے گا۔ عوام کی طلب نقد اور عام بینکوں کی ضروریات نقد کے پیش نظر مرکزی بنک، نقد کی رسد میں کمی بیشی کرتا رہے گا اور عام بینکوں کو حسب ضرورت نقد فراہم کرتا رہے گا۔ وہ عام بینکوں

---

[۱] ضروری نہیں کہ حکومت صرف مرکزی بنک کی کھاتہ دار ہو وہ عام تجارتی بنکوں میں بھی اپنا سرمایہ جمع کر سکتی ہے، جیسا کہ امریکہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ بات کہ حکومت اپنا سارا سرمایہ مرکزی بینک میں رکھے اور قرض لینا ہو تو بھی اکثر اسی کی طرف رجوع کرے، مرکزی بینک کے اعمال و وظائف، بالخصوص نوٹ جاری کرنے کے وظیفے پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اگرچہ ہم نے یہی فرض کیا ہے کہ جیسا کہ برطانیہ میں کیا جاتا ہے، حکومت مرکزی بینک کی کھاتہ دار ہو گی، لیکن ہم نے ان دونوں موزتوں کے فرق پر بحث سے گریز کیا ہے۔ اس فرق کا مرکزی بنک اور عام تجارتی بنکوں کے مابین تعلق پر زیادہ اثر نہیں پڑتا اور ہماری توجہ مرکزی بنک کی اسی حیثیت کی طرف مرکوز ہے۔

[۲] مرکزی بینک کے اس اہم وظیفے پر بھی ہم کوئی روشنی نہیں ڈالیں گے۔ ہماری بحث کی حد تک یہ فرض کر لینا چاہیئے کہ ایک ایسا ملک پیش نظر ہے جس کی معیشت خود کفیل اور اپنے دائرے میں محدود ہے، کسی دوسرے ملک کے ساتھ کوئی مالی تعلق نہیں رکھتی۔ نظام بنک کاری کے اس ابتدائی مطالعہ میں اس مفروضے سے بڑی سہولت پیدا ہو جائے گی۔ بیرون ملک مالی تعلقات اور ان کی نسبت سے ایک غیر سودی نظام بنک کاری کا مطالعہ علیحدہ سے کیا جا سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سرگرمیوں کو مفادِ عامہ کے مطابق منظم کرنے کا اہتمام کرے گا۔ مرکزی بینک حکومت کی مالی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایسے کام انجام دے گا جو اس کے دائرہ کار میں آتے ہوں۔ مثلاً حکومت کو عارضی طور پر قرض دینا، اس کی جانب سے اس کے لئے بنکوں، کاروباری اداروں اور عوام سے شرکت، مضاربت یا قرض کی بنیاد پر سرمایہ فراہم کرنا، اور حکومت کے جاری کردہ تجارتی حصص کے بازار میں قیمتوں کو بے جا اتار چڑھاؤ سے محفوظ رکھتے ہوئے ان میں یک گونہ استقرار بحال رکھنا[1] مرکزی بینک ملک کے سکہ کی اندرونی اور بیرونی قیمت پر نگاہ رکھے گا اور ان کو ایسی تبدیلیوں سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کرے گا۔ جو ملک کے مفاد کے منافی ہوں۔

عام بنکوں کی رہنمائی کرنے، ان کو اجتماعی مفادات و مصالح کے مطابق پالیسیاں اختیار کرنے پر آمادہ رکھنے اور ان کے کاروباری اقدامات کو اپنی طے شدہ پالیسیوں کے مطابق ڈھالنے کے سلسلے میں مرکزی بینک کا پہلا اور سب سے بڑا ذریعہ ہدایت، مشورہ اور اخلاقی اپیل کا طریقہ ہوگا۔ مرکزی بینک ضروری معلومات کی فراہمی، اعداد و شمار کی اشاعت اور بینکوں اور کاروباری اداروں کو معیشت کی مجموعی صورت حال اور اس کے ان عملی تقاضوں سے باخبر رکھنے کا اہتمام کرے گا جو زر کی رسد، کریڈٹ کی فراہمی اور سرمایہ کاری کی راہوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ انہیں یہ بتائے گا کہ کن صنعتوں یا معیشت کے کن دائروں میں قرض سرمایہ یا مضاربت کے اصول پر فراہم کیے جانے والے سرمایہ کی اجتماعی مفاد کے پیش نظر زیادہ ضرورت ہے تاکہ ان دائروں میں سرمایہ کاری کو اولیت حاصل ہو سکے۔ اسی طرح وہ کسی مخصوص صنعت میں مزید سرمایہ کاری کو اجتماعی مفاد کے لئے مضر یا غیر مفید سمجھے گا تو بنکوں کو مطلع کرے گا تاکہ وہ اجتماعی وسائل کو ضائع ہونے سے بچا سکیں[2]

اگرچہ یہ توقع کی جاتی ہے کہ بہت سے امور میں مطلوبہ پالیسی کے اختیار کئے جانے کے لئے یہ بات کافی ہوگی کہ اس سے متعلق تمام ضروری معلومات اور ان کی روشنی میں باہمی مشورے سے مرتب کی جانے والی مطلوبہ پالیسی عام بنکوں کے سامنے آجائے لیکن مرکزی بینک حسب ضرورت عام بنکوں کے نام ایسے ہدایت نامے بھی جاری کر سکے گا جن کی تعمیل اجتماعی مفاد کے تحفظ کے لئے ضروری ہو۔ اگر ناگزیر ہو

---

[1] حکومت کی مالیات اور اس کے جاری کردہ حصص پر تفصیلی روشنی اگلے باب میں ڈالی گئی ہے۔

[2] مرکزی بنک کے اس اہم وظیفہ پر بھی تفصیلی گفتگو ہمارے موجودہ دائرۂ بحث سے خارج ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان ہدایات کو احکام و فرامین کا درجہ بھی دیا جاسکے گا۔ عام حالات میں مرکزی بنک اور عام بنکوں کے ارباب حل وعقد کے درمیان تبادلہ خیال اور باہمی مشورہ کے ذریعے متفق علیہ نتائج تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی۔ باہمی مشورہ اور تعاون کے لئے رسمی صورتیں بھی اختیار کی جائیں گی اور اس کا غیر رسمی طور پر بھی اہتمام کیا جائے گا۔ البتہ مختلف فیہ امور میں بھی مرکزی بنک کا فیصلہ نافذ ہوگا۔ یہ بات کہ مرکزی بنک کے اختیارات کا دائرہ کیا ہے اور وہ عام بنکوں کو کب کن امور کی بابت کس قسم کے متعین احکام دے سکتا ہے۔ ملک کی مجلس قانون ساز متعین کردے گی اگرچہ ظاہر ہے کہ یہ تعیین اصولی نوعیت کی ہوگی۔ پوری کوشش کی جائے گی کہ مرکزی بنک کی بالادستی کے باوجود، عام بنکوں کو وہ آزادیٔ کاروبار حاصل رہے جو ان کے پھلنے اور پھولنے اور نفع کمانے کے لئے ضروری ہے۔ عام بنکوں اور مرکزی بنک کے درمیان تعاون اور اعتماد باہم کی فضا قائم رکھنے کی بھی پوری کوشش کی جائے گی۔

بنیادی ضابطے

اس مطالعہ میں اس اجمال کی پوری تفصیل ممکن نہیں جو اوپر کی عبارتوں میں پایا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم چند ایسے ضوابط کا قدرے تفصیل سے مطالعہ کریں گے جو مرکزی بنک اور عام بنکوں کے باہمی رشتہ میں کلیدی اہمیت رکھتے ہیں اور مرکزی بنک کی زر و بنک کاری کی بابت بالادستی کا عملی اظہار ہیں۔ یہ ضوابط ابتداءً ہی سے معلوم اور متعین ہوں گے۔ البتہ مرکزی بنک مذکورہ بالا مقاصد کے حصول بالخصوص زر کی رسد میں حسب مرضی توسیع یا تخفیف عمل میں لانے کے لئے ان ضوابط میں حسب ضرورت ترمیم کا مجاز ہوگا۔ ان ضوابط کا وجود عوام کے لئے اس بات کی ضمانت ہوگا کہ وہ عام بنکوں پر اعتماد کرسکتے ہیں کیونکہ مرکزی بنک کی جانب سے عام بنکوں کی ایسی رہنمائی، نگرانی اور امداد کی جاتی رہے گی کہ وہ ان معاہدوں کو پورا کرسکیں جو انہوں نے عوام سے کئے ہوں۔ یہ ضوابط درج ذیل ہیں۔

ا۔ ہر بنک کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنے قرض اور مضاربت کھاتوں میں جمع کل سرمایہ کا ایک متعین فی صد حصہ نقد کی صورت میں محفوظ رکھے۔ نقد محفوظ اور کھاتوں کی میزان کے مابین نسبت کو ہم آئندہ نسبتِ نقد محفوظ (Reserve Ratio) کا نام دیں گے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ نسبت دس فی صد ہو۔ البتہ سہولت کار کی خاطر چھوٹے بنکوں، بالخصوص ان بنکوں کو جو ایسے مقامات پر ہوں جہاں مرکزی بنک کی کوئی شاخ نہ ہو، اس ضابطہ سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔ وہ اس امر کے پابند ہوں گے کہ مرکزی بنک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حصہ کا ریزرو اس کے کھاتہ میں اپنے پاس ہی محفوظ رکھیں۔ یہ طریقہ موجودہ نظام میں بھی رائج ہے۔ اس نقدِ محفوظ کا ایک حصہ مرکزی بنک کے پاس جمع کیا جانا چاہیئے اور دوسرا حصہ بنکوں کی تحویل میں ہونا چاہیئے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ ہر بینک اپنے ریزرو کا اوسطاً نصف حصہ مرکزی بنک میں جمع رکھے۔

اس ضابطہ کا منشا، یہ نہیں کہ ہر آن بنک کا نقدِ محفوظ اس کے کھاتوں کی میزان کا دس فی صد ہو۔ یہ بات کافی ہوگی کہ ہر ہفتے اس کے نقدِ محفوظ کا روزانہ اوسط اس کے کھاتوں کی میزان کے روزانہ اوسط کا دس فی صد ہو۔ اسی طرح یہ بات کافی ہوگی کہ مرکزی بنک میں اس بنک کے کھاتہ میں جمع رقم کا روزانہ اوسط ہر ہفتہ اس کے نقدِ محفوظ کے مذکورہ بالا اوسط کا نصف ہو۔

اوپر ہم یہ بتا چکے ہیں کہ ہر بینک مرکزی بنک میں اپنا کھاتہ کھولے گا۔ بنک کے ریزرو کا نصف اس کے اسی کھاتہ میں جمع ہوگا۔ بنک اس لازمی ریزرو کے ماسوا اپنے کھاتہ میں فاضل رقم رکھنے کے لئے پوری طرح آزاد ہوگا۔ یہ فاضل رقم وہ کسی وقت بھی واپس طلب کر سکے گا یا چیک کے ذریعے کسی دوسرے بنک یا ادارے کو منتقل کر سکے گا۔ البتہ اپنے لازمی ریزرو کو وہ اسی شرط کے تحت استعمال کر سکے گا کہ ہفتہ بھر کا روزانہ اوسط ضابطہ کے مطابق ہو، اس سے کم نہ ہو جائے۔ کسی بنک کو اس کا لازمی ریزرو اسی صورت میں واپس کیا جا سکے گا جب وہ اپنا کاروبار ختم کر کے اپنی مالی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ان کی واپسی چاہے۔

اس ضابطے کے مطابق بنکوں کی اپنی نقد تحویل میں ان کے کھاتوں کی میزان کا صرف پانچ فی صد نقد کی صورت میں موجود ہونا کافی سمجھا جائے گا۔ ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ عام حالات میں اتنا نقد بنک میں روزمرہ جمع کئے جانے والے نقد کے ساتھ مل کر قرض اور مضاربت کھاتہ سے نقد کی صورت میں واپس طلب کی جانے والی رقموں کو ادا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔[1] عملاً زیادہ تر رقمیں قرض کھاتہ سے نکالی جائیں گی

---

[1] گزشتہ ابواب میں ہم نے یہ فرض کیا تھا کہ اگر بنک اپنے کھاتوں کی میزان کا دس فی صد ریزرو رکھیں تو وہ عوام کے مطالبات نقد پورے کر سکیں گے۔ یہ مفروضہ اب بھی قائم ہے، البتہ اس پر اس بات کا اضافہ کیا گیا ہے کہ دس فی صد ریزرو کا نصف مرکزی بنک میں جمع رہے گا۔ جیسا کہ آئندہ صفحات سے واضح ہوگا اپنی نقد تحویل کے علاوہ عام بنکوں کو بوقت ضرورت مرکزی بنک سے مزید نقد بھی حاصل ہو سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کھاتہ سے عام دنوں یا ہفتوں میں نسبتہً بہت کم رقوم نکالی جائیں گی اور بنک کو اس کی پیشگی اطلاع ملے گی۔ اس اطلاع کے بعد وہ حسب ضرورت نیا نقد حاصل کرنے کے لئے ضروری اقدامات کر سکے گا۔ مضاربت کھاتہ سے زیادہ رقمیں سہ ماہی کے اختتام پر یعنی ان تاریخوں پر نکالی جائیں گی جو مضاربت کھاتہ کے حساب کے لئے مقرر کی گئی ہوں۔ لیکن ان تاریخوں پر مضاربت کھاتہ میں نئی رقوم بھی جمع کی جائیں گی۔ نیز بعض کاروباری فریقوں سے سرمایہ بھی واپس ملے گا۔

۲۔ ہر بینک کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنے قرض کھاتہ میں جمع کل سرمایہ کا ایک متعین فی صد حصہ قرض کے طور پر دینے کے لئے آمادہ رہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ متعین نسبت پچاس فی صد ہو۔ اس نسبت کے لئے ہم آئندہ نسبتِ قرض (Lending Ratio) کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

ضروری نہیں کہ ہر وقت بنک نے عملاً اپنے قرض کھاتہ کے نصف کے بقدر قرض دے رکھا ہو، نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ اگر بنک چاہے تو وہ اس سے زیادہ قرض دے سکتا ہے۔ البتہ چونکہ ان قرضوں سے بنک کو کوئی نفع نہ ہوگا لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ کوئی بنک اس سے زیادہ قرض دینے پر آمادہ نہ ہوگا جتنا اسے مقررہ نسبت قرض کے مطابق دینا چاہیئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قرض کی طلب کم ہونے کے سبب بنک کے دیئے ہوئے قرضے اس مقدار سے کم ہوں جو نسبت قرض کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ان قرضوں کی عارضی نوعیت اور ان کے بالمقابل ضمانت نیز ان کی واپسی سے متعلق قواعد وضوابط کے پیش نظر یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ ان کے غیر سودی ہونے کے باوجود بعض حالات میں ان کی طلب کم ہو اور کاروباری طبقہ مضاربت کے اصول پر حاصل کئے ہوئے سرمایہ سے زیادہ سے زیادہ کام لینا چاہیئے۔

اس ضابطہ کی تکمیل کے لئے بھی ہر ہفتے قرض کھاتہ اور دیئے ہوئے قرضوں کی مقداروں کے روزانہ اوسط پر نگاہ رکھی جائے گی۔ ہر روز کے حسابات کا علیحدہ علیحدہ اس ضابطہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں سمجھا جائے گا۔

۳۔ جب عام بنکوں کو عوام کے مطالبات نقد کی تکمیل کے لئے اپنی نقد تحویل کے علاوہ مزید نقد سرمایہ کی ضرورت ہو تو وہ اپنے دیئے ہوئے قرضوں یا بھنائی ہوئی ہنڈیوں کی سندیں پیش کر کے مرکزی بینک سے قرض حاصل کر سکیں گے۔ یہ قرض عارضی ہوگا اور اس کی مقدار بنک کے دیئے ہوئے قرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک متعین فی صد سے زائد نہ ہوگی۔ اس فی صد یعنی مرکزی بنک سے مل سکنے والے قرض اور بنک کے دیئے ہوئے قرضوں کی میزان (جس میں بھنائی ہوئی ہنڈیاں بھی شامل ہیں) کے مابین نسبت کو ہم آئندہ نسبتِ استقراض (Borowing Ratio) کا نام دیں گے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ نسبت ۲۵ فی صد ہو۔

ضابطۂ استقراض کے تحت مرکزی بنک سے قرض اسی صورت میں مل سکے گا جب بنکوں کو مزید نقد کی ضرورت عوام کی طلب نقد میں اضافہ کے سبب پڑی ہو نہ کہ مرکزی بنک کے کسی اقدام بالخصوص نسبتِ نقد محفوظ میں اضافہ کے سبب۔ یہ قرض ابتداءً ایک چھوٹی مدت مثلاً ایک ہفتہ دو ہفتہ یا تین ہفتہ کے لئے دیا جائے گا۔ البتہ اگر عوام کی جانب سے نقد کے مطالبات میں کمی ہوتی نظر نہ آئے تو مرکزی بنک ان قرضوں کی تجدید کر دیا کرے گا۔ منشا یہ ہے کہ مرکزی بنک سے حاصل کئے ہوئے اس نقد کو بنک اپنے کاروبار میں توسیع کے لئے نہ استعمال کریں بلکہ طلب نقد میں اضافہ سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے استعمال کریں۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ صورت حال عارضی ہوتی ہے۔ اگر عوام کی طلب نقد میں مستقل اضافہ ہوتا نظر آئے تو اس صورت حال کا علاج مرکزی بنک نظام بنک کاری کو مستقل طور پر مزید نقد عطا کرکے کرے گا جس کے لئے وہ حصص کی خریداری کا اقدام کرے گا جس کی وضاحت آئندہ صفحات میں کی جائے گی۔

۴۔ مرکزی بنک کو اختیار ہوگا کہ وہ دیئے جانے والے قرضوں یا بھنائی جانے والی تجارتی ہنڈیوں کی مختلف قسموں کے بالمقابل استقراض کی نسبتیں مختلف رکھے۔ مثلاً یہ کہ زراعت سے متعلق کاروبار کرنے والوں کو جو قرضے دیئے گئے ہوں ان کے بالمقابل چالیس فی صد قرض دینے کا وعدہ کرے اور کسی مخصوص صنعت سے متعلق قرضوں کے بالمقابل صرف دس فی صد قرض دینے کا اعلان کرے۔ روئی کی تجارت سے متعلق ہنڈیوں کے بالمقابل استقراض کی نسبت بیس فی صد رکھے، وغیرہ، جیسا کہ آئندہ واضح کیا جائے گا۔ اسی ضابطہ کو مرکزی بنک معیشت سرمایہ کاری کی راہوں پر اثر انداز ہونے اور کاروبار کے مخصوص دائروں میں کریڈٹ کی فراہمی کو قابو میں رکھنے کے لئے استعمال کرے گا۔

۵۔ مرکزی بنک تجارتی حصص کی خرید و فروخت کا مجاز ہوگا۔

آئندہ صفحات میں یہ واضح کیا جائے گا کہ ان ضوابط اور ان میں ترمیمات کو مرکزی بنک کس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام بینکوں کے کاروبار اور زر کی رسد کو قابو میں رکھنے کے لئے استعمال کریگا۔ نسبتِ نقد محفوظ میں موزوں تبدیلیاں عمل میں لا کر وہ عام بینکوں کی تخلیق زر کی قوت کو قابو میں رکھے گا اور ان کی نقدیت پر اثر انداز ہو کر زر کی مجموعی رسد میں حسب مرضی توسیع یا تخفیف عمل میں لا سکے گا۔ نسبت استقراض میں تبدیلی کے ذریعے مرکزی بنک عوام کی بدلتی ہوئی طلب نقد کے مطابق عام بینکوں کی ضروریات نقد کی تکمیل کے ذریعے یہ ممکن بنا دے گا کہ وہ ہر حالت میں اپنے کھاتہ داروں کے مطالبات نقد پورے کر سکیں۔ غیر معمولی حالات میں اس تبدیلی کو توسیع زر کے عمل کو روکنے یا رسد زر میں تخفیف عمل میں لانے کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔ مختلف قسم کی ہنڈیوں اور کاروبار کے مختلف دائروں کے لئے دیئے ہوئے قرضوں کے بالمقابل استقراض کی مختلف نسبتیں وضع کرنے کا مقصد مخصوص صنعتوں کے لئے قرض کی رسد میں اضافہ یا کمی کرنا ہوگا۔ اس طریقے کو مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے کے سلسلے میں اہم ترین، اہم اور نسبتہً کم اہم صنعتوں کی نشان دہی کے پہلو بہ پہلو معیشت میں سرمایہ کاری کو مطلوبہ راہوں کی طرف لے جانے کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔ مرکزی بنک تجارتی حصص کی خرید و فروخت کو بنکوں کو نیا نقد دینے یا ان سے نقد واپس لینے کا ذریعہ بنائے گا تاکہ غیر معمولی حالات میں زر کی رسد میں توسیع یا تخفیف عمل میں لانے کا کام مؤثر طریقے پر انجام پا سکے۔ نیز ایک ترقی پذیر معیشت میں زر کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر زر کی رسد میں مسلسل اضافہ کے لئے بینکوں کی نقد تحویل میں مسلسل اضافہ کا اہتمام کیا جا سکے۔ نسبت قرض میں تبدیلیوں کا منشا کاروبار کے لئے طویل المیعاد اور قصیر المیعاد سرمایوں کے درمیان توازن برقرار رکھنا ہے۔ ذیل میں ان باتوں کو تفصیل کے ساتھ مثالوں کے ذریعے واضح کیا جائے گا۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ اوپر ہم نے نقد محفوظ، قرض اور استقراض کی جو نسبتیں تجویز کی ہیں ان کی حیثیت صرف مثالوں کی ہے۔ یہ نسبتیں اس سے مختلف بھی ہو سکتی ہیں۔ موزوں نسبتوں کی دریافت غیر سودی نظام بنک کاری کے قیام اور اس کے عملی تجربے کے بعد ہی ممکن ہوگی۔ ہماری تجویز کردہ نسبتوں کو بطور مثال سامنے رکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا ضوابط کو ان کی بنیاد پر آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم زر کی رسد میں توسیع یا تخفیف عمل میں لانے کے لئے ریزرو، استقراض اور حصص کی خرید و فروخت کے "آلات" کے استعمال اور ان کی اثر انگیزی پر غور کریں۔ اس حقیقت کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عملاً زر کی رسد میں توسیع کے لئے کئے جانے والے اقدامات کا مؤثر ہونا اتنا یقینی نہیں ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا تخفیف کے لیے کیے جانے والے اقدامات کا مؤثر ہونا۔ یہ بات جس طرح موجودہ سودی نظام میں پائی جاتی ہے اسی طرح غیر سودی نظام میں بھی پائی جائے گی کیونکہ اس کا انحصار سود پر نہیں بلکہ دوسرے اسباب دعوامل پر ہے۔ مرکزی بنک کے توسیعی اقدامات بنکوں کے لیے نئے زر بنک کی تخلیق کو ممکن بنا دیتے ہیں مگر اس امکان کے عمل کا جامہ پہننے کے لئے ضروری ہے کہ کاروباری طبقے کی جانب سے نئے سرمایہ کی طلب بھی موجود ہو۔ اگر طلب کمزور ہے تو توسیعی اقدامات محدود پیمانہ پر ہی کامیاب ہو سکیں گے۔ اس کے برعکس تخفیفی اقدامات بینک کو کاروباری طبقہ سے سرمایہ واپس لینے پر مجبور کرکے زر کی مجموعی رسد میں کمی کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بنک زیادہ عرصہ ان اقدامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ افراط زر (Inflation) کو روکنے کے لئے زر کی رسد میں کمی زیادہ آسان ہے بہ نسبت تفریط زر (Deflation) کو دور کرنے کے لیے زر کی رسد میں اضافہ کے۔ مزید برآں ان دونوں مقاصد کے حصول میں زر سے متعلق اقدامات (Monetary Measures) ایک حد تک ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان اقدامات کے ساتھ مالیات عامہ سے متعلق اقدامات (Fiscal Measures) کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

زر بنک کی تخلیق یا منسوخی یعنی کریڈٹ میں توسیع یا تخفیف کا انحصار اس بات پر ہے کہ بنکوں کی نقد تحویل میں اضافہ یا کمی عمل میں لائی جائے۔ چونکہ بنک اپنے کھاتوں اور اپنی نقد تحویل کے درمیان ایک خاص تناسب برقرار رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں لہذا جب ان کو نیا نقد ملتا ہے تو وہ اس تناسب کو برقرار رکھنے کے لئے ایسے اقدامات کرتے ہیں کہ ان کے کھاتوں کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب ان کی نقد تحویل مطلوبہ تناسب سے کم ہو جاتی ہے تو وہ ایسے اقدامات کرتے ہیں کہ جن کے نتیجے میں کھاتوں کی میزان اتنی کم ہو جاتی ہے کہ نقد تحویل اور کھاتوں کی نئی میزان کے درمیان مطلوبہ تناسب قائم ہو جاتا ہے۔ اس نکتہ کی وضاحت گزشتہ باب میں تفصیل کے ساتھ کی جا چکی ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر مرکزی بنک یہ چاہتا ہو کہ عام بنکوں کے کھاتوں میں اضافہ ہو تو اسے ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ بنکوں کے پاس مطلوبہ تناسب سے زیادہ نقد ظاہر ہو۔ اس کے برعکس اگر وہ کھاتوں میں کمی چاہتا ہو تو اسے ایسا قدم اٹھانا ہو گا کہ بنکوں کو مطلوبہ تناسب برقرار رکھنے کے لئے مزید نقد کی ضرورت محسوس ہو۔ ریزرو، استقراض اور حصص سے متعلق ان اقدامات کا مطالعہ ذیل میں کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ نسبتِ نقد محفوظ میں تبدیلی

جدید بنک کاری کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ پہلے ریزرو سے متعلق ضابطہ کا منشا صرف یہ تھا کہ کھاتہ داروں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے بنکوں کی نقدیت برقرار رکھی جائے۔ لیکن جدید ترین رجحان یہ ہے کہ ان ضوابط کی موجودگی مرکزی بنک کو بنکوں کے کاروبار اور زر کی رسد کو قابو میں رکھنے کا عمدہ موقع بھی فراہم کرتی ہے اور ان ضوابط کی یہ نوعیت عملاً زیادہ اہمیت کی حامل ہے چنانچہ اب ان ضوابط کو وضع کرنے میں بھی اس امر کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ ان کو مرکزی بنک کی پالیسی کا ایک اہم آلہ بنایا جائے۔

کسی ملک کے عام بینکوں یا مختلف علاقوں میں واقع بینکوں کے لئے مرکزی بینک ریزرو کی جو نسبتیں طے کرتا ہے ان کی تعیین کے اصول کیا ہیں۔ اس مسئلہ پر یہاں تفصیلی بحث ضروری نہیں۔ مذکورہ بالا مصالح کے علاوہ اس تعیین کی بنیاد عوام کی وہ عادت ہے جو اپنے سرمایہ کو نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھنے اور بنک میں جمع رکھنے کے سلسلے میں پائی جاتی ہے۔ اس عادت یا مذکورہ بالا مصالح میں عرصۂ مختصر کے اندر کوئی قابلِ لحاظ تبدیلی نہیں ہوتی لہٰذا جو مسئلہ عملاً زیادہ اہم ہے وہ پہلے سے طے شدہ اور نافذ نسبت نقد محفوظ میں تبدیلی کا مسئلہ ہے۔ اس تبدیلی سے مرکزی بنک کا منشا بنکوں کی نقدیت پر اثر انداز ہو کر زر کی رسد میں اضافہ یا کمی کرنا ہوتا ہے۔

اگر مرکزی بنک معیشت میں کریڈٹ کی تخفیف چاہتا ہو تو وہ نسبت نقد محفوظ میں اضافہ کر دے گا۔ اس اضافہ کے نتیجے میں عام بینکوں کو اپنے نقد ریزرو میں اضافہ کی ضرورت محسوس ہو گی[۱] نیا نقد

---

[۱] یہاں یہ فرض کیا جا رہا ہے کہ بینکوں کے پاس فاضل نقد موجود نہیں بلکہ اتنا ہی نقد ہے جتنا نسبت نقد محفوظ کے مطابق ہونا چاہیئے تھا۔ چونکہ تخفیف سے متعلق اقدامات سرمایہ کی بڑھتی ہوئی طلب کے دوران کئے جاتے ہیں لہٰذا اقرین قیاس یہی ہے کہ سرمایہ کی بڑھتی ہوئی طلب سے فائدہ اٹھا کر بنکوں نے زیادہ سے زیادہ سرمایہ مضاربت اور قرض کے طور پر فراہم کیا ہوگا اور اب ان کے پاس فاضل نقد نہ موجود ہوگا۔ پھر بھی اس بات کا ذکر مناسب ہوگا کہ اگر بنکوں کے پاس فاضل نقد موجود ہو تو اس حد تک وہ نسبت نقد محفوظ میں اضافہ کے باوجود نئے نقد کے محتاج نہ ہوں گے اور کاروباری طبقہ سے سرمایہ واپس طلب کرنے پر نہیں مجبور ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اس امکان کا دائرہ بہت محدود ہے اور مرکزی بنک نسبت نقد محفوظ میں اتنا زیادہ اضافہ کر سکتا ہے کہ وہ سرمایہ واپس طلب کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کے لئے وہ حصص فروخت کرنے اور کاروباری طبقہ کو فراہم کردہ سرمایہ کا ایک حصہ واپس لینے پر مجبور ہوں گے۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں مرکزی بینک سے قرض نہیں مل سکے گا۔ حصص کی فروخت اور کاروباری طبقہ سے سرمایہ واپس طلب کرنے کے نتیجے میں ان کے کھاتوں میں کمی آئے گی اور کریڈٹ میں تخفیف کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

اگر مرکزی بنک معیشت میں کریڈٹ کی توسیع چاہتا ہو تو وہ نسبت نقد محفوظ میں کمی کر دے گا۔ اس کمی کے نتیجے میں بنکوں کو اپنی موجودہ نقد تحویل کا ایک حصہ فاضل نظر آئے گا اور وہ اس کے ذریعے نفع کمانے کے لئے حصص خریدنے یا کاروباری طبقے کو مضاربت کے اصول پر فراہم کرنے کا اقدام کریں گے[۱]۔ کاروباری طبقہ کو سرمایہ کی رسد میں اضافہ کے نتیجے میں بنکوں کے کھاتوں میں مزید سرمایہ جمع کیا جائے گا اور کریڈٹ میں توسیع کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

اس اجمال کی تفصیل ذیل میں عددی مثالوں کے ذریعے پیش کی گئی ہے۔ پہلی مثال کریڈٹ میں تخفیف کا عمل واضح کرتی ہے۔ فرض کیجئے کہ عرصہ زیر غور کے آغاز میں نسبت نقد محفوظ دس فی صد تھی۔ مگر مرکزی بنک نے اب اس میں اضافہ کر کے گیارہ فی صد کر دیا۔ پہلے کی طرح اب بھی اس ریزرو کا نصف مرکزی بنک کے پاس جمع کرنا ضروری ہے مگر ذیل کے نقشہ میں اس کی صراحت نہیں کی گئی ہے اور پورے ریزرو کو "نقد محفوظ" کے کالم میں ایک ساتھ درج کیا گیا ہے۔ ہماری مثال پر اس بات کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ بنک کے ریزرو کا کتنا حصہ کس خزانہ میں جمع ہے۔

---

[۱] یہاں یہ فرض کیا جا رہا ہے کہ کاروباری طبقہ میں سرمایہ کی طلب موجود ہے۔ اگر کساد بازاری کے سبب طلب مفقود ہو تو بنکوں کے لئے اپنے فاضل نقد کا نفع آور استعمال دشوار ہو گا۔

یہاں اس بات کی طرف اشارہ مناسب ہو گا کہ سودی معیشت میں بنک سے قرض کی طلب اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک سرمایہ کاری سے متوقع شرح نفع متعینہ شرح سود سے زیادہ ہو۔ غیر سودی معیشت میں بنک متعین شرح سود کی بجائے کاروباری فریق کے نفع میں حصہ دار ہو گا، خواہ یہ نفع کم ہو یا زیادہ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نظری طور پر بنک سے مضاربت پر سرمایہ حاصل کرنے کی طلب اس وقت تک قائم رہے گی جب تک سرمایہ کاری کے نتیجے میں متوقع شرح نفع صفر سے زائد ہو۔ جہاں تک قرض سرمایہ کی طلب کا سوال ہے تو وہ ہمارے مجوزہ نظام میں مضاربت سرمایہ کی طلب پر منحصر اور اسی کا تتمہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نسبت نقد محفوظ دس فی صد تھی تو بنکوں کے مجموعی حسابات کا نقشہ وہ تھا جو پہلی سطر میں درج ہے۔ نسبت نقد محفوظ کو بڑھا کر گیارہ فی صد کر دینے کے بعد کریڈٹ میں تخفیف کا عمل پورا ہو جانے پر مجموعی حسابات کا نقشہ وہ ہوگا جو دوسری سطر میں درج ہے[۵]۔

ذمہ داریاں		اثاثے			زر کی مجموعی رسد
قرض کھاتہ	مضاربت کھاتہ	نقد محفوظ	قرض	مضاربت	
۶۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
۵۴۰۰۰	۳۶۰۰۰	۱۰۰۰۰	۲۷۰۰۰	۵۳۰۰۰	۹۰۰۰۰

پہلی سطر جو صورتِ حال سامنے لاتی ہے اس کے دوسری سطر میں مذکور صورت حال میں تبدیل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ نسبت نقد محفوظ میں اضافہ ہونے پر بنکوں نے اپنی نقد تحویل میں ایک ہزار کا اضافہ ضروری سمجھا اور قرض اور مضاربت پر فراہم کردہ سرمایہ میں سے ایک ہزار واپس طلب کر لیا۔ اس کی مختلف صورتیں ممکن ہیں جو ایک ساتھ بھی اختیار کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً کچھ حصص کی فروخت عند الطلب واپسی کے وعدے پر دیے ہوئے قرضوں کو واپس طلب کر لینا، جن قرضوں کی مدت پوری ہو رہی ہو ان کی تجدید نہ کرنا اور مضاربت پر دیے ہوئے سرمایہ میں سے جن سرمایوں کی واپسی ازروئے معاہدہ ممکن ہو ان کو واپس طلب کر لینا۔ جب بنک ایک ہزار واپس لے گا تو اس کے کھاتوں میں بھی ایک ہزار کی کمی واقع ہوگی۔ بالفاظ دیگر بنکوں کو جو ایک ہزار واپس ملے گا وہ ان بنکوں ہی سے لے کر ادا کیا جائے گا اور ان کے نقد میں عملاً کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ البتہ چونکہ کھاتوں میں ایک ہزار کی کمی واقع ہو گئی ہے اس لئے اب ان کو نسبت نقد محفوظ کا تقاضا پورا کرنے کے لئے صرف آٹھ سو دس روپے اور درکار ہیں نہ کہ ایک ہزار۔ اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے جب وہ مزید سرمایہ واپس لیں گے تو پھر یہی عمل دہرایا جائے گا۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ البتہ ہر بار بنکوں کو پہلے سے کم سرمایہ واپس حاصل کرنا ہوگا۔ ایک مرحلہ ایسا آئے گا جب مزید سرمایہ واپس لینے کی ضرورت نہ رہ جائے گی کیوں کہ

[۵] سہولت کی خاطر دوسری سطر میں مقداریں درج کرتے وقت ہزار سے کم رقموں کو نہیں درج کیا گیا ہے۔ ٹھیک حساب کے مطابق زر کی مجموعی رسد ۹۰۹۰۹ ہونی چاہیئے۔ اسی طرح تمام مقداریں اوپر درج کی ہوئی مقداروں سے کچھ زیادہ ہوں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے کھاتوں میں دس ہزار کی کمی واقع ہو چکی ہو گی اور ان کی موجودہ نقد تحویل یعنی دس ہزار کھاتوں کی نئی میزان کا گیارہ فی صد ہو گی۔ حسابات کا تفصیلی نقشہ وہ ہوگا جو دوسری سطر میں درج ہے بنکوں کے حسابات میں توازن برقرار ہو جائے گا اور نئی نسبت نقد محفوظ کا تقاضا پورا ہو رہا ہو گا۔ اس پورے عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ نسبت نقد محفوظ میں اضافہ کے سبب بنک سرمایہ واپس لے کر مزید نقد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے مگر انہیں مزید نقد حاصل ہونے کی بجائے اُن کے کھاتوں میں اتنی کمی ہو جائے گی کہ ان کی موجودہ نقد تحویل نئی نسبت نقد محفوظ کے مطابق ہو جائے گی۔

دوسری سطر میں ذمہ داریوں کا خانہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اب بھی قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ کے درمیان وہی نسبت قائم ہے جو آغاز میں پائی جاتی تھی۔ اس کا سبب ہمارا یہ مفروضہ ہے کہ جب بھی بنکوں سے رقمیں نکالی جاتی ہیں قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ سے ساٹھ اور چالیس کی نسبت سے نکالی جاتی ہیں۔ اس مفروضے کی وضاحت گزشتہ باب میں کی جا چکی ہے۔ فرض کیجئے بنک حصص فروخت کرتے ہیں۔ جو لوگ ان حصص کو خریدیں گے ان میں سے بعض وہ ہوں گے جو آمدنی میں سے بچت کر کے اپنی بچت کو نفع آور کاروبار میں لگانے کے لئے حصص خریدنے کا فیصلہ کریں گے۔ یہ لوگ قرض کھاتہ میں جمع آمدنیوں میں سے رقمیں نکال کر حصص کی قیمت ادا کریں گے۔ بعض لوگ وہ ہوں گے جو سابق بچت کو، جو بنکوں کے مضاربت کھاتوں میں جمع ہے، اب حصص کی خریداری میں لگانے کا فیصلہ کریں گے۔ یہ لوگ مضاربت کھاتہ سے رقمیں نکال کر حصص خریدیں گے۔ اس طرح اگر بنک کاروباری طبقہ سے قرض اور مضاربت پر دیا ہوا سرمایہ واپس لیتا ہے تو اس سے کاروبار کا دائرہ سکڑے گا اور آمدنیاں کم ہوں گی، جس کا اثر بالآخر جاری حسابات یعنی قرض کھاتہ اور بچت یعنی مضاربت کھاتہ دونوں پر پڑے گا۔ جیسا کہ گزشتہ باب میں واضح کیا جا چکا ہے اگر کھاتوں کے باہمی تناسب کے بارے میں مفروضہ کو ترک کر دیا جائے تو بھی زر کی رسد میں تخفیف کے عمل پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔

دوسری سطر میں اثاثوں کے خانہ میں نقد محفوظ کی مقدار اب بھی اتنی ہی ہے جتنی پہلی سطر میں ظاہر کی گئی ہے۔ اس کا سبب اوپر واضح کیا جا چکا ہے۔ چونکہ عوام کی طلب نقد کو ہم ایک حالت پر قائم فرض کر رہے ہیں اور بنکوں کو مرکزی بنک سے نیا نقد نہیں مل سکتا ہے، نہ مرکزی بنک نے حصص کی فروخت کے ذریعے تمام بنکوں کے نقد کا ایک حصہ واپس لیا ہے۔ لہٰذا بنکوں کی نقد تحویل میں کوئی کمی یا اضافہ نہیں ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض دیا ہوا سرمایہ اب بھی قرض کھاتہ کا نصف ہے، جیسا کہ ضابطہ کا تقاضہ ہے۔ بنک قرض سرمایہ کو واپس طلب کرنے میں اس ضابطہ کی پابندی پر مجبور ہوں گے۔ اور اتنا ہی قرض واپس لے سکیں گے جتنا قرض کھاتہ کی مقدار میں کمی کے پیشِ نظر واپس لیا جا سکتا ہو۔

مضاربت پر دیا ہوا سرمایہ نہ صرف پہلے سے کم ہے بلکہ اس سرمایہ میں فی صد کمی قرض دیے ہوئے سرمایہ میں واقع ہونے والی فی صد کمی سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بنکوں کو زیادہ ریزرو رکھنا ہوگا تو اس کا اثر قرض کھاتہ کے اس حصہ پر بھی پڑے گا جسے وہ نفع آور کاروبار میں استعمال کر سکتے ہیں۔

مضاربت پر دیا ہوا سرمایہ کل سرمایہ کا ۶۰ فی صد تھا، باقی ۴۰ فی صد میں سے دس فی صد ریزرو اور تیس فی صد قرض دینے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا اب کل سرمایہ کا تیس فی صد قرض دینے کے لئے اور گیارہ فی صد ریزرو کے لئے مخصوص ہوگیا ہے جس کے سبب مضاربت پر دینے کے لئے صرف انسٹھ (۵۹) فی صد سرمایہ میسّر آسکا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نسبت نقد محفوظ میں اضافہ سے زر کی رسد میں کمی کے ساتھ ساتھ بنکوں کے نفع آور کاروبار میں مطلق اور اضافی دونوں طرح کی کمی واقع ہوتی ہے۔

دوسری سطر اور پہلی سطر کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ نسبت نقد محفوظ میں اضافہ کے نتیجے میں زر کی رسد میں دس ہزار کی کمی واقع ہوگئی۔ دس ہزار کے بقدر زرِ بنک معدوم ہو چکا ہے۔ یعنی بنکوں کے کھاتوں کی میزان دس ہزار کے بقدر کم ہوگئی ہے۔

اگر مرکزی بنک نسبت نقد محفوظ کو دس فی صد سے گھٹا کر نو فی صد کر دے تو کریڈٹ میں توسیع عمل میں آئے گی۔ اس عمل کو ذیل کے نقشے کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے۔ پہلی سطر میں بنکوں کے حسابات کا وہی نقشہ درج کیا گیا ہے جو دس فی صد نسبت نقد محفوظ کے تحت اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ دوسری سطر یہ بتاتی ہے کہ نسبت نقد محفوظ نو فی صد کر دی جائے تو کریڈٹ کی مرحلہ وار توسیع کا عمل پورا ہو جانے پر بنکوں کے حسابات کا نقشہ کیا ہوگا۔[1]

---

[1] دوسری سطر کی مقداریں اس سے کم درج کی گئی ہیں جتنی کہ وہ ٹھیک حساب کے مطابق ہونی چاہئیں مثلاً زر کی مجموعی رسد ایک لاکھ گیارہ ہزار ایک سو گیارہ ہونی چاہیئے مگر ایک لاکھ دس ہزار درج کی گئی ہے۔ یہی حال دوسری رقوم کا بھی ہے۔ یہ تصرف نقشہ میں درج مقداروں کو سہولت سے قابل مطالعہ بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔ بحث کے نتائج پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داریاں		اثاثے			زر کی مجموعی رسد
قرض کھاتہ	مضاربت کھاتہ	نقد محفوظ	قرض	مضاربت	
۶۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
۶۶۰۰۰	۴۴۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۳۰۰۰	۶۷۰۰۰	۱۱۰۰۰۰

پہلی صورت حال سے دوسری صورت حال میں تبدیل ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ نسبتِ نقد محفوظ نوفی صد ہو جانے پر بنکوں نے اپنے پاس ایک ہزار کے بقدر نقد فاضل پایا جسے وہ نفع آور کاروبار میں لگانے کی کوشش کریں گے۔ اگر مضاربت پر سرمایہ حاصل کرنے کی طلب موجود ہے تو وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ کاروباری طبقہ کو سرمایہ کی رسد میں اضافہ کے نتیجہ میں بنکوں کے کھاتوں میں مزید سرمایہ جمع کیا جائے گا۔ اگر وہ ایک ہزار روپے کے حصص خریدیں تو بھی یہی نتیجہ رونما ہوگا۔

بنکوں سے حصص کے مالکوں یا کاروباری فریقوں کو جو ایک ہزار روپے ملیں گے وہ بنکوں ہی کے کھاتوں میں جمع کئے جائیں گے۔ بنک ایک ہزار کے نئے کھاتہ کے بالمقابل نوّے روپے اپنی نقد تحویل میں شامل کرکے باقی نوسو دس روپوں کو دوبارہ استعمال میں لائیں گے جس سے ان کے کھاتوں میں مزید اضافہ ہوگا۔ اگر سرمایہ کی طلب موجود ہو تو یہ سلسلہ جاری رہے گا، البتہ ہر بار بنک پہلے سے کم سرمایہ فراہم کرسکیں گے۔ ایک مرحلہ وہ آئے گا جب وہ مزید سرمایہ کی فراہمی سے معذور ہوں گے اور اب کھاتوں میں اضافہ کا سلسلہ رُک جائے گا۔ اس وقت تک بنکوں کے کھاتوں کی میزان میں دس ہزار کا اضافہ ہوچکا ہوگا۔ بنکوں کی نقد تحویل دس ہزار ہے جو کھاتوں کی بڑھی ہوئی مقدار یعنی ایک لاکھ دس ہزار کی نوفی صد ہے۔ بنکوں کے حسابات میں توازن بحال ہوچکا ہے اور نئی نسبتِ نقد محفوظ کا تقاضا پورا ہورہا ہے۔ اس پورے عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ نسبتِ نقد محفوظ میں کمی کے سبب بنکوں نے اپنی نقد تحویل کے ایک حصہ کو فاضل قرار دے کر نفع آور استعمال کے لئے کاروباری طبقہ کو فراہم کیا جس سے ان کے کھاتوں میں اضافہ اور کریڈٹ میں توسیع کا ایک سلسلہ شروع ہوا، جو اس وقت رکا جب فاضل نقد دوبارہ نقد محفوظ میں شامل ہوگیا۔

نقشہ کی دوسری سطر میں قرض اور مضاربت کھاتہ کے درمیان وہی تناسب قائم ہے جو پہلی سطر میں ظاہر کیا گیا ہے جس کی وجہ ہمارا یہ مفروضہ ہے کہ جب بنکوں میں نیا سرمایہ جمع کیا جاتا ہے تو دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاتوں میں ساٹھ اور چالیس کی نسبت سے جمع کیا جاتا ہے۔ اگر اس مفروضہ کو ترک کر دیا جائے تو بھی رسد زر میں توسیع کے عمل کی نوعیت نہیں تبدیل ہو گی۔ نقد محفوظ اب بھی دس ہزار ہے۔ چونکہ عوام کی طلب نقد کو ہم ایک حالت پر قائم فرض کر رہے ہیں اور بنکوں کے نقد میں مرکزی بنک کے کسی اقدام کے سبب کمی بیشی نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا اس مقدار میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی۔ البتہ اب یہ نقد محفوظ کھاتوں میں بڑھی ہوئی میزان کا صرف نو فی صد ہے۔ قرض دیا ہوا سرمایہ اب بھی قرض کھاتہ کا نصف ہے، جیسا کہ ضابطہ کا تقاضا ہے۔ مضاربت پر دیئے ہوئے سرمایہ میں نہ صرف اضافہ ہوا ہے بلکہ اس میں ہونے والا فی صد اضافہ قرض سرمایہ میں ہونے والے فی صد اضافہ سے زیادہ ہے۔ نسبت نقد محفوظ میں کمی کے سبب بنک کو نسبتہً زیادہ سرمایہ کے کاروباری استعمال کا موقع ملتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زر کی رسد میں اضافہ کا یہ طریقہ بنکوں کے منافع میں اضافہ کا سبب بن سکتا ہے۔

دوسری سطر اور پہلی سطر کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ زر کی رسد میں دس ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ دس ہزار کے بقدر نئے زر کی تخلیق یعنی بنکوں کے کھاتوں میں دس ہزار کے اضافہ کا سبب ہوا ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غیر سودی نظام بنک کاری میں مرکزی بنک کریڈٹ میں توسیع یا تخفیف عمل میں لانے کے لئے نسبت نقد محفوظ کی تبدیلی کا طریقہ اختیار کر سکے گا۔ یہ ایک موثر آلہ ہے جسے استعمال کر کے مرکزی بنک زر کی مجموعی رسد کو قابو میں رکھ سکے گا۔

۲۔ نسبت استقراض میں تبدیلی

عوام اپنے زر کا ایک چھوٹا حصہ نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھتے ہیں اور باقی حصہ بنکوں میں رکھتے ہیں۔ دونوں حصوں کے درمیان نسبت کا انحصار کسی ملک میں عوام کی عادات، بنکوں کی کارکردگی اور دوسرے مستقل اسباب وعوامل پر ہے۔ لیکن چند عارضی اسباب وعوامل کے سبب یہ نسبت عارضی طور پر کم وبیش بھی ہوتی رہتی ہے۔ تیوہاروں کے موقع پر، یا موسم میں تبدیلی کے دنوں میں عوام کو اپنے بڑھے ہوئے اخراجات کے لئے زیادہ نقد کی ضرورت پڑتی ہے۔ بڑی تعطیلات میں سفر کے لئے وہ اپنے پاس عام دنوں سے زیادہ نقد رکھنا چاہتے ہیں۔ کاروباری اداروں کو تنخواہیں اور اجرتیں تقسیم کرنے کے لئے مہینہ کی بعض تاریخوں پر زیادہ نقد کی ضرورت پڑتی ہے۔ نقد کی طلب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اضافوں کا ماضی کے تجربہ اور حالات کے تجزیہ کی روشنی میں پہلے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ان اسباب کے علاوہ بعض اوقات ملک کے سیاسی اور معاشی حالات میں تبدیلی یا تبدیلی کے اندیشہ کی وجہ سے عوام کی نفسیات پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ ان کی طلب نقد بڑھ جاتی ہے۔ بعض حالات میں ان کی طلب نقد کم بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح کی تبدیلیوں کا پہلے سے اندازہ لگانا دشوار ہے۔ ایسے ادوار برابر آتے رہتے ہیں جن میں عوام اپنے زر کا پہلے سے کم یا زیادہ حصہ نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک نقد کی طلب میں کمی، یا نقد کی طلب میں مستقل اضافوں کا سوال ہے ان سے پیدا ہونے والی صورت حال کا علاج مرکزی بنک حصص کی خرید و فروخت کا طریقہ اختیار کر کے کرتا ہے جس پر آئندہ روشنی ڈالی جائے گی۔ یہاں ہماری توجہ صرف اس صورت حال پر مرکوز ہے جو عوام کی طلب نقد میں عارضی طور پر اضافہ ہو جانے سے رونما ہوتی ہے۔ نظام بنک کاری کے کامیابی کے ساتھ چلائے جانے اور اس نظام پر عوام کا اعتماد بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے ادوار میں ان کی طلب نقد پوری کی جاتی رہے۔

جیسا کہ اوپر کے مباحث سے ظاہر ہے، بنکوں کے پاس عوام کے زر کا جو حصہ جمع ہے اس کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ یعنی ہماری مثال کے مطابق دسواں حصہ نقد کی صورت میں ہوتا ہے۔ باقی $\frac{9}{10}$ حصہ زر صرف بنکوں کے رجسٹروں میں اندراجات کی صورت میں ہوتا ہے۔ عام حالات میں بنکوں کے پاس روزمرہ جمع کیا جانے والا نقد اور ان کی اپنی نقد تحویل اس بات کے لئے کافی ہوتی ہے کہ عوام اپنے کھاتوں سے جو رقمیں نقد کی صورت میں نکالنا چاہیں وہ انہیں ادا کی جاتی رہیں۔ لیکن جب عوام کی طلب نقد میں اضافہ کے سبب کھاتوں سے رقمیں نکالنے کی رفتار معمول سے زیادہ ہو اور کھاتوں میں نقد رقمیں جمع کرنے کی رفتار معمول سے کم ہو تو بنکوں کے لئے عوام کے مطالبات نقد کی تکمیل اسی صورت ممکن ہوگی جب انہیں کسی ذریعہ سے مزید نقد حاصل ہو۔

اوپر ہم نے اشارہ کیا ہے کہ عام بنک نقد ریزرو کے علاوہ اپنے اثاثے کا ایک حصہ ایسی صورتوں میں رکھیں گے جن کو بلا تاخیر نقد میں تبدیل کیا جا سکتا ہو۔ مثلاً ایسے قرضے جو عند الطلب قابل واپسی ہوں، یا جن کی میعاد پوری ہو رہی ہو یا ایسے حصص جنہیں بغیر نقصان کے اندیشے کے کسی وقت بھی فروخت کیا جا سکتا ہو۔ لیکن ان اثاثوں کے ذریعہ کسی ایک بنک کے لئے تو یہ ممکن ہے کہ وہ نقد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت پڑنے پر نقد حاصل کر سکے مگر تمام بنکوں کے لئے ایک ساتھ ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اگر تمام بنک عند الطلب قرضوں کو واپس طلب کرنے لگیں یا حصص فروخت کرنے لگیں تو، چونکہ عوام اپنی بڑھی ہوئی طلب نقد کے پیش نظر نظام بنک کاری کو حصص کے عوض نقد فراہم کرنے پر آمادہ نہ ہوں گے ان کے کھاتوں میں کمی لازم آئے گی اور نقد حاصل کرنے کی کوشش نقد ملنے کی بجائے زر کی رسد میں تخفیف پر منتج ہوگی۔

تمام بنکوں کو مزید نقد ملنے کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ مرکزی بنک انہیں مزید نقد فراہم کرے۔ استقراض کا ضابطہ اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ زیر غور صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے عام بینکوں کو مرکزی بنک سے نقد مل سکے۔ مرکزی بنک عام بنکوں کو حسب ضرورت نقد فراہم کر کے ان کے کاروبار کو سکڑنے اور زر کی رسد کو کم ہونے سے بچا سکے گا۔ اگر مرکزی بنک ایسا نہ کرے تو زر کی مجموعی رسد عوام کی طلب نقد میں کمی بیشی کے سبب غیر معمولی تلاطم کا شکار ہوتی رہے گی ظاہر ہے کہ زر کی رسد کا عدم استقرار پوری معیشت کے لئے بڑے تباہ کن اثرات کا حامل ہے ان کے پیش نظر یہ بات انتہائی غیر دانشمندانہ ہوگی کہ اسے عوام کی نفسیاتی کیفیتوں میں تبدیلی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ زر کی بابت معقول اور موزوں پالیسی یہ ہے کہ اس کی رسد میں کمی بیشی کاروبار معیشت کی عملی ضروریات کے مطابق مرکزی بنک کی زیر نگرانی عمل میں آئے، اتفاقی امور پر نہ منحصر ہو۔

مرکزی بنک بنکوں کو حسب ضرورت مزید نقد فراہم کر کے عوام کے لئے یہ ممکن بنا دے گا کہ وہ اپنے زر کا جو حصہ بھی نقد یعنی سکوں اور کرنسی نوٹ کی صورت میں اپنے پاس رکھنا چاہیں رکھیں۔ پوری معیشت کے نقطۂ نظر سے صرف یہ تبدیلی عمل میں آئے گی کہ اب تک جو زر رجسٹروں میں اندراجات کی صورت میں تھا اس کا ایک حصہ کرنسی نوٹ کی صورت اختیار کرے گا۔ صورت کی اس تبدیلی کے علاوہ زر کی مجموعی رسد میں مقدار کے اعتبار سے کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ بنکوں کو مرکزی بنک سے جو نیا نقد ملے گا وہ عوام کو منتقل ہو جائے گا اور ان کے کھاتوں میں اسی قدر کمی واقع ہو جائے گی۔ بظاہر بنکوں کے کھاتوں میں کمی سے زر کی رسد کم ہوگی لیکن یہ کمی حقیقی کمی نہیں ہے کیونکہ کھاتوں میں کمی کے بقدر زر نقد کی صورت میں عوام کے درمیان گردش کر رہا ہوگا۔

مرکزی بنک کو اس بات کا اہتمام کرنا ہوگا کہ ضابطۂ استقراض کے تحت اس سے اتنا ہی قرض حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے جتنا عوام کی طلب نقد پوری کرنے کے لئے ضروری ہو۔ اس ضابطہ کو نیا نقد حاصل کر کے کاروباری طبقہ کو مزید سرمایہ فراہم کرنے کی بنیاد نہ بنایا جائے۔ یہ اہتمام بنکوں کے حسابات کی مناسب نگرانی کے ذریعہ بآسانی ممکن ہے۔ دوسری طرف اسے اس بات کا بھی اہتمام کرنا ہو گا کہ نافذ نسبت استقراض کے تحت بنک جو زیادہ سے زیادہ رقم حاصل کر سکتے ہیں وہ اگر عوام کی طلب نقد کی تکمیل کے لئے کافی نہ ہو تو اس میں مزید اضافہ کرتا رہے۔ تاآنکہ یہ ضرورت پوری ہو جائے۔ چونکہ مرکزی بنک کرنسی نوٹ جاری کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے ایسا کرنے میں کوئی زحمت نہ پیش آئے گی۔ عوام کو اس بات کا پورا موقع ملنا چاہیئے کہ وہ اپنے زر کے جس حصے کو کرنسی نوٹ کی شکل میں رکھنا پسند کریں رکھیں۔ جب بنک نئے نوٹ کریڈٹ میں توسیع کا ذریعہ نہ بنیں بنکوں کے کھاتوں کے نوٹ کی شکل اختیار کر لینے سے افراط زر کا کوئی اندیشہ نہ ہو گا۔

مرکزی بنک کے دیئے ہوئے قرضے عارضی ہوں گے جن کو عوام کی طلب نقد کے معمول پر واپس آنے پر واپس لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر طلب نقد میں کسی غیر معمولی اضافہ کے پیش نظر نسبت استقراض میں اضافہ ضروری سمجھا گیا تھا تو اس بحرانی دور کے گزر جانے کے بعد نسبت استقراض اپنی سابق سطح پر واپس لائی جا سکتی ہے۔ اس طرح مرکزی بنک اس آلہ کو بنکوں کی نقدیت بحال رکھنے اور ان پر عوام کا اعتماد قائم رکھنے کے لئے موثر طور پر استعمال کر سکے گا۔

غیر معمولی حالات میں نسبت استقراض میں کمی کو زر کی رسد میں توسیع کے عمل کو روکنے یا اس میں تخفیف عمل میں لانے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر عوام کی طلب نقد میں اضافہ کے ساتھ معیشت میں افراط زر کا رجحان بھی ظاہر ہو تو ایسا کرنا مناسب ہو گا۔ فرض کیجیے کہ عام بنکوں کو اس ضابطہ کے تحت جتنا قرض مل سکتا تھا اتنا انہوں نے لے رکھا ہے مگر عوام کی طلب نقد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں اگر مرکزی بنک نسبت استقراض میں اضافہ سے انکار کر دے یا اس میں کچھ کمی کر دے تو عام بنکوں کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ مزید نقد حاصل کرنے کے لئے حصص فروخت کریں اور کاروباری فریقوں سے سرمایہ واپس لیں۔ جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے اس اقدام کے نتیجے میں زر کی رسد میں تخفیف عمل میں آنا ناگزیر ہے۔ نہ صرف یہ کہ کاروباری طبقہ سے سرمایہ واپس لینا بنکوں کے لئے نقد حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہو گا بلکہ ان کے قرض کھاتہ کی مقدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کمی اس قرض کی مقدار میں مزید کمی کا باعث بنے گی جو ان کو مرکزی بنک سے مل سکتا ہے اس طرح مرکزی بنک نسبت نقد محفوظ میں تبدیلی کے بغیر زر کی رسد میں تخفیف عمل میں لا سکے گا۔ البتہ تخفیف کا یہ آلہ صرف ان حالات میں موثر ہوگا جب عوام کی طلب نقد میں اضافہ کے سبب بنکوں کی نقدیت پر دباؤ پڑ رہا ہو۔

کسی نظام بنک کاری کے کامیابی کے ساتھ چلنے کے لئے ضروری ہے کہ عام بنکوں کو ضرورت پڑنے پر کسی ذریعہ سے بلا تاخیر نقد مل سکے اور یہ ذریعہ مرکزی بنک ہی ہو سکتا ہے۔ معاصر سودی نظام میں عام بنک مرکزی بنک سے براہ راست سودی قرضے لیتے ہیں یا یہی مقصد تمسکات کے بازار (Bill Market) کے واسطے سے حاصل کرتے ہیں[1] مرکزی بنک عام بنکوں کو قرض دینے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتا ہے مگر قرض لینے والوں کی ہمت شکنی کے لئے شرح سود میں اضافہ کر سکتا ہے چونکہ مرکزی بنک ان قرضوں سے متعلق شرح سود اونچی رکھتا ہے اور بازار میں شرح سود عام طور پر مرکزی بنک کی مقرر کردہ شرح سود سے زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا اس شرح سود میں مزید اضافہ عام شرح سود میں مزید اضافہ کا سبب بن کر بنکوں سے قرض کی طلب میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ مرکزی بنک اپنی شرح سود میں اضافہ کو زر کی رسد میں تخفیف کے لئے آلہ کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اس کے برعکس جب مرکزی بنک کریڈٹ کی فراہمی کو آسان اور سستا بنانا چاہتا ہے تو وہ اپنی شرح سود میں کمی کر دیتا ہے۔ ہمارے تجویز کردہ ضابطہ کے تحت مرکزی بنک کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ بنکوں کو مرکزی بنک سے مل سکنے والے قرض میں حسب ضرورت کمی بیشی کر سکے۔ لیکن اس کا اثر کاروباری طبقہ کو سرمایہ کی فراہمی کی شرائط پر نہ پڑے گا کیونکہ یہ سرمایہ نفع میں شرکت کے اصول پر فراہم کیا جائے گا نہ کہ کسی

---

[1] یہ طریقہ بالخصوص انگلستان میں رائج ہے۔ بعض ادارے سرکاری تمسکات کی خرید و فروخت اور بعض اعلیٰ درجہ کے نجی تمسکات کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کاروبار کے لئے سرمایہ وہ عام بنکوں سے عند الطلب واپسی کے معاہدہ پر حاصل کرتے ہیں۔ مرکزی بنک ان اداروں سے ان تمسکات کو خریدنے یعنی مقررہ شرح سود کے مطابق منہائی (Discount) کے ساتھ ان کے عوض نقد فراہم کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے جب بنکوں کو نقد کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ان کاروباری اداروں کو دیئے ہوئے قرضے واپس طلب کرتے ہیں۔ ان قرضوں کی ادائیگی کیلئے تمسکات کا کاروبار کرنے والے ادارے مرکزی بنک کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے ان تمسکات کے عوض (منہائی کے ساتھ) سرمایہ حاصل کرکے بنکوں کے قرضے ادا کرتے ہیں۔ امریکہ میں عام بنک مرکزی بنک سے قرضے اپنی ذمہ داری (نوٹ) براہ راست خریدے سکتے ہیں بعض دوسرے ممالک مثلاً فرانس اور جرمنی میں عام بنک مرکزی بنک سے مقررہ شرح سود پر قرض حاصل کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعین شرح سود پر۔

متعدد اسباب دعوامل کی بنا پر جن کی تفصیل میں جانا یہاں مناسب نہیں، مرکزی بنک کی جانب سے شرح سود میں اضافہ دورِ جدید میں یہ اثر دکھلانے میں ناکام ثابت ہوا ہے کہ سرمایہ کاری کی مقدار اور رفتار میں نمایاں کمی واقع ہو جائے۔ جب سرمایہ کاری سے متوقع منافع کی شرح بہت اونچی ہو تو شرح سود میں ایک یا دو فی صد کے اضافے سے سرمایہ کی طلب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اب متعدد ممالک میں یہ طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے کہ مرکزی بنک عام بنکوں کے لئے قرض کی آخری حد یا کوٹا مقرر کر دیتا ہے[1] ہمارا تجویز کردہ ضابطۂ استقراض بھی عملاً اسی طریقہ کے مرادف ہے۔

زر کی بابت پالیسی کا اصل مقصد یہ ہے کہ زر کی رسد کو افراط و تفریط سے بچاتے ہوئے کاروبار اور سرمایہ کاری کی حقیقی ضروریات کے مطابق رکھا جائے۔ یہ بات، کہ کسی شعبہ میں سرمایہ کاری سے کس شرحِ نفع کی توقع ہو تو اسے جاری رکھا جائے زر کی بابت پالیسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اس کا فیصلہ کاروباری طبقہ کو اور اجتماعی مفاد کے پہلو سے حکومت کو کرنا ہو گا۔ زر کی رسد کو قابو میں رکھنے کے لئے شرح سود میں اضافہ عملاً اس امر کا اعلان ہے کہ جس دائرہ کاروبار میں اس بڑھی ہوئی شرح سود سے زیادہ شرح کے ساتھ نفع کی توقع نہ ہو اس میں سرمایہ کاری نہ کی جائے یہ ایک بے جا مداخلت ہے جس کا زر کی بابت پالیسی کے مقاصد سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا تجویز کردہ نظام سود سے پاک ہونے کے سبب اس خرابی سے پاک ہو گا۔

۳۔ نسبت استقراض کا ترجیحی استعمال

ہر بنک یہ چاہے گا کہ وہ ضرورت پڑنے پر مرکزی بنک سے زیادہ سے زیادہ قرض حاصل کر سکے۔ کیونکہ اس قرض پر اسے کوئی سود نہ دینا ہو گا اور اس کے ذریعہ اسے اپنی نقدیت مستحکم رکھنے کا موقع ملے گا۔ اب اگر مرکزی بنک یہ اعلان کرے کہ وہ کسی مخصوص صنعت کو دیئے جانے والے قرضوں

---

[1] یہ طریقہ آسٹریا، بلجیم، کولمبیا، کوسٹاریکا، فرانس، مغربی جرمنی، نکاراگوا، اور پیرو میں اختیار کیا گیا ہے اور اب اس کا رواج بڑھ رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

Peter G. Fousek: Foreign Central Banking, p. 19, Federal Reserve Bank of New York, 1957.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس سے متعلق بھنائی جانے والی ہنڈیوں کے بالمقابل بیالیس فی صد قرض دے گا جب کہ عام قرضوں کے سلسلہ میں یہ نسبت ۲۵ فی صد ہے تو بنکوں کے اندر اس صنعت سے متعلق کاروباری فریقوں کو زیادہ قرضے دینے کا رجحان پیدا ہو گا۔ اس کے برعکس اگر مرکزی بنک کسی مخصوص کاروبار کے دیئے ہوئے قرضوں کے لئے نسبت استقراض کو عام نسبت استقراض سے کم مثلاً پندرہ فی صد کر دے تو بنک اس کاروبار کے لئے قرض دینے سے گریز کریں گے۔ اوپر ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ کاروباری فریقوں کو قرض دینے کے سلسلے میں بنکوں کو کسی حد تک ترک و اختیار کی آزادی ملنی چاہیئے۔ اس بنا پر امید کی جاتی ہے کہ مختلف صنعتوں کو دیئے جانے والے قرضوں کے بالمقابل استقراض کی نسبتیں مختلف رکھ کر مرکزی بنک اس امر کا اہتمام کر سکے گا کہ بعض صنعتوں کو قرض کی رسد زیادہ ہو اور بعض صنعتوں کو قرض کی رسد کم ہو۔

کسی صنعت کے لئے قرض کی رسد میں اضافہ اور قرض حاصل کرنے میں سہولت اس صنعت میں سرمایہ کاری کو آگے بڑھائے گی۔ اگرچہ یہ قرضے چھوٹی مدتوں کے لئے ہوں گے مگر اس بات کا علم کہ کسی صنعت کے لئے قرض ملنا زیادہ سہل ہے۔ اس صنعت کے لئے طویل المیعاد سرمایہ کی رسد میں (جو شرکت یا مضاربت کے اصول پر حاصل کیا جا سکے گا) اضافہ کا سبب بنے گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کاروبار کے لئے قصیر المیعاد قرضوں کا بہ سہولت میسر آنا اس کی نفع آوری میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے برعکس کاروبار کے جس دائرہ میں قرض ملنا دشوار ہو گا اس میں طویل المیعاد سرمایہ بھی کم لگایا جائے گا۔

جو بات ہم نے قرض کے سلسلے میں لکھی ہے وہی ان تجارتی ہنڈیوں پر بھی منطبق ہوتی ہے جو بنک کے ذریعے بھنائی جائیں گی۔ ہنڈی بھنانا قرض لینے کے ہم معنی ہے۔ بنک کاروباری فریقوں کی جو ہنڈیاں بھنائیں گے ان کی ضمانت پر وہ مرکزی بنک سے استقراض کے ضابطے کے تحت قرض حاصل کر سکیں گے۔ مرکزی بنک مختلف قسم کی ہنڈیوں کے لئے استقراض کی مختلف نسبتیں وضع کر کے اس بات کا اہتمام کر سکے گا کہ کاروبار کے بعض دائروں میں ہنڈیاں بھنانا زیادہ آسان ہو اور بعض دائروں میں نسبتہً دشوار ہو۔ کاروبار کے جس دائرہ میں ہنڈیاں بھنانا آسان ہو گا اسے وسعت حاصل ہو گی اور جس دائرہ میں ہنڈیاں بھنانا دشوار ہو وہ محدود ہو گا۔

نسبتِ استقراض کا ترجیحی استعمال مرکزی بنک کے لئے معیشت کے منتخب دائروں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریڈٹ میں توسیع یا تخفیف عمل میں لانے کے لئے ایک مؤثر آلہ کا کام کرے گا۔ یہی کام دور جدید کے بعض ممالک میں مختلف قسم کے تمسکات کی منہائی کے لئے مختلف شرحیں مقرر کر کے یا بنکوں کی جانب سے مختلف مقاصد کے لئے حاصل کئے جانے والے قرضوں کے لئے سود کی مختلف شرحیں مقرر کر کے لیا جاتا ہے[1]۔

اگر مرکزی بنک یہ چاہتا ہو کہ کسی مخصوص صنعت کے لئے مزید قرضے نہ دیئے جائیں تو وہ ایک مقررہ تاریخ کے بعد اس صنعت سے متعلق قرضوں کے بالمقابل نسبت استقراض صفر ہونے کا اعلان کر سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ ان قرضوں کے بالمقابل کچھ بھی قرض نہ دینے کا اعلان کر دے گا چونکہ بنکوں کو قرض دینے سے (سود کی شکل میں) کوئی آمدنی نہ ہوگی۔ لہٰذا نسبت استقراض صفر ہونے کی صورت میں ان کے لئے قرض دینے کا کوئی قوی محرک نہ باقی رہے گا۔

صفر نسبت استقراض کی انتہائی مثال کے مقابلہ میں صد فی صد نسبت استقراض پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی وقت کسی صنعت یا کاروبار کی غیر معمولی ہمت افزائی اور تیز رفتاری کے ساتھ توسیع مقصود ہو تو اس کو دیئے جانے والے قرضوں کے بالمقابل استقراض کی نسبت صد فی صد ہونے کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ امید کی جاتی ہے کہ اس صنعت کو قرض سرمایہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا۔ رسد کے لامحدود ہونے کے باوجود چونکہ یہ قرض چھوٹی مدت کے لئے دیئے جائیں گے لہٰذا ان کی طلب بڑی حد تک اس بات پر منحصر ہوگی کہ اس دائرہ میں طویل المیعاد سرمایہ کاری کے لئے کتنے وسائل کام میں لائے جا رہے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی مناسب ہوگا کہ اگر مرکزی بنک کسی دائرے کے لئے قرض کی رسد کو محدود کرنے یا اس رسد میں اضافہ کرنے میں مذکورہ بالا طریقے کو استعمال میں لا کر پوری طرح کامیاب نہ ہو تو وہ اس مقصد کے تحت بنکوں کو موزوں احکام و ہدایات بھی جاری کر سکے گا۔ لیکن یہ غیر معمولی حالات میں اختیار کیا جانے والا آخری چارۂ کار ہوگا۔

نسبت استقراض کے ترجیحی استعمال کو حکومت کو دیئے جانے والے قرضوں کی رسد میں اضافہ

---

[1] Peter G. Fousek : Foreign Central Banking, p. 20-70-71.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکے گا۔ یہی طریقہ صارفین (Consumers) کو قرضوں کی فراہمی کے سلسلے میں بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ان نکات کی وضاحت آئندہ ابواب میں کی جائیگی۔

۴۔ تجارتی حصص کی خرید و فروخت

مذکورہ بالا ضابطۂ استقراض کے تحت بنکوں کو نئے نقد کی فراہمی کا انحصار بنکوں کی جانب سے نقد کے مطالبہ پر ہے۔ مرکزی بنک انہیں اسی وقت قرض دے گا جب ان کی جانب سے قرض طلب کیا جائے۔ مزید برآں، جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں۔ اس ضابطہ کے تحت نقد کی فراہمی یا فراہم کردہ نقد کی واپسی زر کی مجموعی رسد میں تبدیلیوں کا سبب، عام حالات میں نہ بن سکے گی۔ مرکزی بنک کی زر کی بابت پالیسی کو موثر اور مکمل بنانے کے لئے ایک ایسے آلہ کی بھی ضرورت ہے جس کو استعمال کر کے وہ نظام بنک کاری کو حسب مرضی نقد فراہم کر سکے، یا ان سے نقد واپس لے سکے اور اس کے ان اقدامات کا زر کی رسد پر بھی پورا اثر مرتب ہو۔ سود پر مبنی نظام میں مرکزی بنک یہ مقصد تھوڑی مدت کے سودی تمسکات کی خرید و فروخت سے حاصل کرتا ہے۔ یہ تمسکات سرکاری خزانہ کی جانب سے تھوڑی مدت کے لئے قرض لینے کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ غیر سودی معیشت میں ان سودی تمسکات کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ اس نظام میں یہی مقصد حکومت کے جاری کردہ تجارتی حصص کی خرید و فروخت سے حاصل کیا جائے۔ ان حصص کی نوعیت اگلے باب میں واضح کی جائے گی۔ یہاں ہم صرف یہ واضح کریں گے کہ حکومت کے جاری کردہ حصص کی خرید و فروخت کو مرکزی بنک اپنا آلۂ کار کس طرح بنا سکتا ہے۔

حکومت قومی دائرہ کے کاروباری اداروں کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کے لئے شرکت کے اصول پر مبنی جو تجارتی حصص جاری کرے گی ان کی بھاری مقدار میں عام بنکوں، دوسرے مالی اداروں، اور عام افراد کی ملکیت میں ہوں گی۔ اگر مرکزی بنک ان حصص کو خریدنے کا فیصلہ کرے تو وہ بازار کے نرخ پر، یا اس سے کچھ زیادہ دام پیش کر کے ان حصص کے مالکوں کو ان کی فروخت پر آمادہ کر سکے گا۔ حصص فروخت کرنے والوں کو مرکزی بنک سے ان حصص کی قیمت نقد کی صورت میں ملے گی۔ عوام کی اس عادت کی بنا پر کہ وہ اپنے سرمائے زیادہ تر بنکوں میں جمع رکھتے ہیں یہ نقد بالآخر بنکوں کے پاس پہنچ جائے گا۔ بنکوں کی تحویل میں فاضل نقد ظاہر ہونے اور اس نقد کا کاروباری استعمال عم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آنے پر زر کی رسد میں توسیع کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اگر کاروباری طبقہ میں سرمایہ کی طلب موجود ہے تو پوری معیشت میں زر کی رسد اس سرمایہ سے کئی گنا بڑھ سکتی ہے جو مرکزی بنک نے حصص کی قیمت کے طور پر حصص فروخت کرنے والوں کو دیا تھا۔ حصص کی خریداری زر کی رسد میں توسیع عمل میں لانے والا آلہ ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں بنکوں کو نیا نقد ملتا ہے۔

اگر مرکزی بنک نے کچھ حصص براہ راست حکومت سے خریدے ہوں تو بھی بالآخر یہی نتیجہ ظاہر ہوگا کیونکہ حکومت اس سرمایہ کو قومی دائرہ کے کاروباری اداروں میں سرمایہ کاری کے لئے استعمال کرے گی جس سے اجرتوں تنخواہوں اور کرایوں کی صورت میں آمدنیوں میں اضافہ ہوگا جو بنکوں میں جمع کی جائیں گی۔

مرکزی بنک ہر وقت ان حصص کی ایک معتدبہ مقدار اپنے پاس رکھے گا تاکہ جب وہ زر کی رسد میں تخفیف کرنا چاہے تو ان حصص کی فروخت کو بنکوں سے نقد واپس لینے کا ذریعہ بنا سکے۔ مرکزی بنک بازار کے نرخ پر یا اس سے کچھ کم دام پر حصص فروخت کرنے میں ہمیشہ کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ بنک دوسرے مالی ادارے اور عام اصحاب سرمایہ ان حصص کے ذریعہ نفع حاصل کرنے کے لئے انہیں مناسب داموں پر خریدنے پر آمادہ ہوں گے۔ جو بنک یا اصحاب سرمایہ حصص خریدیں گے انہیں مرکزی بنک کو نقد دام ادا کرنا ہوگا جس سے بنکوں کی نقد تحویل میں کمی ہوگی۔ اگر خریدار بنک ہے تو اس کمی کی وجہ ظاہر ہے۔ اور اگر خریدار کوئی ادارہ یا فرد ہے تو وہ دام ادا کرنے کے لئے بنک کے کھاتہ میں جمع سرمایہ نکالے گا، یا اسے چک کے ذریعہ مرکزی بنک کی طرف منتقل کرے گا۔ بنکوں کی نقد تحویل میں کمی سے زر کی رسد میں تخفیف کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اگر اس عمل کے آغاز میں بنکوں کے پاس فاضل نقد نہیں تھا تو پوری معیشت میں زر کی رسد میں اس سرمایہ کی کئی گنا کمی واقع ہو جائے گی جو حصص کی قیمت کے طور پر مرکزی بنک کو ادا کیا گیا ہے۔ مرکزی بنک کی جانب سے حصص کی فروخت زر کی رسد میں تخفیف کا آلہ ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں بنکوں کی نقد تحویل میں کمی واقع ہوتی ہے۔

جیسا کہ آئندہ باب میں واضح کیا جائے گا حکومت کے جاری کردہ حصص کے بازار نرخ کا انحصار اس سے حاصل ہونے والی شرح نفع کے بارے میں توقعات یا اندیشوں پر ہوگا۔ اگرچہ ان اندازوں کی تبدیلی کے ساتھ نرخ کا کم و بیش ہوتے رہنا کسی حد تک ناگزیر ہے لیکن اجتماعی مفاد کا تقاضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ بے بنیاد اندیشوں یا بے بنیاد توقعات کی بنا پر اور سٹہ بازی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے غیر معمولی اتار چڑھاؤ سے ان نرخوں کو محفوظ رکھا جائے۔ مرکزی بنک یہ مقصد بھی ان حصص کی خریداری یا فروخت کا بروقت اقدام کر کے حاصل کر سکتا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اپنے زیر نگرانی چلائے جانے والے کاروباری اداروں کی کارکردگی اور ان کے نفع نقصان کے ایسے اندازوں سے جو حتی الامکان واقعی حسابات پر مبنی ہوں مرکزی بنک کو برابر آگاہ کرتی رہے۔ مرکزی بنک ان حسابات کی روشنی میں حکومتی حصص کے بازار نرخ پر نگاہ رکھے گا۔ جب اسے ان حصص کے دام اس حد سے زیادہ نیچے گرتے نظر آئیں گے جس حد تک ان کو صحیح اندازے کے مطابق گرنا چاہیئے تو وہ ان حصص کی بازار نرخ پر خریداری کا اقدام کرے گا۔ حصص کی طلب میں اضافہ اس کے نرخ کو گرنے سے بچالے گا۔ اسی طرح جب مرکزی بنک کو حصص کے دام حد اعتدال سے زیادہ بڑھتے نظر آئیں تو وہ بازار نرخ پر حصص فروخت کر کے حصص کے طلبگاروں کی طلب پوری کر دے گا۔ رسد میں اس اضافہ سے دام بڑھنے کا رجحان ختم ہو جائے گا۔ حصص کی خریداری اور فروخت کے ذریعے مرکزی بنک ان کے نرخوں کو غیر معمولی اتار چڑھاؤ سے محفوظ رکھے گا تاکہ اصحاب سرمایہ اور بنک حصص میں سرمایہ لگانے کو سرمایہ کے نفع آور استعمال کا نسبتہً محفوظ طریقہ سمجھ سکیں۔ اور حکومت کے لئے نفع میں شرکت کے اصول پر عوام سے سرمایہ حاصل کرنا آسان ہو جائے۔

معاشی ترقی اور کاروبار کی توسیع کے ساتھ ملک میں زری رسد میں مسلسل اضافہ ہوتے رہنا ناگزیر ہے۔ زری رسد میں مسلسل اضافہ کے لئے ضروری ہے کہ عام بنکوں کو مناسب رفتار سے نیا نقد فراہم کیا جاتا رہے۔ ہمارے مجوزہ نظام میں عام بنکوں کو نیا نقد ملنے کا ذریعہ مرکزی بنک کی جانب سے حکومتی حصص کی خریداری ہے۔ روزمرہ خرید و فروخت سے قطع نظر، عرصۂ طویل میں حصص کی خریداری کی رفتار کو حصص کی فروخت کی رفتار سے زیادہ رکھ کر مرکزی بنک عام بنکوں کی نقد تحویل میں اضافہ کرتے رہنے کا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ چونکہ قومی دائرہ کا کاروبار وسعت پذیر ہوگا اور حکومت کی جانب سے نئے حصص جاری کئے جاتے رہیں گے۔ لہٰذا عرصۂ طویل میں ان حصص کی رسد میں بھی مسلسل اضافہ متوقع ہے۔

اوپر کی بحث سے حصص کی خرید و فروخت کے تین مقاصد سامنے آئے ہیں۔ عرصۂ طویل میں زری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسد میں مسلسل اضافہ کے لئے بنکوں کو نیا نقد فراہم کرتے رہنا، حکومتی حصص کے نرخوں کو غیر معمولی اتار چڑھاؤ سے بچا کر ان میں یک گونہ استقرار پیدا کرنا، زری رسد میں حسب مرضی توسیع یا تخفیف عمل میں لانے کے لئے بنکوں کو نیا نقد دینا یا ان سے نقد واپس لینا۔ ظاہر ہے کہ ان تینوں مقاصد کا ہر حالت میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ رہنا ضروری نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ایک مقصد کے لئے حصص کی خریداری مناسب ہو مگر دوسرے مقصد کا تقاضا یہ ہو کہ حصص فروخت کئے جائیں۔ ایسی صورت میں تضاد کا حل یہ ہوگا کہ مرکزی بنک حصص کی خریداری یا فروخت کے ساتھ نسبت نقد محفوظ کی تبدیلی کا اقدام یا نسبت استقراض میں تبدیلی کا اقدام بھی اس طرح کرے کہ دونوں یا تینوں مقاصد بیک وقت حاصل کئے جا سکیں۔ اگر ضرورت ہو تو وہ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے کوئی دوسرا راست اقدام بھی کر سکتا ہے۔ ذیل میں اس بات کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا جائے گا۔

فرض کیجئے کہ بازار کے بعض بے بنیاد اندیشوں کے سبب حصص کے نرخ گر رہے ہیں اور مرکزی بنک اس صورت حال کے علاج کے لئے حصص خریدنے کا اقدام کرتا ہے۔ لیکن وہ زری رسد میں کوئی اضافہ نہیں چاہتا۔ ایسی صورت میں اسے حصص کی خریداری کے ساتھ نسبت نقد محفوظ میں اتنا اضافہ کر دینا چاہیئے کہ بنکوں کو جو نیا نقد ملے وہ زری رسد میں توسیع کا ذریعہ نہ بن سکے۔ فرض کیجئے کہ ایسی صورت حال میں مرکزی بنک زری رسد میں تخفیف چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں نسبت نقد محفوظ میں نسبتہً زیادہ اضافہ کرنا ہوگا تاکہ نیا نقد حاصل ہونے کے باوجود بنکوں کو کاروباری طبقہ سے سرمایہ واپس لینے پر مجبور کیا جا سکے۔

حصص کے نرخ میں استقرار پیدا کرنے اور زری رسد میں کمی بیشی چاہنے کے مقاصد کو ایک ساتھ حاصل کرنے کی دوسری مثالوں کو اسی مثال پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک بنکوں کو نقد کی رسد میں مسلسل اضافہ کا تعلق ہے وہ عرصہ طویل سے تعلق رکھنے والا مقصد ہے جسے عرصہ مختصر کے مصالح کا تحفظ عمل میں لاتے ہوئے حاصل کرنا چنداں دشوار نہ ہوگا۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ بھی مناسب ہوگا کہ معیشت میں نقد کی مقدار میں اضافہ مرکزی بنک کے علاوہ خود حکومت بھی اپنے بعض اقدامات کے ذریعہ کر سکتی ہے۔ مرکزی بنک کی جانب سے حصص کی خریداری اس مقصد کے حاصل کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔[1]

---

[1] حکومت مرکزی بنک سے قرض حاصل کر کے اپنے اخراجات پورے کرے تو معیشت میں نقد کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ اس نکتہ پر اگلے باب میں مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تضاد سے بچنے کے لئے ہم یہ بھی تجویز کریں گے کہ زر کی رسد میں کمی بیشی کے لئے زیادہ تر انحصار نسبت نقد محفوظ کی تبدیلی پر کیا جائے نہ کہ حصص کی خرید و فروخت پر۔ زر کی رسد میں اضافہ یا کمی کے لئے حصص کی خرید و فروخت کا اقدام ان غیر معمولی حالات میں کیا جائے جب نسبت نقد محفوظ کی تبدیلی اس مقصد کے لئے کافی نہ نظر آئے، یا جب مطلوبہ مقصد کو کم سے کم عرصے میں حاصل کر لینا ضروری ہو۔ مثلاً افراط زر کی جانب شدید رجحان کی فوری روک تھام کے لئے ——— آج بھی دنیا کے بہت سے ممالک میں زر کی رسد کو قابو میں رکھنے کے لئے زیادہ تر انحصار نسبتِ نقد محفوظ میں تبدیلی پر کیا جاتا ہے نہ کہ تمسکات کی خرید و فروخت پر۔ ان ممالک میں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جیسے ترقی یافتہ ممالک بھی شامل ہیں[۱]

مناسب ہوگا کہ آخر میں مختصراً وہ وجوہ بھی بیان کر دیئے جائیں جن کی بنا پر ہم مرکزی بنک کے لئے صرف حکومت کے جاری کردہ حصص کی خرید و فروخت تجویز کر رہے ہیں، اگرچہ بازار میں نجی دائرہ سے متعلق تجارتی حصص کی بھی بھاری مقدار موجود ہوگی۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مرکزی بنک کے پیش نظر مقاصد کے لئے وہ حصص زیادہ موزوں ہوں گے جن کی قیمتیں کم تغیر پذیر ہوں۔ ہمارا خیال ہے کہ حکومتی حصص کے بازار نرخ میں عام حصص کے نرخ کے مقابلہ میں زیادہ استقرار پایا جائے گا۔ اس کی وجہ حکومت کی اونچی ساکھ اور قومی دائرہ کے کاروباری اداروں کی نفع آوری کے سلسلے میں اس کی وہ پالیسی ہے جس پر آئندہ بحث کی جائے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرکزی بنک کے پاس کوئی معیار نہ ہوگا جس کو بعض کاروباری اداروں کے جاری کردہ حصص کے انتخاب اور بعض کے ترک کی بنیاد بنایا جاسکے جب کہ مرکزی بنک کے بھاری مقدار میں حصص خریدنے سے متعلقہ کاروباری اداروں کو غیر معمولی

---

[۱]

Commission on Money and Credit, p. 1. Monetary Management p. 95-104-115-118. R. S. Sayers: Central Banking, p. 112-130. Peter G. Fousek Central Banking, p. 53.

فرانس، اٹلی اور ناروے میں بھی مرکزی بنک بڑے پیمانہ پر سرکاری تمسکات کی خریداری کا طریقہ نہیں اختیار کرتے

Economic Policy of Our Time, Vol. 1, p. 70, Amsterdam 1964.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان کے لیئے نئے حصص جاری کرنا اور مزید سرمایہ فراہم کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس طرح بعض صنعتوں اور کاروباری اداروں کے ساتھ ترجیحی سلوک لازم آئے گا جس کے لئے کوئی معقول معاشی بنیاد ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر کسی وقت مرکزی بنک کسی کاروباری ادارہ کے حصص کی بھاری مقدار فروخت کرتا ہے تو ان حصص کے دام گر جانے اور اس ادارہ کے لئے مزید سرمایہ کی فراہمی دشوار ہو جانے کا امکان ہے۔ اس امتیازی سلوک کی کوئی معاشی بنیاد نہ ہو گی۔

یہ بات کہ مرکزی بنک عرصۂ طویل میں اس سے زیادہ حصص خریدے گا جتنے کہ وہ فروخت کریگا یہ معنی رکھتی ہے کہ وہ حکومت کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر سرمایہ کاروں کے لئے مزید سرمایہ فراہم کرتا رہے گا۔ اس سرمایہ کے ذریعہ قومی دائرہ کے مفاد سے بالآخر پورے معاشرے کا مفاد وابستہ ہے اور اس کے ساتھ ترجیحی سلوک کسی شہری کے لئے وجہ شکایت نہیں بن سکتا۔ قومی دائرہ کی صنعتوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کے لئے ایک فلاحی ریاست میں معقول معاشی بنیادیں موجود ہیں۔

۵۔ نسبتِ قرض میں تبدیلی

مجوزہ نظام بنک کاری میں کاروباری افراد اور اداروں کو طویل المیعاد سرمایہ کاری کے لئے بنکوں سے مضاربت اور شرکت کے اصول پر سرمایہ حاصل ہو سکے گا لیکن جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے[۵] کاروبار کو سہولت کے ساتھ چلانے کے لئے چھوٹی مدتوں کے لئے عارضی طور پر کچھ سرمایہ درکار ہوتا ہے جس کے لئے مضاربت اور شرکت کے اصول، اس صنعتی دور میں، قابل عمل بنیاد نہیں فراہم کرتے۔ یہ ضرورت بنکوں سے چھوٹی مدتوں کے لئے قرض حاصل کر کے پوری کی جا سکے گی حقیقت پسندانہ مفروضہ یہ ہے کہ اس سرمایہ کی طلب طویل المیعاد سرمایہ کاری کی مقدار پر منحصر ہے۔ اگرچہ کاروبار کے مختلف دائروں میں طویل المیعاد سرمایہ کاری اور قرض سرمایہ کی ضرورت کے درمیان نسبتیں مختلف ہوں گی لیکن اوسطاً پوری معیشت کے لئے دونوں سرمایوں کے مابین نسبت دریافت کرنا ممکن ہو گا چونکہ اس نسبت کا انحصار پیداوار کے طریقوں، مال کے ذخیرہ کرنے اور فروخت کرنے کے بارے میں عادات

---

[۵] چوتھا باب "بینک کے قرضے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تیار شدہ مال کی فروخت کی رفتار وغیرہ پائدار اسباب و عوامل پر ہے لہٰذا اس کے جلد جلد تبدیل ہونے کا امکان کم ہوگا۔ مرکزی بنک کا ایک کام یہ ہوگا کہ ماضی کے تجربے اور حال کے تجزیے کی مدد سے اس نسبت کو دریافت کرے اور ایسی نسبت قرض متعین کرے جو کاروباری طبقہ کے لئے موزوں مقداروں میں قرض سرمایہ کی رسد کا اہتمام کرے۔ جب مرکزی بنک یہ محسوس کرے کہ طویل المیعاد سرمایہ کاری اور قصیر المیعاد قرضوں کے درمیان توازن نہیں قائم رہا جس کے سبب کاروبار تنگی میں مبتلا ہے تو اسے نسبت قرض میں مناسب تبدیلی کے ذریعے اس صورت حال کا علاج کرنا چاہیئے۔

اگر معیشت میں قرض کی رسد طویل المیعاد سرمایہ کاری کی نسبت سے کم ہو اور کاروباری طبقہ کی ضروریات قرض نہ پوری ہو رہی ہوں تو کاروباری عمل سست پڑ جائے گا۔ اپنی ناگزیر ضروریات کے پیش نظر کاروباری طبقہ مجبور ہوگا کہ طویل المیعاد سرمایہ کاری میں کمی کرے تاکہ سرمایہ کی ایک مقدار کو اس سے فارغ کرکے عارضی ضروریات کی تکمیل میں لگایا جا سکے۔ اجتماعی نقطۂ نظر سے یہ سرمایہ کے بہتر سے بہتر استعمال کے مطابق نہ ہوگا کہ جو ضرورت چند ہفتوں کے لئے سرمایہ حاصل کرکے پوری کی جا سکتی ہو اسے پورا کرنے کے لئے تین مہینے کی مدت کے لئے سرمایہ حاصل کیا جائے۔ ایسی صورت میں اگر مرکزی بنک نسبت قرض میں اضافہ کر دے تو قرض سرمایہ کی رسد بڑھ جائے گی اگرچہ مضاربت سرمایہ کی رسد میں اسی قدر کمی بھی واقع ہو جائے گی۔ چونکہ قرض کی مدت مضاربت پر دیئے جانے والے سرمایہ کی مدت سے کم ہوگی لہٰذا اس سرمایہ کے الٹ پھیر (Turnover) کے ذریعہ زیادہ کام لیا جا سکے۔

قرض کی رسد کے اس کی طلب سے نمایاں طور پر کم ہونے کی علامت یہ ہوگی کہ بنکوں کے لئے قرض کے طلبگاروں کی ایسی ضروریات پورا کرنا بھی ممکن نہ ہو جن کو وہ اہم اور حقیقی ضروریات قرار دیتے ہوں اور قرض کی بہت سی درخواستوں کو رد کرنا ناگزیر ہو جاتا ہو۔ اس کے برعکس جب درخواستیں کم ہوں اور قرض دینے کے لئے رقم فراواں ہو، یا اس مد میں گنجائش کے پیش نظر بنک ایسے قرضے دینے پر مجبور ہوتے ہوں جن کو وہ ناگزیر نہیں سمجھتے، تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ نسبت قرض ضرورت سے زیادہ ہے، اس میں کمی کی جانی چاہیئے۔ نسبت قرض میں کمی مضاربت سرمایہ کی رسد میں اضافہ کا سبب بننے کی جس سے معیشت میں مستقل اور طویل المیعاد سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ قرض کی رسد کم ہوگی جس سے کاروباری طبقہ مجبور ہوگا کہ قرض سرمایہ کا کفایت شعارانہ استعمال عمل میں لائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں، یہ ضابطہ کہ بنکوں کے لئے اپنے قرض کھاتہ کا ایک متعین فی صد حصہ قرض کے طور پر دینے کے لئے آمادہ رہنا ضروری ہے اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ سود کی حرمت کے باوجود کاروباری افراد اور اداروں کو چھوٹی مدتوں کے لئے قرض حاصل ہو سکے۔ جیسا کہ ہم آئندہ صفحات میں واضح کریں گے، اسی ضابطہ کے تحت حکومت اور صارفین (Consumers) کو قرض کی فراہمی بھی ممکن ہوگی۔ ایک غیر سودی نظام میں ان مفید اور ضروری وظائف کی انجام دہی یعنی کاروباری طبقہ، حکومت اور صارفین کو قرض کی فراہمی، اس ضابطہ کے بغیر دشوار ہوگی۔ نسبت قرض کی تعیین کا رہنما اصول یہ ہوگا کہ ان ضروریات کی مناسب حد تک تکمیل کے بعد قرض کھاتہ کی زیادہ سے زیادہ رقم بنکوں کیلئے نفع آور استعمال کے قابل رہے۔ مرکزی بنک نسبتِ قرض میں تبدیلیوں کے ذریعے قرض کی طلب، یعنی صارفین، حکومت اور کاروباری طبقہ کی ضروریاتِ قرض کو مناسب حد تک پورا کرتے رہنے کا اہتمام کرے گا۔

نسبتِ قرض میں تبدیلی زر کی مجموعی رسد اور بنکوں کے کھاتوں کی مجموعی میزان پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔ اگر صارفین اور حکومت کو نظر انداز کر دیا جائے جیسا کہ ہم نے اب تک کیا ہے تو اس تبدیلی کا کاروباری طبقہ کو فراہم کئے جانے والے سرمایہ کی مجموعی مقدار پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا اس کا اثر صرف مضاربت کے اصول پر فراہم کئے جانے والے سرمایہ اور قرض سرمایہ کی باہمی نسبت پر پڑتا ہے، جیسا کہ ذیل کے نقشہ سے واضح ہے۔

اس نقشے کی پہلی سطر یہ بتاتی ہے کہ جب نسبت قرض پچاس فی صد تھی تو بنکوں کے حسابات کا مجموعی نقشہ کیا تھا۔ دوسری سطر نسبت قرض میں ڈھائی فی صد اضافہ اور تیسری سطر نسبت قرض میں ڈھائی فی صد کمی کے اثرات ظاہر کرتی ہے۔

نسبتِ قرض	ذمہ داریاں		اثاثے		
	قرض کھاتہ	مضاربت کھاتہ	نقد محفوظ	قرض	مضاربت
۵۰ فی صد	۶۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰
۵۲½ فی صد	۶۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۱۵۰۰	۵۸۵۰۰
۴۷½ فی صد	۶۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۲۸۵۰۰	۶۱۵۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض کھاتہ، مضاربت کھاتہ اور نقد محفوظ کی مقداروں پر نسبت قرض میں تبدیلی کا کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ سارا اثر دیے جانے والے قرض اور مضاربت سرمایہ کی مقداروں پر پڑا ہے۔ پہلی اور دوسری سطر کا تقابلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ نسبت قرض میں ڈھائی فی صد کا اضافہ قرض کی رسد میں پندرہ سو کے اضافہ اور مضاربت سرمایہ کی رسد میں پندرہ سو کی کمی کا سبب بنتا ہے۔ پہلی اور تیسری سطر کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ نسبتِ قرض میں ڈھائی فی صد کمی کے نتیجہ میں قرض کی رسد میں پندرہ سو کی کمی ہوئی ہے مگر مضاربت سرمایہ کی رسد میں پندرہ سو کا اضافہ ہوا ہے۔

استقراض سے متعلق ضابطہ کے تحت ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ کسی بنک کو مرکزی بنک سے ملنے والے قرض کی مقدار کا انحصار اس قرض کی مقدار پر ہوگا جو اس بنک نے دیا ہو۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نسبت قرض میں تبدیلی بنکوں کو مرکزی بنک سے ملنے والے قرض کی مقدار پر بھی اثر انداز ہوگی۔ اگر مرکزی بنک اس قرض کی مقدار میں کوئی تبدیلی نہ کرنا چاہتا ہو تو اسے نسبت قرض میں تبدیلی کے ساتھ نسبت استقراض میں بھی مناسب تبدیلی عمل میں لانی چاہیے۔ البتہ اگر نسبتِ قرض میں کی جانے والی تبدیلی تھوڑی ہو اور عملی حالات نسبت استقراض میں کسی تبدیلی کے متقاضی نہ ہوں تو اس اقدام کو مؤخر بھی کیا جا سکتا ہے۔

متعدد آلات کا استعمال

اوپر مرکزی بنک کی زری بابت پالیسی کے مقاصد اور ان کے حصول کے لئے آلات کا جو جائزہ لیا گیا ہے اس کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس امر کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ اکثر اوقات مرکزی بنک کو کسی مقصد کے حصول کے لئے ایک ساتھ کئی آلات کا استعمال کرنا ہوگا۔ مثلاً شدید افراطِ زر کے رجحان کا مقابلہ کرنے کے لئے زر کی رسد میں تخفیف عمل میں لانا ہو تو نسبت نقد محفوظ میں اضافہ، جن صنعتوں میں اعتدال سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ سرمایہ کاری ہو رہی ہو ان کے متعلق قرضوں کے بالمقابل نسبت استقراض میں کمی، اور حصص کی فروخت کے اقدامات ایک ساتھ کئے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح تفریطِ زر کی صورت میں اگر ضرورت داعی ہو تو نسبت نقد محفوظ میں کمی، بعض صنعتوں کو دیے جانے والے قرضوں کے بالمقابل نسبت استقراض میں اضافہ اور حصص کی خریداری کا اقدام کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مختلف حالات میں، جن کا تعلق زر کی رسد، حکومتی حصص کے نرخ، اور قرض اور مضاربت سرمایہ کے درمیان توازن سے ہو سکتا ہے، مختلف آلات کا ایک ساتھ استعمال زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے جس کی متعدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالیں بآسانی وضع کی جا سکتی ہیں۔

اس باب میں ایک غیر سودی معیشت میں مرکزی بنک کے اعمال و وظائف اور اس کے آلاتِ کار کا جو جائزہ لیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سود کی حرمت کے باوجود مرکزی بنک اپنے معروف وظائف ادا کر سکتا ہے۔ غیر سودی معیشت میں بھی زر کی بابت پالیسی (Monetary Policy) نہ صرف ایک بامعنیٰ تصور ہے بلکہ اس میں اتنی لچک موجود ہے کہ اسے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق تبدیل کر کے فلاحی ریاست کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کا خادم بنائے رکھنا ممکن ہوگا۔

مرکزی بنک ریاستی سرمایہ سے قائم کیا جائے گا۔ اس کے انتظامی اخراجات پورے کرنے کے لئے کسی حد تک اس نفع کو کام میں لایا جا سکتا ہے جو حکومتی حصص شرکت اور حکومتی حصص مضاربت کی فروخت سے حاصل ہو۔ مگر یہ آمدنی نہ تو یقینی ہے نہ اس سے جملہ اخراجات کا پورا ہو جانا ضروری ہے۔ لہٰذا مرکزی بنک کے اخراجات پورے کرنے کے لئے دو طریقوں میں سے ایک طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔ اسے ایک ضروری سماجی خدمت سمجھتے ہوئے جملہ اخراجات ریاست کے عام خزانہ سے پورے کئے جائیں اور دوسری سماجی خدمات کی طرح اس کے لئے بھی محاصل کے ذریعہ وسائل فراہم کئے جائیں یا ان اخراجات کا بار عام تجارتی بنکوں پر ڈالا جائے۔ اس غرض کے لئے بنکوں کے کاروباری سرمایوں کی نسبت سے ان سے ایک مقررہ سالانہ فیس وصول کی جا سکتی ہے یا ان کے سالانہ منافع میں سے ایک حصہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ ہم پہلے طریقہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ مرکزی بنک کے اخراجات ریاست کو پورے کرنے چاہئیں البتہ وہ محاصل عائد کرتے وقت کاروبار بنک کاری پر خصوصی محاصل عائد کر سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

نظام بنک کاری اور مالیات عامہ

غیر سودی نظام بنک کاری کا جو نقشہ گزشتہ ابواب میں پیش کیا گیا ہے اس میں ان امور سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا ہے جن کا تعلق مالیات عامہ (Public Finance) سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک ایک اسلامی ریاست میں حکومت کی آمدنی کے ذرائع اور خرچ کی مدات کا تفصیلی جائزہ نہ لیا جائے اور معیشت کے باب میں اس ریاست کے مقاصد اور اہداف پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے حصول کے لئے استعمال کئے جانے والے اور اقدامات پر گفتگو نہ کی جائے، مالیات عامہ سے متعلق بحث مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ کام علیحدہ سے کیا جانا چاہیئے۔ غیر سودی نظام بنک کاری پر گفتگو کے ضمن میں اس بحث کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مالیات عامہ سے متعلق دو امور ایسے ہیں جن کا زر اور بنک کاری کے نظام سے اتنا گہرا تعلق ہے کہ ان سے تعرض ضروری ہے۔ یعنی حکومت کی جانب سے شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنا اور حکومت کی جانب سے قرض لینا۔

کسی ملک میں زر اور بنک کاری سے متعلق مرکزی بنک کی پالیسیاں ریاست کے اہم مقاصد کے تابع ہوتی ہیں اور ان کو سامنے رکھتے ہوئے وضع کی جاتی ہیں۔ گزشتہ ابواب میں مرکزی بنک کے اعمال و وظائف کا جو ابتدائی نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مزید وسعت اور پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب ہم ریاست کے معاشی مقاصد و اہداف کی نسبت سے مختلف حالات میں اختیار کی جانے والی مختلف پالیسیوں پر غور کرتے ہیں۔ اس باب میں مالیات عامہ سے متعلق مذکورہ بالا دو امور کا جائزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے کے بعد ہمارے لئے یہ ممکن ہو جائے گا کہ مرکزی بنک کے بعض نئے اعمال و وظائف کا ذکر کر سکیں۔

اسلامی ریاست ایک بامقصد ادارہ ہے۔ اس کے اخراجات کی تعیین بڑی حد تک اس کے مقاصد کے تقاضے کریں گے۔ ریاست کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے وسیع مالی وسائل کی ضرورت پڑے گی۔ ہم بغیر کسی تفصیلی بحث کے یہ فرض کر کے گفتگو کریں گے کہ دور جدید کی دوسری ریاستوں کی طرح اسلامی ریاست کو بھی مالی وسائل فراہم کرنے کے لئے متعدد طریقے اختیار کرنے پڑیں گے۔ جن میں محاصل، نفع آور کاروبار، شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنا، اور قرض لینا شامل ہیں۔ مالی ضروریات کی وسعت اور وسائل کی فراہمی کے لئے مذکورہ بالا طریقے اختیار کرنے کی ضرورت کے حق میں یہاں صرف اجمالی اشارے کئے جا سکتے ہیں۔ اس باب میں ایک فیصلہ کن چیز اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں ہیں جن پر ہم علیحدہ سے گفتگو کر چکے ہیں[۱] اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی ریاست اپنے حدود میں بسنے والے تمام انسانوں کی بنیادی ضروریات کی مناسب معیار کے مطابق تکمیل کی ضمانت دے گی۔ یعنی ایسے اقدامات کرے گی جن کے نتیجے میں ہر فرد کو خوراک، لباس، مکان، علاج اور تعلیم فراہم ہو اور اس کی جان و مال اور عزت و آبرو بیجا دست درازی سے محفوظ رہے۔ اسلامی ریاست ملک کی معاشی تعمیر و ترقی کا اہتمام کرے گی کیونکہ اس کے بغیر نہ مذکورہ بالا ذمہ داری ادا کی جا سکتی ہے، نہ دوسری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے۔ تیسری اہم معاشی ذمہ داری معاشرے میں دولت اور آمدنی کی تقسیم کے اندر پائے جانے والے تفاوت کو کم کرنا ہے۔ مزید براں اسلامی ریاست عوام کا نمائندہ ادارہ ہونے کی حیثیت میں ان اجتماعی ضروریات (Collective Needs) کی تکمیل کا بھی اہتمام کرے گی جن کا دائرہ جدید تمدن میں وسعت پذیر ہے۔

دور جدید کی فلاحی ریاستوں کے سامنے معیشت کے سلسلے میں عام طور پر جو مقاصد ہوتے ہیں وہ اسلامی ریاست کے سامنے بھی ہوں گے کیونکہ ان کا تعلق عوام کی فلاح و بہبود، ان کی ضروریات کی

---

[۱] "اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں"، اسلام کا نظریہ ملکیت۔ حصہ دوم۔ صفحات ۹۱ - ۱۰۰ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکمیل، معاشرہ کے استحکام اور اس کی قوت سے ہوتا ہے، اور یہ سب اسلامی ریاست کے معروف مقاصد میں داخل ہیں۔ ان کے پہلو بہ پہلو وہ عوام کی روحانی اور اخلاقی تربیت، بھلائی کو فروغ دینے اور برائی کو مٹانے، انفرادی آزادی، انسانی ضمیر کو ہر دباؤ سے آزاد رکھنے اور ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ قائم رکھنے کا بھی اہتمام کرے گی۔ ان وسیع مقاصد کے حصول کے لئے وہ دوسرے آلات اور اقدامات کو بھی استعمال کرے گی۔

حکومت کے ذرائع آمدنی شریعت نے محدود نہیں رکھے ہیں بلکہ حالات وظروف کے لحاظ سے ان میں خاصی وسعت کا امکان ہے[1] یہاں اسلامی ریاست کے معروف ذرائع آمدنی کا ذکر کرنے کی بجائے ہم صرف اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ اسلامی حکومت کو شرکت اور مضاربت کے اصول پر عوام سے سرمایہ حاصل کرنے اور عوام سے قرض لینے کی ضرورت بھی پڑے گی۔ ہم اجمالاً ان مخصوص ضروریات کا ذکر کریں گے جن کی تکمیل کے لیئے یہ طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ اور یہ بتائیں گے کہ یہ طریقے کس طرح استعمال کئے جائیں گے۔

حکومت کے مصارف اور ذرائع آمدنی

جہاں تک عام اخراجات حکمرانی کا تعلق ہے ان کو محاصل کے ذریعہ پورا کیا جانا چاہیئے۔ ملک کے نظم ونسق کو چلانے اور انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کے جملہ اخراجات، نیز ملک میں امن وامان قائم رکھنے اور عام حالات میں ملک کے دفاع کے اہتمام پر آنے والے مصارف عام اخراجات حکمرانی میں داخل ہیں۔ بعض بنیادی فلاحی خدمات مثلاً تعلیم اور حفظان صحت سے متعلق اخراجات کو بھی محاصل کے ذریعے پورا کرنا چاہیئے۔ البتہ معاشی تعمیر وترقی کی اسکیموں اور ان فلاحی خدمات سے متعلق اخراجات عام اخراجات حکمرانی میں نہیں داخل ہیں جن کو معاشرہ نے ریاست کے سپرد کیا ہو۔

باشندگان ملک کی بنیادی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے عشر وزکوٰۃ کی آمدنی اور ان کے علاوہ دوسرے محاصل کی آمدنی سے کام لینا چاہیئے۔ دعوت اسلامی، معروف کے قیام اور منکر کو مٹانے اور اس

---

[1] اس موضوع پر بحث کے لئے ملاحظہ ہو ''اسلام کا نظریہ ملکیت'' حصہ دوم ابواب ۷، ۸، ۱۱ اور ۱۲، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلے میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم وغیرہ کو ذریعہ بنانے سے متعلق اخراجات کو بھی شرعی محاصل اور مزید محاصل سے پورا کرنا چاہیئے۔

ملک کی معاشی تعمیر و ترقی کے لئے مختلف اسکیموں کو روبہ کار لانے کے لئے جن وسیع مالی وسائل کی ضرورت ہے ان کی فراہمی صرف محصول عائد کر کے نہیں کی جا سکتی۔ اگرچہ محاصل ان وسائل کی فراہمی کا ایک اہم ذریعہ ہوں گے۔ دوسرا ذریعہ قومی املاک کی پیداوار اور ریاست کے زیر اہتمام چلائے جانے والے کاروباری اداروں کے منافع ہیں۔ مگر دور جدید کی ریاستوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں کے تجربے شاہد ہیں کہ یہ ذرائع کافی نہیں ہو سکتے۔ ضرورت ہے کہ ترقیاتی اسکیموں کے لیۓ عوام سے ان کی بچتوں کا ایک حصہ قرض کے طور پر بھی حاصل کیا جائے۔

اس مرحلہ پر یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ریاست کے زیر اہتمام ترقیاتی منصوبوں پر عمل کے لئے اصل اہمیت اس بات کو حاصل ہے کہ عوامل پیداوار مثلاً زمین، محنت، مشینوں وغیرہ کی ایک بھاری مقدار کو اشیاء صرف کی پیداوار سے فارغ کر کے سامان سرمایہ (Capital Goods) پیدا کرنے میں اور ایسی صنعتوں میں لگایا جائے جو آئندہ مزید سامان صرف پیدا کرنے کے لئے نئے آلات اوزار وغیرہ پیدا کر سکیں۔ عوام سے محصول کے طور پر یا قرض یا شرکت و مضاربت کے اصول پر ان کی آمدنی کا ایک حصہ حاصل کرنے کی اصل اہمیت یہی ہے کہ اس طرح عوام کی قوت خرید میں جو کمی ہوتی ہے اسی نسبت میں اشیاء صرف کی طلب گھٹتی ہے اور عوامل پیداوار کی ایک مقدار فارغ ہو جاتی ہے جسے حاصل شدہ مالی وسائل کے ذریعہ ریاست ترقیاتی کاموں میں استعمال کے لئے خرید سکتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ زیادہ تر وسائل حال کی ضروریات صرف کی تکمیل میں مشغول رہیں گے اور طویل المیعاد سرمایہ کاری کے ذریعہ معاشی تعمیر و ترقی کا اہتمام ممکن نہ ہو گا۔ چونکہ ملک کی معاشی تعمیر و ترقی کا اہتمام اسلامی ریاست کی ایک اہم ذمہ داری ہے لہذا اسے وہ تمام جائز طریقے اختیار کرتے ہوں گے جن کو اختیار کرنا اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہو۔ جب اسلامی ریاست کو جنگ کے سبب دفاع پر غیر معمولی اخراجات کی ضرورت پیش آ جائے تو اس کا عام خزانہ ضرورت کی تکمیل کے لئے ناکافی ثابت ہو سکتا ہے اور عوام سے مزید مالی تعاون حاصل کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس ضرورت کو صرف محاصل میں اضافہ کر کے نہیں پورا کیا جا سکتا۔ کیونکہ ایک خاص حد سے زیادہ محاصل عائد کرنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح طرح کے سیاسی، سماجی، معاشی اور انتظامی مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عوام سے رضاکارانہ اعانتیں حاصل کرنے کی پوری کوشش کے ساتھ ساتھ ان سے سرمایہ قرض حاصل کرنا چاہیئے۔

اسلامی حکومت کو بعض عارضی مشکلات پر قابو پانے کے لئے بھی قرض کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ حکومت کی آمدنی بالعموم سال کے چند متعین ہفتوں میں زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت عام اوقات کے۔ یہ متعین ہفتے وہ ہیں جن میں عشر و زکاۃ، دوسرے سالانہ محاصل، یا محاصل کی سہ ماہی قسطیں وصول کی جائیں گی۔ لیکن حکومت کے بیشتر اخراجات پورے سال پر کم و بیش یکساں طور پر پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ مثلاً ملازمین کی تنخواہیں اور اجرتیں، اشیاء ضرورت کی خریداری وغیرہ۔ آمدنی اور خرچ کی کیفیت کے درمیان اس فرق کی وجہ سے کسی خاص دن، ہفتہ یا مہینہ میں آمدنی کے اخراجات سے کم ہونے اور عام خزانے میں بقدر ضرورت سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری خزانہ کو عارضی طور پر قرض کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ یہ ضرورت دور جدید کی ہر ریاست کو پیش آتی ہے اور اسے موجودہ حکومتیں قصیر المیعاد تمسکات جاری کرکے سودی قرض لے کر پورا کرتی ہیں۔

مذکورہ بالا ضرورت کے علاوہ عوام سے قرض لینے کا طریقہ مالیات عامہ سے متعلق پالیسی کا ایک اہم آلہ بھی ہے جسے بعض اوقات صرف اس لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ عوام کے ہاتھوں سے ان کی آمدنی کا ایک حصہ واپس لے لیا جائے تاکہ پوری معیشت میں طلب مؤثر (Effective Demand) کم ہو سکے۔ یہ اقدام بالعموم افراط زر کے سدباب کے لئے محاصل میں اضافے کے پہلو بہ پہلو کیا جاتا ہے یا جب محاصل میں مزید اضافہ مناسب نہ نظر آئے تو تنہا اسی اقدام پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ بدلے ہوئے حالات میں جب حکومت طلب مؤثر میں اضافہ مناسب خیال کرے تو وہ قرضوں کی واپسی عمل میں لاکر عوام کے ہاتھوں میں مزید رقمیں پہنچا سکتی ہے، تاکہ ان کے خرچ میں اضافہ ہو۔ کوئی وجہ نہیں کہ اسلامی حکومت مالیاتی پالیسی کے اس اہم آلہ کو نہ استعمال کرے۔ یہ بھی حکومت کی جانب سے قرض لینے کی ایک بنیاد ہوگی۔

مالی وسائل کی فراہمی کے لئے قرض لینے یا شرکت و مضاربت کے اصولوں کو بنیاد بنانے کے سلسلے میں ہم ان ہی اجمالی اشارات پر اکتفا کریں گے کیونکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ بعض ایسی صورتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے لائیں جن میں اسلامی حکومت کے لئے قرض لینا یا شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنا مناسب ہوگا۔ معاشیات اور مالیات عامہ کے طالب علموں کے لئے مذکورہ بالا اسباب و احوال معلوم و معروف ہیں۔ شرعی طور پر اسلامی حکومت کے لئے قرض لینے یا شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنے میں کوئی مانع نہیں۔ قرآن و سنت میں کوئی ایسا حکم نہیں دیا گیا ہے جو اسے ان کاموں سے روکتا ہو نہ اجتہاد و استنباط کسی ایسے حکم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے برخلاف اسلامی ریاست کی جانب سے قرض لینے کی عملی نظریں موجود ہیں اور فقہاء نے صراحت کر دی ہے کہ ایسے حالات پیش آسکتے ہیں جن میں بیت المال کی جانب سے قرض لینا چاہیئے۔ اسلامی ریاست کی جانب سے مزارعت کے اصول پر سرکاری زمینیں دینے اور مضاربت کے اصول پر بیت المال کا سرمایہ دینے کی نظریں بھی موجود ہیں[۵]

حکومت کی مالی ضروریات کی تکمیل کا ایک طریقہ نئے زر کی تخلیق یا خسارہ کی مالیات (Deficit Financing) بھی ہے۔ اس صورت میں خرچ محاصل کی آمدنی اور عوام سے قرض یا شرکت و مضاربت کے اصول پر حاصل کئے ہوئے سرمایہ سے زیادہ ہوتا ہے اور اس کمی کو نئے زر کی تخلیق کے ذریعہ پورا کیا جاتا ہے۔ اس طرح خرچ پورا کرنے کے نتیجے میں معیشت میں زر کی رسد میں جو اضافہ ہوتا ہے اس کے سبب کم از کم عارضی طور پر اشیاء کے نرخ گراں ہو جاتے ہیں، یعنی زر کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے۔ ہر صاحب زر اب پہلے سے کم اشیاء اور خدمات خرید سکتا ہے، اور حکومت نئے زر کے ذریعے اشیاء و خدمات کی ایک ایسی مقدار پر قابو پالیتی ہے جس پر یہ طریقہ اختیار نہ کرنے کی صورت میں اسے قابو نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔ خسارہ کی مالیات کا اثر عوام پر ایک عام محصول کا ہوتا ہے جس کا بار امیر و غریب سب پر یکساں پڑتا ہے۔ اگر نئے زر کا استعمال حکومت نے کسی ایسے کام کے لئے کیا ہو جس کے نتیجے میں تھوڑے ہی عرصے میں اشیاء اور خدمات کی پیداوار اور رسد میں متناسب مقدار میں اضافہ ہو جائے تو نرخ پھر اپنی سابق سطح پر واپس آسکتے ہیں اور زر کی سابق قوت خرید بحال ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں جب پیداواری صلاحیت (Productive Capacity) موجود ہونے کے باوجود صرف طلب میں کمی کے باعث کساد بازاری

---

[۵] اسلام کا نظریہ ملکیت حصہ دوم۔ باب ۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اندیشہ ہوتا ہے تو یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے اور بالعموم مفید نتائج سامنے لاتا ہے ۔کم ترقی یافتہ ممالک میں بھی تعمیر و ترقی کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے بسا اوقات اس طریقے کا استعمال مناسب خیال کیا جاتا ہے لیکن عملی تجربات بتاتے ہیں کہ وہاں نتائج اتنے اچھے نہیں نکلتے اور اشیاء کے نرخ دوبارہ اپنی پرانی سطح پر نہیں واپس آتے ۔ اس طریقے کے ناپسندیدہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہوں تو سماج کے بعض طبقے جن کی آمدنیاں اشیاء کے نرخ کے ساتھ بڑھتی رہتی ہیں غیر معمولی فائدے حاصل کر لیتے ہیں جب کہ دوسرے طبقے غیر معمولی مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں ۔ یہ طریقہ سماجی عدل کے معیار پر پورا نہیں اترتا اس لئے اسے مجبوری کی صورت میں ہی اختیار کیا جا سکتا ہے ۔ جنگ یا کسی آفت سماوی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے استثنائی حالات کے علاوہ ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے اس طریقے کو صرف اسی وقت اور اسی حد تک استعمال کرنا چاہیئے جب دوسرے طریقوں سے وسائل فراہم کرنے کے باوجود اسے بھی اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے ۔

شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ کی فراہمی

معیشت کے قومی دائرہ (Public Sector) اور ترقیاتی منصوبوں پر تفصیلی گفتگو یہاں بے محل ہو گی ۔ یہاں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس دائرے کے بعض گوشے ایسے ہیں جن میں شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانا ممکن ہے اور بعض گوشوں میں ایسا کرنا ممکن نہیں ۔ عوام سے شرکت اور مضاربت کے اصول پر فراہم کیا ہوا سرمایہ لگانے کی گنجائش صرف ان کاروباری اداروں میں ہے جن کی مصنوعات کھلے بازار میں فروخت کے قابل ہوں اور ان پر نفع نقصان کا حساب لگانا ممکن ہو ، یا جن کی پیداوار خود قومی دائرے کے کسی دوسرے کارخانے کے لئے خام مال کی نوعیت رکھتی ہو اور اسی کارخانے کی مصنوعات کھلے بازار میں فروخت کے قابل ہوں ۔ قومی دائرہ کی وہ تمام صنعتیں جو اس معیار پر پوری نہ اترتی ہوں ، اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ان میں صرف قومی سرمایہ یعنی حکومت کا سرمایہ لگایا جائے ۔ ایٹمی توانائی ، اسلحہ اور سامان جنگ بنانے والے کارخانے آب پاشی کے بڑے بڑے بند اور ان سے متعلق پانی سے بجلی تیار کرنے والے کارخانے ، نیز نقل و حمل اور رسل و رسائل سے متعلق بیشتر اسکیمیں نفع میں شرکت کے اصول پر جمع کئے ہوئے سرمایہ سے نہیں چلائی جا سکتیں کیونکہ ان کی پیداوار یا تو فروخت نہیں کی جاتی یا ایک ضروری سماجی خدمت کے طور پر ایسے معاوضوں کے بدلے فراہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی ہے جن کی تعیین میں نفع یا نقصان کے بجائے دوسرے مصالح کا زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے۔ ان کے برعکس مشینوں کے پرزے، بجلی کے سامان، گھڑیاں، ریڈیو سٹ، ٹیلی ویژن سٹ، موٹر کار اور زرعی مشینیں اور آلات وغیرہ تیار کرنے والے کارخانے مذکورہ بالا معیار پر پورے اترتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک طویل فہرست ان صنعتوں کی ہے جو اگرچہ اپنی طویل مدت پیداوار کی وجہ سے نفع کی تقسیم میں بعض مخصوص مشکلات پیدا کر سکتی ہیں لیکن مذکورہ بالا معیار پر پوری اترتی ہیں۔ فولاد، تانبہ، المونیم اور دوسری دھاتوں اور معدنی اشیاء سے متعلق صنعتیں، پٹرول، کیمیاوی مرکبات، کیمیاوی کھاد، سیمنٹ اور بھاری مشینوں سے متعلق صنعتیں اسی فہرست میں شامل ہیں۔

قومی دائرے میں سرمایہ کاری کے لئے شرکت اور مضاربت کے اصول پر عوام سے کثیر مقدار میں سرمایہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اس بات پر پورا اعتماد ہو کہ ان کے لگائے ہوئے سرمائے مقررہ مدت کے بعد واپس مل سکیں گے۔ ان پر ایک معقول شرح کے مطابق نفع حاصل ہونے کی قوی امید ہو، اور ان پر نقصان اٹھانے کا اندیشہ اس سے زیادہ نہ ہو جتنا اندیشہ نجی دائرہ (Private Sector) میں شرکت اور مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگانے میں ہو۔ اگر ایک اسلامی حکومت شرکت اور مضاربت کے اصول پر فراہمی سرمایہ کا ایک ایسا نظام وضع کرنے میں کامیاب ہو جائے جو ان خصوصیات کا حامل ہو تو امید ہے کہ اسے عوام، کاروباری اور مالی اداروں اور بینکوں سے کثیر مقدار میں سرمایہ مل سکے گا۔ ہمارے نزدیک ایسا نظام قائم کرنا ممکن ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ حکومت ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو۔

اس سے پہلے ہم تفصیل کے ساتھ یہ واضح کر چکے ہیں کہ شرکت اور مضاربت کے درمیان کیا فرق ہے۔ اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم حکومت کی جانب سے عوام سے سرمایہ حاصل کرنے کی دو الگ الگ شکلیں تجویز کریں گے۔ پہلی شکل مضاربت پر مبنی ہے اور دوسری شرکت پر۔ جیسا کہ آئندہ واضح کیا جائے گا سرمایہ لگانے کی شکلوں میں تنوع بچت کاروں اور اصحاب سرمایہ کے لئے سہولت کا باعث ہو گا۔

حکومتی حصص مضاربت

اسلامی حکومت کو مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ کسی مخصوص کارخانہ، یا صنعت یا بالعموم قومی دائرے کی بعض صنعتوں میں سرمایہ کاری کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعین رقموں کے حصص متعین مدتوں کے لئے جاری کرے۔ مثال کے طور پر ایک ہزار، دس ہزار، ایک لاکھ وغیرہ رقموں کے حصے جاری کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصے پر وہ تاریخ درج ہوگی جب اس سرمایہ کو نفع نقصان کے ساتھ واپس کر دیا جائے گا۔ یہ تاریخیں چھ مہینے، ایک سال، دو سال، پانچ سال وغیرہ مختلف مدتوں کے بعد کی ہو سکتی ہیں۔ ہر حصے پر یہ درج ہوگا کہ اس حصے کے سرمایہ کے حساب میں جو نفع آئے گا اس میں حکومت ایک متعین نسبت، مثلاً چوتھائی، تہائی، یا نصف کی حق دار ہوگی اور باقی نفع حصہ دار کو ملے گا۔ اگر متعلقہ صنعت یا صنعتوں میں خسارہ ہوا تو اس خسارہ کا جو جزء حصہ کے سرمایہ کے حساب میں آئے گا اس کے بقدر وہ سرمایہ کم کر کے واپس دیا جا سکے گا۔ کیونکہ مضاربت پر دیا ہوا سرمایہ اپنے اوپر آنے والے پورے نقصان کے بقدر کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے کسی حصہ کا خریدار ریاست کے ساتھ مضاربت کا معاہدہ کرنے والا قرار پائے گا۔ اس معاہدے سے متعلق تفصیلی احکام ہم "شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول" بیان کرتے وقت واضح کر چکے ہیں[۱]۔ یہ بات کہ ریاست ان حصص کی فروخت کے ذریعے جمع کئے ہوئے سرمایہ کو جن صنعتوں میں لگائے گی ان کے نفع نقصان کا حساب کس طرح لگایا جائے گا، گزشتہ ابواب میں واضح کی جا چکی ہے۔ حکومت اپنے کاروباری اداروں میں ششماہی یا سالانہ حساب مرتب کرنے کا اہتمام کرے گی اور حصہ داروں کے نفع نقصان کا حساب انہی حسابات کی روشنی میں لگایا جائے گا۔ ان کاروباری اداروں میں حکومت اپنا سرمایہ اور قرض لیا ہوا سرمایہ بھی لگا سکے گی۔ ایسی صورت میں نفع نقصان کی تعیین و تقسیم کے اصول بھی اوپر واضح کئے جا چکے ہیں۔

مناسب ہوگا کہ ہر چھ مہینے یا ایک سال پر حصہ داروں کے درمیان نفع کی تقسیم کا طریقہ اختیار کیا جائے، خواہ خود ان حصص کی مدت زیادہ طویل ہو۔ فرض کیجئے کہ حصص ایک سال سے لے کر دس سال کی مدت کے ہیں اور جس صنعت میں ان حصص کا سرمایہ لگایا گیا ہے اس میں سالانہ حساب کا طریقہ رائج ہے۔ ہر سال حساب کر کے ہر حصہ کے حق میں آنے والا نفع حصہ داروں کے درمیان تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جس سال خسارہ ہو اس سال نفع تقسیم کرنے کی بجائے حصہ داروں کو اطلاع دی جائے گی کہ اب ان کا لگایا ہوا سرمایہ گھٹ کر فلاں مقدار میں باقی رہا ہے۔ ان سے اس خسارہ کی تلافی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ کسی حصہ کی مدت پوری ہونے پر اس کا سرمایہ اس سال کے حساب کی روشنی میں کمی یا اضافہ کے ساتھ واپس کر

---

[۱] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول۔ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ۔ لاہور ۱۹۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے گا۔ اگر کسی کارخانہ میں ایک ہی مدت کے حصص سے جمع کیا ہوا سرمایہ لگایا گیا ہو تو حساب کرنا زیادہ آسان ہوگا لیکن ایک کارخانے میں مختلف مدتوں کے حصص کا سرمایہ لگانے سے بھی کوئی غیر معمولی پیچیدگی نہیں پیدا ہوگی۔

ہر سال حکومت نئے حصص مضاربت جاری کرے گی جن کی فروخت سے نیا سرمایہ حاصل کیا جاسکے گا ساتھ ہی ہر سال حکومت کو ان حصص کا سرمایہ واپس کرنا ہوگا جن کی میعاد پوری ہوچکی ہو۔ کوشش کی جائے گی کہ نئے حصص کی فروخت سے حاصل ہونے والا سرمایہ اس سرمایہ سے زیادہ ہو جو حکومت کو واپس کرنا ہے تاکہ قومی دائرہ کی صنعتوں کا کاروبار جاری رہے اور سرمایہ کی کمی نہ محسوس ہو۔ ایک ترقی پذیر معیشت میں اس کوشش کی کامیابی یقینی ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جب حکومت نے قومی دائرہ کی صنعتوں کو کامیابی کے ساتھ چلا کر عوام کا اعتماد حاصل کر لیا ہو اس غرض کے لئے حکومت کو اس بات کی طرف خاص توجہ دینی ہوگی کہ بیوریوکریسی کے اخراجات حدِ اعتدال کے اندر رہیں۔

اگر کسی سال حکومتی حصص مضاربت کی طلب کمزور ہو اور مطلوبہ مقداروں میں نیا سرمایہ نہ فراہم ہو رہا ہو تو حکومت اس صورت حال کی اصلاح کے لئے متعدد تدابیر اختیار کر سکتی ہے۔ وہ شرح مضاربت میں ایسی ترمیم کر سکتی ہے کہ نئے حصص کے خریداروں کو پہلے کی بہ نسبت نفع کا زیادہ حصہ ملے۔ مثلاً حصہ داروں کو اگر پہلے ایک تہائی حصۂ نفع دیا جاتا تھا تو اب نصف نفع دینے کا اعلان کر دیا جائے۔ دوسری تدبیر حکومتی حصص مضاربت سے حاصل ہونے والے نفع کی آمدنی کو جزئی طور پر یا کلی طور پر محصولِ آمدنی (Income Tax) سے مستثنیٰ کرنا ہے۔ چونکہ نجی دائرہ میں سرمایہ لگانے کی صورت میں یہ رعایت نہیں حاصل ہوگی اس لئے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس رعایت کی وجہ سے سرمایہ لگانے والے حکومتی حصص مضاربت کو سرمایہ لگانے کی دوسری شکلوں پر ترجیح دیں گے۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ نقصان کا اندیشہ بذاتِ خود حکومتی حصص مضاربت کی طلب میں مانع نہیں ہو سکتا کیونکہ سود کے قانوناً ممنوع ہونے کے سبب اسلامی معیشت میں نفع کمانے کے لئے سرمایہ لگانے کی کوئی ایسی شکل ممکن نہ ہوگی جس میں نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ جو چیز قومی دائرہ کی صنعتوں کے لئے مضاربت اور شرکت کے اصول پر سرمایہ کی فراہمی میں رکاوٹ بن سکتی ہے وہ نقصان کا اندیشہ نہیں بلکہ یہ بات ہوگی کہ اس دائرہ میں سرمایہ لگانے میں نقصان کا اندیشہ اس سے زیادہ ہو جتنا بنکوں کے مضاربت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاتہ میں جمع کرنے یا نجی کاروبار کرنے والوں کے حصص خریدنے وغیرہ متبادل صورتوں میں ہو۔ اگر حکومتی حصص مضاربت خریدنے والوں کو یہ اطمینان ہو کہ سرمایہ لگانے کی یہ صورت اختیار کر کے وہ اس سے زیادہ خطرا انگیزی نہیں کر رہے ہیں جتنی متبادل صورتوں میں لازم آتی ہے تو وہ بعض دوسرے اسباب کی بنا پر اس شکل کو دوسری شکلوں پر ترجیح دیں گے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ قومی دائرہ کی صنعتوں کو اس طور پر چلایا جا سکتا ہے کہ ان میں سرمایہ لگانے والوں کو نہ صرف یہ کہ مذکورہ بالا اطمینان حاصل ہو جائے بلکہ ان کے لئے نقصان کا اندیشہ محض ایک نظری بات بن کر رہ جائے۔ عملاً انہیں کبھی بھی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ اگر حکومت قومی دائرہ کی صنعتوں کو اس طرح چلانے میں کامیاب ہو جائے کہ عملاً کسی حصہ دار کو کبھی خسارہ نہ برداشت کرنا پڑے تو حصہ داروں کی توجہ صرف متوقع شرح نفع پر ہوگی اور اسی شرح کی کمی بیشی حکومتی حصص کی طلب میں اضافہ یا کمی کا سبب بن سکے گی۔ سرمایہ لگانے والوں کو اب بھی عدم تیقن (Uncertainty) کا سامنا کرنا ہوگا مگر یہ عدم تیقن صرف شرح نفع سے وابستہ ہوگا۔ سرمایہ کے ڈوب جانے یا خسارہ کے سبب گھٹ جانے کا اندیشہ ختم ہو جائے گا۔ اگر چند برس مسلسل حکومت حسن انتظام، بدعنوانیوں کی روک تھام اور بیوروکریسی کے مصارف کو حد اعتدال میں رکھ کر اپنے حصص پر نفع تقسیم کرنے اور میعاد پوری ہونے پر حصص کے سرمایہ کو کسی کمی کے بجائے نفع کے اضافہ کے ساتھ واپس کرنے کا ریکارڈ قائم کر دے تو وہ ابتدائی شبہات اور خطرات ذہنوں سے نکل جائیں گے جو غیر سودی نظام کا تجربہ شروع کرتے وقت فطری طور پر موجود رہے ہوں گے اور قومی دائرہ کی صنعتوں کے لئے فراہمی سرمایہ کا نظام پائدار اور مستحکم روایات پر قائم نظر آنے لگے گا۔

ہماری یہ رائے کہ حکومت کے جاری کردہ حصص مضاربت پر نقصان کا اندیشہ ختم کیا جا سکتا ہے اس حقیقت پر مبنی ہے کہ جن صنعتوں میں حکومت ترقی کے لئے مزید سرمایہ کاری کرتی ہے ان کی مصنوعات کے لئے ایک ترقی پذیر معیشت میں مستقل اور روز افزوں طلب پائی جاتی ہے۔ فولاد، سیمنٹ، مشینیں اور ان کے پرزے، زرعی آلات، بجلی کے سامان وغیرہ اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ منصوبہ بندی ناقص ہو تو اور بات ہے ورنہ اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ رسد کے طلب سے زیادہ ہونے کے سبب ان چیزوں کی قیمتیں گرنے لگیں اور مسلسل خسارہ کا سامنا کرنا پڑے۔ اس رائے کی دوسری بنیاد یہ ہے کہ اگرچہ ان اشیاء کو کھلے بازار میں فروخت کیا جا سکے گا لیکن حکومت ان کی واحد یا کم از کم سب سے بڑی پیدا کنندہ ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سبب ان کی رسد اور بڑی حد تک ان کی قیمتیں خود مقرر کر سکے گی قیمتوں کی تعیین میں وہ اس بات کا اہتمام کرے گی کہ ان پر جو لاگت آئی ہے اس پر ایک معقول شرح کے مطابق نفع بھی حاصل ہو۔ قومی دائرہ کی مصنوعات کی قیمتوں کی تعیین کے سلسلے میں حقیقت پسندانہ پالیسی اس بات کی ضامن ہوگی کہ اس دائرہ میں سرمایہ لگانے والے حصہ داروں کو اسی شرح سے یا اس سے کچھ زیادہ نفع تقسیم کیا جا سکے جتنا اس وقت نجی دائرہ میں مضاربت کے اصول پر سرمایہ لگا کر حاصل کیا جا سکتا ہو۔

دورِ جدید میں متعدد ممالک کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ حکومتیں قومی دائرہ میں سرمایہ کاری کے لئے ایک متعین شرح سود پر قرض سرمایہ حاصل کرتی ہیں۔ لاگت میں سود کے اس اضافہ کے باوجود قومی دائرہ کے کاروباری اداروں کو نفع آور بنیادوں پر چلایا جاتا ہے تاکہ ان منافع سے قومی دائرہ میں مزید سرمایہ کاری کی جا سکے۔ انہی حالات میں اگر کوئی حکومت مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرے اور اپنی مصنوعات کی قیمتوں کی تعیین میں اس بات کا لحاظ رکھے کہ اسے مضاربت پر سرمایہ لگانے والوں کو ایسی شرح کے مطابق نفع دینا ہے جو عوام کے لئے حکومت کے جاری کردہ حصص خریدنے کا قوی محرک بن سکے، تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے ایسا کرنے میں کامیابی نہ ہو[1]۔ حکومتی حصص مضاربت کے خریداروں اور سودی قرض دینے والوں کے مفاد میں عملاً صرف یہ فرق ہوگا کہ حصہ داروں کی شرح نفع متعین نہ ہوگی، نہ ایک سطح پر قائم رہے گی، بلکہ سال بہ سال گھٹتی بڑھتی رہے گی، جب کہ سودی قرض دینے والوں کی شرح آمدنی متعین اور مقررہ میعاد کے اندر ایک سطح پر قائم رہتی ہے۔ حصص کے خریداروں کو کسی متعین شرح نفع کی پیشگی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔ البتہ نقصان کا اندیشہ عملاً ختم کیا جا سکتا ہے اور اس کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے کہ شرح نفع میں کمی بیشی ایک خاص حد کے اندر رہے اور شرح میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ نہ ہو۔

حصص مضاربت کے خریداروں کو ان کاروباری اداروں کی پالیسی میں یا ان کے روزمرہ

---

[1] اس بات کا امکان فرض کرتے ہوئے کہ کسی برس قومی دائرہ کی صنعتوں کو خسارہ بھی ہو سکتا ہے یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ ان کے منافع کا کچھ حصہ روک کر ایک ریزرو فنڈ قائم کیا جائے جس سے نقصان کی تلافی ممکن ہو اور خسارہ کی صورت میں حصہ داروں کو نقصان نہ اٹھانا پڑے، خواہ وہ نفع سے محروم رکھے جائیں۔ اس ضمن میں چند قابلِ لحاظ باتوں کی طرف تیسرے باب میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروباری فیصلوں میں کوئی دخل نہ حاصل ہوگا جن میں ان سے حاصل شدہ سرمایہ لگایا گیا ہو۔ البتہ جو حصص کسی خاص صنعت یا کاروباری ادارہ کے نام پر جاری کیئے گئے ہوں ان کے ذریعے حاصل ہونے والا سرمایہ اسی صنعت یا کاروباری ادارہ میں لگانا ضروری ہوگا۔ حکومت اس صنعت یا کاروباری ادارہ کی نوعیت اور اس سے متعلق بنیادی پالیسی میں کوئی ایسی ترمیم نہ کر سکے گی جو حصہ داروں کے مفاد کے خلاف ہو۔ اگر کسی مرحلہ پر وہ اس طرح کا کوئی فیصلہ قومی مفاد کے لئے ضروری سمجھے تو اس کا اعلان کر کے حصہ داروں کو اس بات کا موقع فراہم کرنا ہوگا کہ جو لوگ اس تبدیلی کے بعد اس صنعت یا کاروباری ادارہ میں سرمایہ لگانا مناسب نہیں خیال کرتے وہ اپنا سرمایہ واپس لے سکیں۔

قومی دائرہ کے جن کاروباری اداروں میں حکومتی حصص مضاربت کی فروخت کے ذریعے جمع کیا ہوا سرمایہ لگایا جائے گا وہ قومی ملکیت سمجھے جائیں گے۔ حصہ داروں کی ملکیت نہیں قرار پائیں گے حصہ داروں کی حیثیت ایک جاری کاروباری ادارہ میں سرمایہ لگانے والوں کی ہوگی۔ ان کی اس حیثیت کا ثبوت وہ سند یا دستاویز ہوگی جو انہیں حصہ خریدتے وقت سرمایہ کے عوض ملے گی۔ اس سند پر رقم، مدت، نفع میں حصہ کی نسبت، نفع کی تقسیم کی مدت وغیرہ درج ہوگی۔ حکومت کے پاس ایک رجسٹر میں حصے خریدنے والوں کے نام تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ درج ہوں گے۔ یہ سندیں جنہیں ہم حکومتی حصص مضاربت کا نام دے رہے ہیں۔ عام افراد، بینک، کاروباری اور مالی ادارے وغیرہ خرید یں گے۔ کسی حصہ کی میعاد پوری ہونے پر اس کے سرمایہ کی واپسی اس کے خریدار یا اس کی وفات کی صورت میں اس کے ورثا ء یا اولیاء کو کی جائے گی۔ یہی طریقہ سالانہ نفع کی تقسیم کے سلسلے میں بھی اختیار کیا جائے گا۔

حکومتی حصص مضاربت بازار میں فروخت نہیں کیئے جا سکیں گے۔ ان کی فروخت کنندہ صرف حکومت ہوگی جو مناسب اداروں مثلاً ریاستی بینک، ڈاک خانہ، سرکاری خزانہ بالخصوص عمال حکومت وغیرہ کی وساطت سے ان کو فروخت کے لئے پیش کرے گی۔ جو لوگ حکومت سے یہ حصص خرید یں گے وہ آپس میں ان کی خرید و فروخت نہ عمل میں لا سکیں گے۔ ہماری اس رائے کی بنیاد معاہدۂ مضاربت کی نوعیت ہے۔ ہمارے نزدیک حصص مضاربت کے مالک اس کاروباری ادارہ کے کسی جزء کے مالک نہیں قرار پائیں گے جس میں ان کا سرمایہ لگایا گیا ہو۔ حصص مضاربت ملکیت کی سندیں نہ ہوں گے بلکہ فراہمی سرمایہ کی سندیں ہوں گے۔ ان حصص کی یہ نوعیت ان کو حکومتی حصص شرکت سے ممتاز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے جن کی نوعیت ہم ذیل میں واضح کریں گے۔

حکومتی حصص شرکت

جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں، جس فریق سے شرکت کے اصول پر سرمایہ حاصل کیا جائے اسے کاروبار میں دخیل بنانا لازمی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے اس حق کو عملاً نہ استعمال کرے۔ یہ مضاربت اور شرکت کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے جس کے نتیجے میں حکومتی حصص شرکت کی نوعیت حکومتی حصص مضاربت سے مختلف ہو جاتی ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ شرکت کے سرمایہ سے چلایا جانے والا کاروبار شرکا کی مشترکہ ملکیت ہوتا ہے۔ اس بنا پر حکومتی حصص شرکت، ملکیت کی سندیں ہوں گے۔ فرض کیجیئے کہ حکومت ایک کروڑ کے سرمایہ سے ایک کارخانہ قائم کرتی ہے اور یہ سرمایہ ایک لاکھ کے سو حصص شرکت فروخت کر کے حاصل کرتی ہے۔ ان میں سے ہر حصہ کا مالک اس کارخانہ کے سویں حصہ $\frac{1}{100}$ کا مالک سمجھا جائے گا۔ یہ حصص شرکت اور حصص مضاربت کے درمیان دوسرا فرق ہے۔ ذیل میں حکومتی حصص شرکت کی نوعیت اور متعلقہ تفصیلات کے بارے میں جو باتیں درج کی جارہی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرتے وقت ان دونوں باتوں کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ حکومت شرکت کے اصول پر حاصل کردہ سرمایہ کے استعمال کا ایسا طریقہ اختیار کرے جس میں ان دونوں باتوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔ سہولت کی خاطر یہ تجویز ایک مثال کے پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔

فرض کیجیئے کہ حکومت ایک کروڑ کے سرمایہ سے ایک کارخانہ قائم کرنا چاہتی ہے جس کے لئے وہ ایک لاکھ قیمت کے سو حصے جاری کرتی ہے اور ان میں سے ساٹھ حصے خود خرید لیتی ہے۔ باقی چالیس حصے بینک، اصحاب سرمایہ وغیرہ خریدتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کارخانے میں ساٹھ لاکھ کا سرمایہ حکومت نے لگایا ہے اور چالیس لاکھ عام افراد اور اداروں نے۔ کارخانہ سے متعلق اہم امور طے کرنے اور اس کی بنیادی پالیسی وضع کرنے نیز اسے کامیابی کے ساتھ چلانے کا کام دس آدمیوں کی ایک مجلس انتظامیہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ان افراد کا انتخاب، حصہ داروں کی رائے سے کیا جائے گا جس کے نتیجے میں چھ افراد حکومت کے نامزد کردہ اور چار افراد دوسرے حصہ داروں کے نامزد کردہ ہوں گے اس نتیجہ کو حاصل کرنے کے متعدد موزوں طریقے ممکن ہیں جن کی تفصیل میں جانا اس مرحلہ پر ضروری نہیں۔ کارخانہ اگرچہ مشترکہ ملکیت ہوگا مگر اس کے انتظامیہ میں حکومت کے نمائندوں کی اکثریت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔ ہمارے نزدیک اس بات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قومی دائرہ کی صنعتوں کو فی الجملہ قومی مفاد کا خادم بنائے رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ نجی سرمایہ کی شرکت کے باوجود ان صنعتوں کے چلانے میں قومی مفاد کی نمائندگی کرنے والوں کی رائے کو فیصلہ کن اہمیت حاصل ہو۔ یہ مقصد اسی وقت حاصل کیا جا سکتا ہے جب شرکت کے سرمایہ سے چلائے جانے والی قومی صنعتوں میں حکومت کا حصہ زیادہ ہو اور دوسرے افراد اور اداروں کا حصہ کم ہو۔

اس بات کی تعیین بھی اصولی طور پر آغاز کار ہی میں صراحت کے ساتھ کر لی جائے گی کہ مجلس انتظامیہ کے فیصلے کا طریقہ کیا ہوگا یعنی کن امور میں دو تہائی یا تین چوتھائی اکثریت فیصلہ کے لئے ضروری ہوگی اور کن امور میں مجرد کثرت رائے فیصلہ کے لئے کافی ہوگی۔ اس سلسلے میں مناسب ضابطے بنا کر اس بات کا اہتمام کیا جا سکتا ہے کہ ایک طرف تو عام حصہ داروں کو بھی اپنے مفاد کے پیش نظر ان صنعتوں کو چلانے میں دخل دینے کا پورا موقع ملے اور دوسری طرف کوئی ایسا فیصلہ بھی نہ کیا جا سکے جو قومی مفاد کے خلاف ہو۔

مناسب ہوگا کہ کارخانہ کے مالیات کو اس طرح منظم کیا جائے کہ حصہ داروں کی مالی ذمہ داری ان کے فراہم کردہ سرمایہ سے متجاوز نہ ہو۔ یعنی ان کارخانوں میں طویل المیعاد قرض سرمایہ نہ لگایا جائے اور قصیر المیعاد قرضے نیز ادھار لین دین مجموعی سرمایہ کے حدود کے اندر ہوں۔ لیکن اگر کسی صنعت میں شرکت کے سرمایہ کے ساتھ بھاری مقدار میں قرض لیا ہوا سرمایہ ضروری ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ایسی صورت میں شرکا کی مالی ذمہ داری غیر محدود ہوگی۔ یہ بات ہر حصہ دار پر واضح کر دی جانی چاہیئے اگر بڑے پیمانہ پر یہ طریقہ اختیار کرنا ضروری ہو تو دو قسم کے حکومتی حصص شرکت جاری کرنے چاہئیں۔ محدود مالی ذمہ داری کے حامل حصص اور غیر محدود مالی ذمہ داری کے حامل حصص۔

حصص شرکت کو بھی مدت کی تعیین کے ساتھ جاری کرنا مناسب ہوگا۔ موزوں مقداروں کے حصص مختلف میعاد کے ساتھ جاری کئے جا سکتے ہیں تاکہ تھوڑے عرصہ کے لئے سرمایہ لگانے والوں اور طویل مدت کے لئے سرمایہ لگانے والوں دونوں قسم کے افراد سے سرمایہ حاصل کیا جا سکے۔

حکومت اور اس کے شرکا کے درمیان یہ بات صاف طور پر طے ہوگی کہ ان حصص کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ پر آنے والے منافع میں سے حصہ داروں کو کتنا حصہ ملے گا۔ نفع کی تقسیم سرمایوں کی مقدار کی نسبت سے بھی ہو سکتی ہے لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں۔ ہمارے نزدیک حکومت کے زیر اہتمام چلنے والے کاروباری اداروں کے لئے جب شرکت کے اصول پر سرمایہ فراہم کیا جائے تو عام حصہ داروں کے لئے نفع کی نسبت اس سے کم مقرر کی جانی چاہیئے جتنی حکومت کے لئے مقرر کی جائے۔

مذکورہ بالا مثال میں چالیس عام حصہ داروں کو ان کے سرمایہ پر آنے والے نفع کا تین چوتھائی دینا طے کیا جا سکتا ہے۔ یعنی کسی سال کارخانہ کو ایک لاکھ کا نفع ہو تو ہر عام حصہ دار کو، جس کے فراہم کردہ ایک لاکھ کے سرمایہ پر ایک ہزار کا نفع آیا ہے۔ صرف ساڑھے سات سو دیئے جائیں، باقی نفع حکومت کا اس کے فراہم کردہ سرمایہ پر ہوگا۔ حکومت کو ایک لاکھ کے ہر حصے پر ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ روپے ملیں گے۔ مشترکہ کاروبار میں شرکار کے لئے نفع میں شرکت کی مختلف نسبتیں طے کرنا شرعی طور پر بالکل درست ہے۔ جیسا کہ ہم متعلقہ مباحث میں واضح کر چکے ہیں[1]۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض شرکار زیادہ کاروباری صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں یا کاروبار کے لئے جدوجہد کرتے ہیں جس کا لحاظ ان کے حصہ کی تعیین میں رکھا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا مثال میں چونکہ کارخانے کو عملاً چلانے اور اس سے متعلق جملہ امور کے انتظام و انصرام کی اصل ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بالکل مناسب ہوگا کہ نفع میں اس کا حصہ عام افراد سے زیادہ رکھا جائے۔ جہاں تک نقصان کا تعلق ہے اس کی ذمہ داری ہمیشہ سرمایہ فراہم کرنے والوں پر ان کے سرمایوں کی نسبت سے ہوگی۔

مذکورہ بالا تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومتی حصص شرکت پر سرمایہ کی مقدار اور مدت کی تعیین کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت ہوگی کہ اس سرمایہ کے حساب میں آنے والے نفع کی فلاں نسبت کے مطابق حصہ سرمایہ فراہم کرنے والے کو ملے گا اور خسارہ کی صورت میں سرمایہ اپنے حساب میں آنے والے نقصان کے بقدر کم ہو جائے گا۔ حصہ پر یہ بھی درج ہوگا کہ حصہ دار کی مالی ذمہ داری محدود ہے یا غیر محدود۔ اگر حصہ کسی مخصوص صنعت کے لئے جاری کیا گیا ہو تو اس کی بھی صراحت ہوگی۔ حکومتی حصص مضاربت کی طرح حکومتی حصص شرکت کے منافع بھی سال بہ سال تقسیم کئے جاتے رہیں گے اور میعاد پوری

---

[1] شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول، ص ۳۶ - ۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پر حصہ کا سرمایہ اس سال کے حساب کی روشنی میں اضافہ یا کمی کے ساتھ واپس کر دیا جائے۔

چونکہ ہر حصّہ کی سند دراصل ایک مشترکہ کاروبار میں ایک جزی ملکیت کی دستاویز ہوگی۔ لہٰذا یہ سندیں کھلے بازار میں خریدی اور فروخت کی جا سکیں گی۔ ان سندوں کی فروخت مشترکہ ملکیت کے ایک جز کی فروخت کے ہم معنی سمجھی جائے گی۔ ہر حصّہ دار کو اس بات کی پوری آزادی ہوگی کہ وہ جب چاہے اپنا حصّہ کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے۔ نفع کی تقسیم یا مجلس انتظامیہ کے انتخاب میں حصّہ لینے کے حق دار وہ لوگ ہوں گے جو تقسیم نفع یا انتخاب کئے وقت ان حصوں کے مالک ہوں۔ جب بھی کسی حصّہ کی ملکیت ایک فرد سے دوسرے فرد کی طرف منتقل ہوگی حکومت یا اس کے مقررہ کردہ افسران کو اس امر کی اطلاع دی جائے گی تاکہ سرکاری رجسٹر میں اس کے مطابق اندراج کیا جا سکے۔

حکومتی حصص شرکت کی خرید و فروخت میں افراد اور ادارے اس قیمت کے پابند نہ ہوں گے جو حصّہ کی سند پر درج ہو۔ ایک لاکھ کا حصّہ بازار میں اس سے زیادہ یا اس سے کم دام پر بھی خریدا اور فروخت کیا جا سکے گا۔ جس طرح ہر مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے مملوکہ کارخانہ کو جس دام پر چاہے فروخت کرے اسی طرح مشترکہ کارخانوں کے اجزاء کے مالکوں یعنی حکومتی حصص شرکت کے مالکوں کو بھی یہ اختیار ہوگا کہ وہ اپنی ملکیت کو جس دام پر چاہیں فروخت کریں۔

بازار میں حکومتی حصص شرکت کی قیمت متعین کرنے میں اصل اہمیت اس نفع کو حاصل ہوگی جو ان کی ملکیت سے متوقع ہو۔ جب متوقع نفع زیادہ ہو تو ان حصص کے دام بڑھ جائیں گے اور متوقع نفع کم ہوگا تو دام گر جائیں گے۔ خود اس توقع کی بنیاد متعلقہ کارخانہ کی کارکردگی اور بازار میں اس کی مصنوعات کے نرخ کا اتار چڑھاؤ ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ متعلقہ صنعت میں خسارہ کا اندیشہ ہو اور اس کے حصص کے دام ان پر درج رقم سے نیچے گر جائیں۔ کتنے نیچے گریں گے، اس کا انحصار خسارہ کی مقدار کے بارے میں اندازوں پر ہوگا۔ یہ امر بھی قدرتی ہے کہ سالانہ تقسیم نفع کا موقع قریب آنے پر ان حصوں کے دام زیادہ تغیر پذیر ہوں اور سال کے باقی اوقات میں ان کے نرخ میں زیادہ ٹھہراؤ پایا جائے۔ ان حصص کے بازار کی کیفیت دورِ جدید میں تجارتی کمپنیوں کے عام حصص کے بازار کی سی ہوگی۔ البتہ حکومت کی اونچی ساکھ اور قومی دائرہ کی صنعتوں کو نفع آور بنا کر چلانے کے بارے میں اس کی پالیسی، جس پر ہم حکومتی حصص مضاربت کے ضمن میں روشنی ڈال چکے ہیں، اس بات کی ضامن ہوگی کہ ان حصص کے بازار میں نسبتہً زیادہ ٹھہراؤ پایا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجا طور پر یہ خیال ظاہر کیا جا سکتا ہے کہ ان حصص کے بازار میں بھی سٹہ بازی کا رجحان پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے بازار بھاؤ کا انحصار بڑی حد تک اندازوں اور توقعات پر ہوگا۔ اس اہم مسئلہ پر اس کتاب میں تفصیلی بحث ممکن نہیں ہے اجمالاً یہ رائے ظاہر کی جا سکتی ہے کہ دوسری املاک واجناس کی طرح نفع کی توقع یا نقصان کے اندیشہ کو خرید و فروخت کی بنیاد بنانے کی پوری آزادی ہونی چاہیئے۔ لیکن ایسے اقدامات کا سدباب کرنا چاہیئے جن کا مقصد ان حصص کی قیمتوں میں مصنوعی اتار چڑھاؤ پیدا کر کے نفع کمانا ہو۔ جیسا کہ ہم گذشتہ باب میں اشارہ کر چکے ہیں مرکزی بینک بھی اس بات کا اہتمام کرے گا کہ ان حصص کے داموں میں ٹھہراؤ پایا جائے اور انہیں غیر معمولی اتار چڑھاؤ سے محفوظ رکھا جائے۔

حکومت کی اونچی ساکھ حکومتی حصص شرکت کی نفع آوری اور ان حصص کے ہر وقت قابل فروخت ہونے کے سبب یہ حصص بینکوں اور عام افراد اور اداروں کے لئے نفع کمانے کی غرض سے سرمایہ لگانے کا ایک اہم طریقہ ثابت ہوں گے۔ جو بچت کار، یا بینک اپنا سرمایہ تھوڑے عرصہ کے لئے لگانا چاہیں وہ بھی اس طریقہ کو اختیار کر سکیں گے کیونکہ اگر ہماری یہ رائے درست ہے کہ یہ حصص بالعموم نفع آور ثابت ہوں گے تو ان کو خرید کر دوبارہ فروخت کر دینے میں کسی نقصان کی بجائے کچھ نفع کی امید کی جائے گی۔ اگر کسی وقت کسی حصہ دار کو اس وقت کے نرخ بازار پر حصص کی فروخت نہ منظور ہو تو اس کے لئے یہ راہ کھلی ہو گی کہ وہ حصہ کی مدت پوری ہونے کا انتظار کرے اور وقت آنے پر اپنا سرمایہ مع نفع یا نقصان کے واپس حاصل کرے۔ ہمارے نزدیک یہ بات پوری طرح ممکن ہے کہ عملاً ان حصہ داروں کو کبھی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ اگر عملی طور پر اس بات کا مظاہرہ کیا جا سکا تو ان حصص کی مقبولیت بہت بڑھ جائے گی۔ یہ مقصد آج بہت سے اونچی ساکھ رکھنے والے کاروباری اداروں نے اپنے حصص کے سلسلے میں عملاً حاصل کر لیا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اسلامی حکومت اسے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

ہم یہ بھی تجویز کریں گے کہ حکومتی حصص شرکت کی مقدار سرمایہ اور میعاد، بالعموم، حکومتی حصہ مضاربت کے مقابلے میں زیادہ رکھی جائے۔ حکومتی حصص مضاربت کو چھوٹے بچت کاروں کے لئے سہل الوصول بنایا جائے اور حکومتی حصص شرکت کو نسبتہً طویل مدتوں کے لئے بڑے سرمائے حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ نفع کی تقسیم کا اصول ایسا رکھا جائے کہ نفع ہونے کی صورت میں حصص شرکت کے خریداروں کو اس سے زیادہ نفع ملے جتنا حصص مضاربت کے خریداروں کو ملتا۔ مثال کے طور پر حصص مضاربت پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصف نفع دیا جا رہا ہو تو حصص شرکت پر نفع کا تین چوتھائی دیا جائے مگر شرکت کا سرمایہ ایسی صنعتوں اور کاروباری اداروں میں لگایا جائے جن میں نسبتہً زیادہ عدم تیقن اور خطر (Risk) کا سامنا ہو جب کہ مضاربت کے اصول پر حاصل کیا ہوا سرمایہ نسبتہً زیادہ محفوظ راہوں میں لگایا جائے۔ ان امور کے اہتمام سے یہ فائدہ ہوگا کہ بازار میں مختلف قسم کے حصص موجود ہوں گے اور چھوٹے بچت کاروں، بینکوں اور عوامی اداروں اور بڑے بڑے اصحاب سرمایہ کو اپنے مزاج اور مفاد کے مطابق موزوں حصص کے انتخاب کا موقع ملے گا۔

مذکورہ بالا تشریحات کے مطابق حصص مضاربت اور حصص شرکت کے درمیان تین بنیادی فرق ہوں گے حصص شرکت کے خریداروں کو متعلقہ صنعت کے چلانے میں اپنے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ حصہ لینے کا موقع ملے گا۔ جب کہ حصص مضاربت کے خریدار اس موقع سے محروم ہوں گے حصص شرکت کے خریدار جب چاہیں ان حصص کو فروخت کر سکیں گے جب کہ حصص مضاربت کے خریداروں کو اپنا سرمایہ واپس حاصل کرنے کے لئے حصہ کی میعاد پوری ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ حصص شرکت کے خریداروں کو نفع کی صورت میں اپنے سرمایہ پر فی صد نفع اس سے زیادہ ملے گا جتنا حصص مضاربت کے خریداروں کو ملے گا۔ ان تین باتوں کے علاوہ یہ فرق بھی اہمیت کا حامل ہے کہ حصص مضاربت چھوٹی رقموں اور کم مدتوں کے لئے بھی جاری کئے جائیں گے، جب کہ ہماری تجویز کے مطابق حصص شرکت بڑی رقموں اور نسبتہً طویل مدتوں کے لئے جاری کئے جائیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تجربے کی روشنی میں اس تفریق کو مناسب نہ خیال کیا جائے اور چھوٹی رقموں اور کم مدتوں کے لئے بھی حصص شرکت جاری کئے جائیں۔

گزشتہ باب میں مرکزی بنک کی جانب سے جن حکومتی حصص کی خرید و فروخت کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہی حکومتی حصص شرکت ہیں جن کی نوعیت اوپر واضح کی گئی ہے۔ مرکزی بنک حکومتی حصص مضاربت بھی خرید سکتا ہے لیکن وہ انہیں دوبارہ عوام کے ہاتھوں نہیں فروخت کر سکے گا۔ بلکہ مدت پوری ہونے پر حکومت سے ان کا سرمایہ واپس لے سکے گا۔ چونکہ زر کی رسد میں اضافہ کے لئے معیشت کو نیا نقد دینے کے لئے مرکزی بنک کی تحویل میں رہنے والے حصص کی مقدار بڑھتی رہے گی لہٰذا وہ حصص مضاربت کی ایک مقدار خرید سکتا ہے اور میعاد پوری ہونے پر ان کے سرمایہ سے مزید حصص خرید کر مستقل طور پر اپنی تحویل میں حصص مضاربت کی ایک بھاری مقدار رکھنے کا اہتمام کر سکتا ہے۔ حصص کی جس مقدار کو وہ وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑنے پر فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ لازماً حصص شرکت ہونے چاہئیں۔

مرکزی بنک کی جانب سے حکومتی حصص شرکت اور حکومتی حصص مضاربت میں ایک بھاری سرمایہ لگائے رکھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ قومی دائرہ میں سرمایہ کاری کے لئے بڑی مقدار میں سرمایہ فراہم کرے گا۔ اگر یہ پورا سرمایہ نئے زر کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے یعنی مرکزی بنک نے حصص خریدنے کے لئے نئے نوٹ چھاپے ہیں تو بظاہر اس کی نوعیت خسارہ کی مالیات کی ہوگی۔ البتہ جس حد تک اس مقصد کے لئے اس سرمایہ کو استعمال کیا جائے گا جو عام بنکوں کے نقدِ محفوظ کے طور پر مرکزی بنک میں جمع ہے اس حد تک اسے خسارہ کی مالیات نہیں قرار دیا جا سکے گا۔ کیونکہ بنکوں کا نقدِ محفوظ عوام کی بچت کا ایک حصہ ہے جو مختلف راہوں سے مرکزی بنک تک پہنچا ہے۔ اس کا استعمال طلب مؤثر میں نئے اضافہ کے ہم معنی نہ ہوگا۔

حصص کی خریداری کے لئے مرکزی بنک کی جانب سے زر کی رسد میں اضافہ اس صورت میں بالکل مناسب ہوگا جب معیشت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اسے نیا نقد فراہم کرنا مطلوب ہو۔ مزید برآں چونکہ قومی دائرہ میں سرمایہ کاری کے نتیجہ میں پیداوار میں اضافہ ہوگا، لہٰذا اس طریقے کو اختیار کرنے سے ان مفاسد کے پیدا ہونے کا امکان کم ہے جن کے پیش نظر خسارہ کی مالیات کے بارے میں احتیاط ضروری قرار دی گئی ہے۔ حصص کی قیمت کے طور پر حکومت کو جو سرمایہ مرکزی بنک سے حاصل ہوگا اس کے استعمال سے کارخانے، مشینیں، خام مال اور مصنوعات وغیرہ اثاثے وجود میں آئیں گے۔ زر کی رسد میں اضافہ کے بالمقابل اشیاء و خدمات کی رسد میں بھی اضافہ ہونے کی وجہ سے افراط زر کی صورت حال نہ پیدا ہو سکے گی۔

حکومتی قرضے

اوپر ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ قومی دائرے کی بعض صنعتیں ایسی ہیں جن کی نوعیت کے پیش نظر ان میں شرکت اور مضاربت کے اصول پر حاصل کیا ہوا سرمایہ لگانا ممکن نہیں انہیں خالص قومی سرمایہ سے چلانا ہوگا۔ یہ صنعتیں ملک کی معاشی ترقی کے لئے کلیدی اہمیت کی حامل ہیں اور تیز رفتار ترقی بڑی حد تک ان صنعتوں کے استحکام پر منحصر ہے۔ ایٹمی توانائی، آب پاشی کی اسکیمیں، نقل و حمل اور رسل و رسائل سے متعلق اسکیمیں، اور بعض دوسری صنعتیں یہی نوعیت رکھتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ وہ تمام صنعتیں جن کا براہ راست تعلق فوجی قوت اور دفاع سے ہے قومی سرمایہ سے ہی چلائی جا سکتی ہیں۔ ان صنعتوں کی مالی ضروریات بہت وسیع ہیں اور اکثر اوقات ان ضروریات کو صرف محاصل کی آمدنی سے پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ دورِ جدید کی تمام ریاستیں اس مقصد کے لئے عوام سے قرض سرمایہ حاصل کرنے کا طریقہ اختیار کرتی ہیں۔ اسلامی حکومت کو بھی ترقیاتی کاموں کے لئے طویل المیعاد قرضوں کی ضرورت پڑے گی۔

جب ملک جنگ یا کسی آفت سماوی کے سبب غیر معمولی صورت حال سے دوچار ہو تو جہاں تک ممکن ہو عوام سے رضاکارانہ مالی تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی اور حسب گنجائش مزید محاصل بھی عائد کئے جائیں گے۔ لیکن حقیقت پسندانہ مفروضہ یہی ہے کہ ان ذرائع سے ضرورت کا پورا ہو جانا یقینی نہیں۔ ایسی صورتوں میں بھی حکومت کو قرض حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جنہیں آئندہ محاصل اور دوسرے ذرائع آمدنی سے کام لے کر واپس کیا جا سکے گا۔ اس طرح جنگ کے مصارف کا بار تھوڑی مدت میں اس وقت کے اصحاب استطاعت پر ڈالنے کے بجائے طویل مدت پر پھیلانے اور آئندہ آنے والے اصحاب استطاعت کو بھی اس میں شریک کرنے کا موقع ملے گا جو عدل و انصاف سے زیادہ قریب ہے۔

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے بعض ضرورتوں کے پیش نظر حکومت کو تھوڑی مدت کے لئے قرضوں کی ضرورت بھی پڑے گی۔ جس طرح نجی کاروبار کرنے والوں کو عارضی طور پر قصیر المیعاد قرضوں کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح حکومت کے زیر اہتمام چلائے جانے والے کاروباری اداروں کو بھی قصیر المیعاد قرضوں کی ضرورت پڑے گی۔ مزید برآں حکومت کو اپنے عام خزانہ کی جانب سے بھی تھوڑی مدت کے لئے قرض لینے کی ضرورت پڑ سکتی ہے کیونکہ اس کی آمدنی سال کے بعض ہفتوں میں زیادہ ہو گی جب کہ اخراجات پورے سال پر پھیلے ہوئے ہوں گے۔

جہاں تک قصیر المیعاد قرضوں کا سوال ہے کسی حد تک ان کی فراہمی کا بار نظام بنک کاری پر ڈالا جا سکتا ہے جس کے پاس عوام کے قرض کھاتوں میں کثیر رقمیں جمع ہوں گی۔ اس طرح یہ ضرورت کسی حد تک مرکزی بنک سے عارضی طور پر قرض لے کر بھی پوری کی جا سکتی ہے۔ ایسا کرنے کی عملی صورت پر آئندہ روشنی ڈالی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت قرض دینے والوں کو ایک متعین مدت کے بعد ان کا دیا ہوا سرمایہ واپس کرنے کی ذمہ داری لے گی لیکن قرض دیے ہوئے سرمایہ پر سود یا کوئی نفع یا معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں عوام کے لئے قرض دینے کا محرک کیا ہوگا۔ ضمناً ہم اس سوال پر بھی غور کریں گے کہ اگر کسی وقت قرض کی رسد ضرورت کی تکمیل کے لئے ناکافی ہو تو اس میں اضافہ کے لئے حکومت کیا تدبیر اختیار کر سکتی ہے۔

ملک کا دفاع، فوجی طاقت کا استحکام اور معاشی تعمیر و ترقی اہم اسلامی اور سماجی مقاصد ہیں۔ اسلامی معاشرے کے افراد میں ان مقاصد کی دینی نوعیت اور ان کی غیر معمولی اہمیت کا شعور جتنا واضح ہوگا اور ان مقاصد کو پوری طرح حاصل کرنے کا جذبہ جتنا زیادہ بیدار ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ ان مقاصد کی خدمت کرنے اور ان کی خاطر اپنے مفادات کی قربانی دینے پر آمادہ ہوں گے۔ اسلامی حکومت افراد معاشرے میں یہ شعور واضح کرنے اور اس جذبے کو ابھارنے کا اہتمام کرے گی۔ وہ افراد معاشرہ سے اپیل کرے گی کہ اپنی ضرورت سے فاضل سرمایہ کا ایک حصہ مزید نفع کمانے کے لئے استعمال کرنے کی بجائے فی سبیل اللہ استعمال کے لئے حکومت کو قرض دیں۔ امید ہے کہ حکومت کو کامیابی ہوگی۔ خاص طور پر جنگ کی حالت میں حکومت کے لئے اپنے شہریوں سے کثیر مقدار میں غیر سودی قرضے حاصل کرنا ممکن ہوگا۔ اگر اسلامی ریاست اپنے نظام تعلیم و تربیت کے ذریعہ اپنے عوام میں بنیادی اسلامی جذبہ کسی درجہ میں بھی پیدا کر سکی ہے تو توقع کی جاتی ہے کہ غیر معمولی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ اپنی فاضل دولت کا نفع قربان کرنے پر ضرور آمادہ ہو جائیں گے۔ ارباب حکومت دیانتداری اور راہ خدا میں قربانی کا جتنا اونچا نمونہ پیش کریں گے عوام سے اسی قدر زیادہ تعاون حاصل کر سکیں گے۔

مذکورہ بالا محرک کے علاوہ حکومت کو قرض دینے کے خالص معاشی محرکات بھی ممکن ہیں۔ گذشتہ مباحث میں ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ جو لوگ اپنی بچتوں کو نقصان کا خطرہ مول لے کر نفع آور کاموں میں لگانا نہیں پسند کریں گے وہ انہیں بنکوں کے قرض کھاتہ میں جمع کریں گے۔ ان میں ایک معتدبہ تعداد ان بچت کاروں کی ہوگی جو اپنی بچتوں کو ایک طویل مدت تک استعمال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ہوں گے بلکہ انہیں محفوظ رکھنے کے ارادہ سے قرض کھاتے میں جمع کریں گے۔ ان لوگوں کا مقصد ایک مدت کے بعد اپنے اصل سرمایہ کو بغیر کسی کمی کے واپس حاصل کر لینا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ سرمایہ پر نفع کا اضافہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان کا خطرہ مول لئے بغیر ممکن نہیں، اور وہ یہ خطرہ نہیں مول لینا چاہتے۔ ہماری رائے میں ایسے لوگوں کے لئے حکومت کو قرض دینا بنکوں کے قرض کھاتہ میں سرمایہ جمع کرنے کے مقابلے میں قابل ترجیح ہوگا اس ترجیح کا پہلا سبب یہ ہے کہ حکومت کی ساکھ بنکوں کی ساکھ سے اونچی ہوگی اور اس کا وعدہ زیادہ قابل اعتماد ہوگا۔ حکومت کو قرض دینے والے کو اس امر کی کامل ضمانت حاصل ہوگی کہ مقررہ مدت کے بعد اسے قرض دیا ہوا سرمایہ ضرور واپس مل جائے گا۔ اس ترجیح کا دوسرا سبب یہ ہے کہ حکومت کو قرض دے کر مذکورہ بالا بچت کار (جو اپنا سرمایہ محفوظ رکھنا چاہتا ہے، نقصان کا خطرہ مول لے کر نفع کا خواہشمند نہیں ہے) بغیر کسی قربانی کے آخرت میں اجر حاصل کرنے اور قومی مفاد کی خدمت کرنے کی تشفی حاصل کر سکیں گے۔ حکومت مختلف مدتوں کے لئے مختلف مقداروں میں سرمایہ قرض حاصل کرنے کا اہتمام کر کے ایسے بچت کاروں سے ایک کثیر سرمایہ حاصل کر سکے گی۔ اس اہتمام کی شکلوں پر آئندہ روشنی ڈالی جائے گی۔

حکومت کو دیے جانے والے قرض کی رسد میں مزید اضافہ کے لئے ضروری ہے کہ مذکورہ بالا محرکات کے پہلو بہ پہلو کوئی اور محرک بھی فراہم کیا جائے تاکہ بچت کار سرمایہ محفوظ رکھنے کی دوسری شکلوں پر اس شکل کو ترجیح دے اور اصحاب سرمایہ میں حکومت کو قرض دینے کا زیادہ قوی رجحان پیدا ہو سکے۔

ہماری تجویز یہ ہے کہ حکومت کو قرض دینے والوں کے ساتھ ان پر عائد ہونے والے محاصل کے باب میں کچھ رعایت برت کر یہ مقصد حاصل کیا جائے۔ اگر حکومت کو قرض دینے کی وجہ سے قرض دینے والے کو اس سے کم محصول ادا کرنا پڑے، جتنا قرض نہ دینے کی صورت میں ادا کرنا ہوتا تو وہ بچت کار جو اپنا سرمایہ محفوظ رکھنے کے لئے اسے طویل مدتوں کے لئے بنکوں کے قرض کھاتوں میں جمع کرتے ہیں یا اسے بطور خود محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان شکلوں کی بجائے حکومت کو قرض دینے کا طریقہ اختیار کریں گے چونکہ معاشرہ کے بہت سے بچت کار اور اصحاب سرمایہ نقصان کا خطرہ مول لے کر سرمایہ کو نفع آور کاروبار میں لگانے کی بجائے اسے محفوظ رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس تدبیر سے حکومت کو ایک کثیر سرمایہ بطور قرض حاصل ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ محصول میں تخفیف ان اصحاب سرمایہ کے لئے بھی سہولت فراہم کرے گی جو حکومت کو قرض دینے کے لئے اپنے ذاتی مفاد کی قربانی پر آمادہ ہوں اور نفع آور کاروبار میں مشغول سرمایہ کا ایک حصہ اس کاروبار سے نکال کر قرض دینے کا ارادہ کر رہے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محصول میں تخفیف کے سبب ان کو نسبتہً کم قربانی دینی پڑے گی۔ اس لئے توقع ہے کہ اس رعایت کی وجہ سے اس قسم کے قرضوں کی رسد میں اضافہ ہوگا۔ یہی بات ان افراد کے سلسلے میں بھی کہی جاسکتی ہے جو حکومت کو قرض دینے کے لئے اپنے مصارف میں کمی عمل میں لارہے ہوں۔

دورِ جدید کی ریاستیں بھی بعض امور کی ہمت افزائی کے لئے محصول سے استثنا یا محصول میں تخفیف کا طریقہ اختیار کرتی ہیں۔ کارِ خیر کے لئے دیے جانے والے چندوں اور مذہبی اداروں نیز رفاہ عامہ کے کاموں پر کئے جانے والے مصارف کو افراد اور اداروں سے محصول آمدنی (Income Tax) وصول کرتے وقت محصول سے معاف رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی فرد اپنی آمدنی کا جو حصہ پراویڈنٹ کے لئے بچاتا ہے اسے بھی محصول آمدنی سے مستثنےٰ کردیا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں اپنے مستقبل کے لئے پس انداز کرنے کا رجحان بڑھے۔ حکومت کو دیے ہوئے دفاعی قرضوں یا ترقیاتی اسکیموں سے متعلق قرضوں کے سود سے ہونے والی آمدنی کو بھی بسا اوقات محصول آمدنی سے مستثنےٰ کردیا جاتا ہے تاکہ اصحاب سرمایہ اور بچت کاروں میں سرمایہ لگاکر سود کمانے کی ان مخصوص شکلوں کو دوسری شکلوں پر ترجیح دینے کا رجحان پیدا ہو۔

محاصل میں رعایت کی تجویز کی تفصیلات کافی غور و خوض کے بعد ہی مرتب کی جاسکتی ہیں جو اس مرحلہ پر ممکن نہیں۔ اسے علیحدہ موضوع گفتگو بنانا مناسب ہوگا۔ حکومت کو قرض دینے والا یا تو سال رواں کی آمدنی کا ایک حصہ بچا کر قرض دے گا یا اپنی سابق بچت کو جو پہلے بینک میں جمع تھی، حصص خریدنے میں صرف کی گئی تھی یا کسی اور نفع آور کاروبار میں لگائی گئی تھی۔ اب ان شکلوں سے نکال کر حکومت کو قرض دینے کے لئے استعمال کرے گا۔ پہلی صورت میں رعایت محصول آمدنی میں کی جائے گی اور دوسری صورت میں دولت پر محصول میں تخفیف کرنی ہوگی۔ اگر دولت میں کوئی محصول نہ عائد کیا گیا ہو، یا موجودہ محصول رعایت دینے کی موزوں شکل نہ فراہم کرتا ہو تو کوئی دوسری تدبیر کرنی ہوگی مثلاً یہ کہ قرض دیے جانے والے سرمایہ کی نسبت سے اس فرد پر عائد ہونے والے محصول آمدنی میں کوئی تخفیف کردی جائے۔ رعایت دینے کی جو صورت بھی اختیار کی جائے اس بات کا لحاظ رکھنا ہوگا کہ قرض دینے والوں کے مختلف گروہوں — چھوٹے بچت کاروں، بڑے سرمایہ داروں، بڑی آمدنی رکھنے والوں وغیرہ — کے درمیان عادلانہ سلوک ہو۔ اس امر کا بھی لحاظ رکھنا ہوگا کہ اس رعایت کی وجہ سے سرکاری خزانے کو محصول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہونے والی آمدنی میں جو کمی ہوگی وہ قرض کی رسد میں ہونے والے اس اضافے کی خاطر گوارا کرنے کے قابل ہو جو اس رعایت کے سبب متوقع ہے۔ رعایت دینے کے ضوابط مرتب کرتے وقت اس امر کا اہتمام کرنا ہوگا کہ محصول میں تخفیف کا طریقہ سود کے ہر شائبے سے پاک ہو۔

حکومت کو قرض دینے والوں کے ساتھ محصول میں رعایت برتنے کی جو تجویز اوپر پیش کی گئی ہے اسے سود کے مشابہ قرار دینا درست نہ ہوگا۔ مجوزہ رعایت اور سود دینے کے درمیان ایسے بنیادی فرق موجود ہیں جو اس شبہہ کو دور کرنے کے لئے کافی ہیں۔

سود ایک متعین فی صد رقم ہے جو سال بہ سال قرض دینے والے کو ادا کی جاتی ہے محصول میں تخفیف یا اس سے استثناء میں قرض دینے والے کو کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ مزید برآں محصول میں جو کمی کی جاتی ہے اس کا اثر صرف اس سال پر پڑے گا جس سال قرض دیا جائے۔ قرض سرمایہ کے حکومت کے پاس رہنے کے دوران ہر سال کوئی نئی رعایت نہیں تجویز کی گئی ہے۔

محصول آمدنی کی تعیین میں آمدنی کی مقدار کو یا محصول دولت کی تعیین میں دولت کی مقدار کو محصول دینے والے کی صلاحیت ادائیگی (Ability to Pay) کا پیمانہ قرار دے کر محصول کی مقدار متعین کرنے کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ مجوزہ رعایت کے معنے صرف یہ ہیں کہ حکومت کو غیر سودی قرض دینے کی وجہ سے محصول دینے والے کی صلاحیت ادائیگی میں کمی آجاتی ہے جس کے پیش نظر محصول میں کمی ضروری ہے۔

اس نکتہ کی روشنی میں غور کیجئے تو یہ نظر آئے گا کہ محصول میں تخفیف کی نوعیت ایک معقول عذر کی بنیاد پر مطالبہ میں کمی کی ہے۔ اس کمی کو 'سود' دینے کے مشابہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ یہ کوئی مثبت مالی منفعت نہیں جو قرض دینے کے عوض حاصل ہو رہی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ محصول آمدنی ایک خاص حد سے زیادہ آمدنی رکھنے والوں پر ہی عائد کیا جاتا ہے۔ قدرتی طور پر مجوزہ رعایت سے مستفید ایسے ہی قرض دینے والے ہوں گے جو زیادہ آمدنی کی وجہ سے محصول آمدنی کے قابل قرار پائیں۔ کم آمدنی والے افراد بھی حکومت کو قرض دیں گے مگر ان کو اس رعایت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ بات بھی اس رعایت اور سود کے درمیان فرق کو نمایاں کرتی ہے کیونکہ سود قرض دینے والے کو ملتا ہے، خواہ اس کی آمدنی کم ہو یا زیادہ۔ یہی حال دولت پر عائد کئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے والے محصول کا ہے کہ وہ ایک خاص مقدار سے زیادہ دولت رکھنے والوں پر عائد ہوتا ہے۔ اس محصول میں کی جانے والی رعایت سے وہی قرض دینے والے مستفید ہوں گے جو زیادہ دولت رکھتے ہوں، نہ کہ ہر قرض دینے والا۔

حکومت کو حاصل ہونے والے قرض سرمایہ سے پورے معاشرے کے اہم مفادات کی خدمت عمل میں آئے گی۔ محاصل بھی اسی مقصد کے لئے وصول کئے جاتے ہیں۔ قرض کی رسد میں اضافہ کے لئے محاصل میں تخفیف اصل مقصد کے اعتبار سے صرف طریقہ اور ذریعہ کی تبدیلی کا حکم رکھتی ہے۔

اسنادِ قرض

حکومت کے لئے قرضوں کی فراہمی کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا مناسب ہوگا کہ حکومت قرض کی ایسی سندیں تیار کرے جن پر قرض دینے والے کو قرض دینے کے ثبوت اور حکومت کی جانب سے رسید کے طور پر یہ دستاویز دی جائے جس پر اس کا نام درج کر دیا جائے۔ اس دستاویز کی نقل سرکاری رجسٹر میں محفوظ کر لی جائے۔ ہر سند پر واضح طور پر قرض کی واپسی کی تاریخ درج کرنے کے ساتھ یہ بھی درج کر دیا جائے کہ یہ واپسی فلاں اداروں کے ذریعے عمل میں آسکے گی۔ ان سندوں کو جاری کرنے اور واپس لینے کے لئے حکومت ڈاک خانوں، ریاستی بنک اور منتخب عام بنکوں، سرکاری خزانہ کی مقامی شاخوں وغیرہ اداروں کو استعمال کر سکتی ہے، تاکہ عوام کو قرض دینے اور رقم واپس وصول کرنے میں سہولت ہو۔ قرض سرمایہ جمع کرنے، ان کے عوض اسناد قرض دینے اور وقت مقررہ پر قرض واپس کرنے کا نظام اس طرح چلایا جائے کہ قرض دینے والوں کو کوئی لاگت نہ برداشت کرنی پڑے اور ہر طرح کی سہولت حاصل ہو۔

قرض کی مقدار اور مدت کے اعتبار سے مختلف قسم کی سندیں جاری کرنی چاہیں۔ مقداریں، مثال کے طور پر، سو روپے سے لے کر دس لاکھ روپے کی رکھی جائیں اور مدت دو ہفتے، ایک ماہ، تین ماہ اور پھر ایک سال سے تین سال تک رکھی جائے۔ ہر مقدار کی ہر مدت کی سندیں موجود ہوں۔ اگر مناسب سمجھا جائے تو سو روپے سے کم کی سندیں بھی جاری کی جا سکتی ہیں۔ اصولاً اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ بعض قرضے عند الطلب واپسی کے وعدہ پر حاصل کئے جائیں اور ان کے لئے ایسی سندیں جاری کی جائیں جن پر عند الطلب واپسی کا وعدہ درج ہو۔ لیکن اگر حکومت ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندیں جاری کرے گی تو اس کا اثر عام بنکوں کے قرض کھاتوں میں جمع کئے جانے والے سرمایہ پر پڑیگا۔ چونکہ ان کھاتوں سے بہت سے اجتماعی مصالح وابستہ ہیں۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ حکومت کو عوام سے براہ راست عندالطلب قابل ادائیگی قرضے نہیں لینے چاہئیں۔ بہت کم مدت، مثلاً تین ماہ سے کم کی سندیں بھی اسی وقت اور اسی مقدار میں جاری کرنی چاہئیں جس حد تک حکومت کی واقعی ضروریات قرض کی تکمیل کے لئے ضروری ہوں۔

حکومتی اسناد قرض صرف حکومت فروخت کر سکے گی[1] عام افراد یا ادارے ان سندوں کی نقد کے عوض باہم خرید و فروخت نہیں کر سکیں گے۔ چونکہ سود حرام ہے لہٰذا اس امر کی کوئی گنجائش نہ ہو گی کہ مدت پوری ہونے سے پہلے سند کے عوض اس پر درج رقم سے کم رقم کے عوض سودا کیا جا سکے۔ ظاہر ہے کہ بغیر کسی کمی یا اضافہ کے سند کو اس پر درج رقم کے عوض خریدنے یا فروخت کرنے کا کوئی معاشی محرک نہ موجود ہو گا۔ ہماری یہ تجویز کہ افراد نقد کے عوض اسناد قرض کا لین دین نہ کریں سد باب ذریعہ کے طور پر ہے تاکہ کسی صورت میں سودی لین دین کا دروازہ نہ کھلے۔

ہمارے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ حکومتی اسناد قرض کو بنک سے قرض حاصل کرنے کے لئے یا کسی دوسرے فرد سے قرض حاصل کرنے کے لئے ضمانت کے طور پر پیش کیا جائے۔ چونکہ بنک سے کاروباری قرضوں یا صرف کے لیے لیے جانے والے قرضوں میں اکثر ضمانت کی ضرورت پڑے گی۔ اس لیے ان اسناد کے بطور ضمانت استعمال سے معاشرہ کو بڑی سہولت ہو جائے گی۔ بنکوں کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ کسی قرض کی ضمانت میں جو سندیں پیش کی جائیں ان کی تاریخ ادائیگی بنک کے قرض کی تاریخ واپسی سے پہلے یا اس کے قریب ہوں۔ انہیں قرض لینے والے سے یہ تحریر حاصل کر لینی چاہیئے کہ اگر وہ وقت مقررہ پر بنک کا قرضہ واپس کرنے سے قاصر رہے تو بنک کو اختیار ہو گا کہ وہ اس کی جمع کی

---

[1] خرید و فروخت کے الفاظ یہاں مجازاً استعمال کئے جا رہے ہیں۔ قرض دینے والے کا سند قرض خریدنا قرض دینے کے ہم معنے ہے نہ کہ اس کاغذ کے خریدنے کا جس پر سند درج ہو۔ اگر کسی قرض دینے والے سے یہ سند گم ہو جائے تو بھی وہ سرکاری رجسٹر کے اندراج کے حوالے سے اپنی شناخت میں ثبوت فراہم کرنے کے بعد اپنا دیا ہوا سرمایہ واپس حاصل کر سکے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی سند کو پیش کر کے حکومت سے اس پر درج سرمایہ واپس حاصل کر لے اور اپنا دیا ہوا قرض اس سرمایہ میں سے واپس حاصل کر لے۔ چونکہ ہم نے بہت چھوٹی مدت کی اسناد قرض جاری کرنے کی تجویز بھی پیش کی ہے لہٰذا عام افراد اور کاروباری اداروں کے لئے ایسی سندوں کا بطور ضمانت استعمال کرنا ہمیشہ ممکن رہے گا جن کی میعاد اسی مدت کے قریب پوری ہو رہی ہو جس کے لئے انہیں بنکوں سے غیر سودی قرض مل سکتے ہیں۔

ایک ترقی پذیر معیشت میں حکومتی قرضوں کی ضرورت ایک مسلسل ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرتے رہنے کا عملی طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ حکومت ہر ہفتہ اور ہر سال نئی اسناد قرض جاری کرتی رہے اور اس بات کا اہتمام کرے کہ ان اسناد کی ایسی مقداریں فروخت ہوتی رہیں جن سے اس کی ضرورت قرض پوری ہوتی رہے۔ اگر کسی وقت قرضوں کی رسد معیار مطلوب سے کم نظر آئے تو اس میں اضافہ کے لئے جو تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں ان کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے، یعنی اخلاقی اپیل اور محاصل میں مزید رعایت۔

گزشتہ باب میں ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ مرکزی بنک عام بنکوں کو ان کے دیئے ہوئے قرضوں کے بالمقابل قرض دے گا۔ ان دونوں کے مابین نسبت کو ہم نے نسبت استقراض کا نام دیا ہے۔ اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر عام بنکوں نے کچھ اسناد قرض خریدی ہوں گی یعنی حکومت کو قرض دیا ہوگا، تو وہ ان اسناد کو پیش کر کے مرکزی بنک سے مقررہ نسبت استقراض کے مطابق قرض حاصل کر سکیں گے۔ اگر مرکزی بنک یہ چاہتا ہو کہ عام بنکوں میں حکومت کو قرض دینے کا رجحان بڑھے تو وہ حکومتی قرضوں کے لیے نسبت استقراض کو دوسری قسم کے قرضوں کے لئے مقرر کردہ نسبت استقراض سے اونچا رکھ کر یہ مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت حال میں جب حکومتی قرضوں کی رسد معیار مطلوب سے کم ہو، مرکزی بنک ان قرضوں سے متعلق نسبت استقراض میں اضافہ کر کے بنکوں کی جانب سے ان کی رسد میں اضافہ کا اہتمام کر سکتا ہے۔

یہ شبہہ بے جا ہوگا کہ عام ہنڈیوں اور قرضوں سے متعلق نسبت استقراض اگر حکومتی قرضوں سے متعلق نسبت استقراض سے کم ہوگی تو کاروباری طبقہ کو قرضوں کی رسد بہت کم ہو جائے گی۔ کاروباری طبقہ کو قرض کی رسد جاری رہنے کی ایک وجہ بنکوں کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ اپنے گاہکوں کی ضروریات قرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری کرتے رہیں، کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں، بنکوں کا نفع کاروباری طبقہ کے نفع پر منحصر ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہوگی کہ حکومت بینکوں کے ہاتھ سندات قرض فروخت کرتے ہیں اور مرکزی بنک نسبت استقراض میں اضافہ کر کے ان کو مزید سندیں خریدنے پر آمادہ کرنے میں کاروباری طبقہ کی ضروریات قرض کا پورا لحاظ رکھے گا۔ حکومت بنکوں سے قرض حاصل کرنے میں کاروباری طبقہ کے سائقہ مسابقت کے بجائے اس امر کا اہتمام کرے گی کہ کاروباری طبقہ کی ضرورت قرض پوری کرنے کے بعد بنکوں میں قرض دینے کی جو فاضل صلاحیت پائی جائے اسے خود جذب کر لے۔

اس مطالعہ میں ہمیں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو نہیں کرنی ہے کہ حکومت قرض کی ہوئی رقموں کی واپسی کا اہتمام کس طرح کرے گی۔ اجمالاً وہ اپنی ترقیاتی اسکیموں کے ثمرات، قرض سرمایہ سے چلنے والے کاروباری اداروں کے منافع، عام حالات میں عائد کئے جانے والے محاصل، اور حسب ضرورت نئے قرضوں کو واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کا ذریعہ بنائے گی۔ عرصۂ مختصر میں جب قومی صنعتوں سے پوری پیداوار حاصل نہ ہو رہی ہو اور بعض ترقیاتی اسکیمیں ابھی ابتدائی مراحل میں ہوں، واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کا بڑا ذریعہ مزید محاصل کے علاوہ نئے قرضوں کو بنانا ہوگا۔ حکومت کو اس بات کا اہتمام کرنا ہوگا کہ کسی ہفتہ یا سال میں اسے جتنے قرضے واپس کرنے ہیں اس سے زیادہ سرمایہ قرض کے طور پر حاصل ہو جائے۔ حالات کے معمول میں آنے اور ترقی کے سبب حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہو جانے پر اس کے برعکس طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے، اور نئے قرضوں کی مقدار واپس کئے جانے والے قرضوں سے کم رکھ کر قومی قرض کا مجموعی بار ہلکا کیا جا سکتا ہے۔

اگر کسی وقت حکومت کی ضرورت قرض عوام کے دیئے ہوئے قرضوں سے نہ پوری ہو رہی ہو، یا اس کی کوشش کے باوجود واجب الادا قرضوں کی مقدار نئے حکومتی قرضوں کے ذریعے حاصل ہونے والے سرمایہ سے زیادہ ہو تو وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے خسارہ کی مالیات کا سہارا لے گی۔ اس کا عملی طریقہ یہ ہوگا کہ حکومت مرکزی بنک کے ہاتھوں اسناد قرض فروخت کرے۔ مرکزی بنک کو ان اسناد قرض کے عوض نقد سرمایہ فراہم کرنے کے لئے نیا زر بنانا ہوگا۔ یہ نیا زر نئے کرنسی نوٹ یا مرکزی بنک میں حکومت کے کھاتہ میں نئے اندراج کی صورت میں پیدا کیا جائے گا۔

سرکاری خزانہ کی آمدنی اور خرچ کی رفتار میں فرق کی وجہ سے حکومت کو چند ہفتوں کے لئے عارضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرضوں کی جو ضرورت پیش آتی ہے اس کی تکمیل کے لئے بھی مرکزی بنک کو ذریعہ بنایا جا سکتا ہے حکومت چند ہفتوں یا تین مہینے کی مدت کی اسناد قرض مرکزی بنک کے ہاتھوں فروخت کرے گی۔ مرکزی بنک ان اسناد کو عوام اور بنکوں کے ہاتھوں فروخت کرنے کا اہتمام کرے گا لیکن اگر کچھ سندیں نہ فروخت ہو سکیں تو اس کمی کو نیا زر پیدا کر کے پوری کرے گا۔

جب حکومت خسارہ کی مالیات کی جگہ آمدنی سے کم خرچ کرنے یا فاضل مالیات (Surplus Budget) کا طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ مرکزی بنک سے اسناد قرض واپس لے کر اسے نقد ادا کرے گا۔ یہ واپسی حکومت کے کھاتے میں ایک اندراج کی، یا حکومت سے مرکزی بنک کو کرنسی نوٹ منتقل ہونے کی صورت میں ہوگی۔ مرکزی بنک ان کرنسی نوٹوں کو فی الوقت استعمال نہیں کرے گا دونوں صورتوں میں معیشت میں زر کی مجموعی رسد میں کمی واقع ہوگی۔

ان تدابیر کے باوجود اگر حکومت کی ضروریات قرض نہ پوری ہو رہی ہوں تو وہ عوام کی چھوٹی بچتوں اور بہت تھوڑی مدت کے لئے حاصل ہو سکنے والی رقموں کو جمع کرنے کے لئے ڈاکخانہ میں بچت کے بنک (Savings Bank) قائم کرنے کا طریقہ اختیار کر سکتی ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنا اس لئے بھی مفید ہوگا کہ اس طرح عوام کے لئے بچت کرنا اور اسے محفوظ رکھنا آسان ہو جائے گا۔ بچت کے بنکوں کے ضوابط معروف و معلوم ہیں اس لئے یہاں ان کی تفصیلات بیان کرنا ضروری نہیں۔ اگرچہ حکومت ان بچتوں پر سود نہیں دے گی لیکن وہ بچت کاروں کو بعض ایسی سہولتیں فراہم کر سکتی ہے جو ان کھاتوں میں بچت کی رسد میں اضافہ کریں گی۔ عند الطلب واپسی اور تحفظ کی سہولت کے علاوہ حکومت بعض معاصر ملکوں کی طرح بچت کے ذریعہ کھاتہ دار کی ہدایت پر، رقمیں ادا کرنے اور ایک کھاتہ دار سے دوسرے کھاتہ دار کو منتقل کرنے کی خدمت بھی انجام دے سکتی ہے۔ یہ طریقہ جدید اصطلاح میں (Giro System) کہلاتا ہے[۵۱]۔

---

[۵۱] یہ طریقہ جرمنی اور سویڈن میں رائج ہے۔ سوئزرلینڈ میں بھی اسی طرح کا ایک طریقہ رائج ہے۔ ڈاک خانہ کا کوئی کھاتہ دار اگر کسی دوسرے کھاتہ دار کو کوئی رقم منتقل کرنا چاہتا ہے تو ڈاک خانہ کو اس امر کی ہدایت کر دیتا ہے جس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی ایسے فرد کو انتقال زر کرنا چاہے جس کا حساب کسی دوسرے بنک میں ہے تو ایسا بھی کر سکتا ہے۔
ملاحظہ ہو۔
R.S. Sayers. Editor Banking in Western Europe P.P. 62-262.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ حکومت خود ایک عام تجارتی بنک قائم کرکے، جس کی شاخیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہوں، قرض کھاتہ اور مضاربت کھاتہ میں عوام کی بچتوں کو براہ راست حاصل کرنے کا بھی اہتمام کر سکتی ہے۔

اس بحث میں ہم نے بیرون ملک سے حاصل کئے جانے والے قرضوں پر کوئی گفتگو نہیں کی ہے کیونکہ جیسا کہ ابتدا ہی میں واضح کیا جا چکا ہے، ہم ایک خود کفیل معیشت فرض کرکے گفتگو کر رہے ہیں جو بیرونی ممالک سے کوئی لین دین نہیں کرتی۔ یہ مفروضہ حقیقت واقعہ کے خلاف ہے لیکن مطالعہ میں سہولت کے لئے ابتداءً اس کے بغیر چارہ نہیں۔ بیرونی ممالک سے تجارت اور لین دین کے مطالعہ سے زر و بنک کاری سے متعلق بہت سے نئے سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کا علیحدہ مطالعہ مفید ہوگا۔

حکومتی حصص شرکت، حکومتی حصص مضاربت اور حکومتی اسناد قرض کی نوعیت واضح کرتے وقت ہم نے ضمناً نظام بنک کاری سے ان کے تعلق پر بھی کچھ روشنی ڈالی ہے، لیکن ابھی مسئلہ کے اس پہلو پر مزید غور و بحث ضروری ہے۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ یہ واضح کریں گے کہ غیر سودی نظام بنک کاری میں ان حصص اور سندوں کا کیا رول ہوگا۔

حکومتی اسنادِ قرض اور نظام بنک کاری

چونکہ حکومت کو دیے جانے والے قرض کے بالمقابل مرکزی بنک سے مل سکنے والے قرض کی نسبت دوسری قسم کے قرضوں کے بالمقابل مل سکنے والے قرض سے زیادہ ہوگی لہٰذا عام بنک اپنی نقدیت کے استحکام کے لئے حکومتی اسناد قرض کی ایک مقدار اپنی تحویل میں رکھیں گے۔ وہ مختلف مدتوں کی اسناد قرض رکھ کر اس بات کا اہتمام کر سکتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر ان سندوں کو نقد حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ یہ سندیں زیادہ تر چھوٹی مدت کے قرضوں کی ہوں گی۔ مثلاً دو ہفتے، ایک مہینہ، تین مہینہ وغیرہ مدتوں کی سندیں، عام بنکوں سے زیادہ طویل مدت کی سندیں خریدنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جس ہفتے بنکوں کو نئے نقد کی ضرورت ہوگی اس ہفتے ان کی جانب سے خریدی جانے والی سندوں کی مجموعی قیمت ان سندوں کی مجموعی قیمت سے کم ہوگی۔ جن کی میعاد اس ہفتے پوری ہونے کے سبب ان کو نقد واپس کیا جائے گا۔ جس ہفتہ صورت حال اس کے برعکس ہوگی اس ہفتہ بنک میعاد پوری ہونے والی سندوں کے عوض نقد واپس لے کر اسی مقدار میں یا اس سے زائد مقدار میں نئی سندیں خرید لیں گے۔ عام حالات میں اس بات کا انحصار کہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنک اپنے دیئے ہوئے قرضوں کی میزان کا کتنا حصہ حکومتی اسناد قرض خریدنے کے لئے مخصوص کرتا ہے اس بات پر ہوگا کہ وہ اپنے مفادات کے تحت کاروباری طبقے کو قرض دینے یا تجارتی ہنڈیاں بھنانے کے مقابلے میں نقدیت کے استحکام کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔ ایک ہی عرصہ میں مختلف بنک اس بارے میں مختلف پالیسیاں اختیار کریں گے مجموعی نتیجہ کا انحصار زیادہ تر اس امر پر ہوگا کہ کاروباری طبقہ کی طرف سے قرضوں کے مطالبہ میں کتنی وسعت اور شدت ہے اور بنکوں کا مستقبل قریب میں اپنی ضروریات نقد کے بارے میں کیا اندازہ ہے۔

اس سوال کا جواب تجربہ کی روشنی میں ہی مل سکے گا کہ حکومتی اسناد قرض کے لئے نسبت استقراض عام نسبت استقراض سے کتنی زیادہ رکھی جائے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ اس بارے میں کوئی فیصلہ کرتے وقت مرکزی بنک کی نگاہ صرف اسی مقصد پر نہ ہوگی کہ بنکوں کی جانب سے حکومتی قرضوں کی رسد میں اضافہ ہو بلکہ اسے بنکوں کے کاروباری مفادات، کاروباری طبقہ کی ضروریات قرض، صارفین کی ضروریات قرض وغیرہ امور کی بھی پوری رعایت ملحوظ رکھنی ہوگی۔

حکومتی اسناد قرض کا بینکوں سے قرض لیتے وقت ضمانت کے طور پر استعمال بنکوں کے کاروبار میں سہولت پیدا کرنے کا سبب بنے گا۔ عام حالات میں حکومتی اسناد قرض اعلیٰ ترین درجہ کی ضمانتوں میں شمار کی جائیں گی۔

حکومتی اسناد قرض حکومت کی مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کے ایک اہم آلہ (Instrument) کا کام بھی کریں گی۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ان سندوں کا وجود خسارہ کی مالیت اور فاضل بجٹ کا طریقہ اختیار کرنے کو آسان بنا دے گا۔ ان سندوں کی فروخت میں اضافہ کرکے حکومت طلب مؤثر کو کم کرنے اور واپس ادا کیے جانے والے قرضوں کے مقابلہ میں کم مقدار فروخت کرکے طلب مؤثر میں اضافہ کے مقاصد بھی حاصل کر سکتی ہے۔

حکومتی حصص شرکت اور نظام بنک کاری

پانچویں باب میں ہم نے اشارہ کیا تھا کہ بنک اپنی نقدیت کے استحکام کے لئے نقد ریزرو کے علاوہ ثانوی ریزرو کے طور پر ایسے حصص خریدیں گے جن پر نقصان اٹھانے کا اندیشہ کم ہو اور جنہیں کسی وقت بھی فروخت کرکے نقد حاصل کیا جا سکتا ہو۔ ہمارے نزدیک حکومتی حصص شرکت بڑی حد تک اس معیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پورے اتر سکیں گے۔ اگر ہمارا یہ مفروضہ درست ہے کہ حکومتی حصص پر نقصان کا اندیشہ عملاً ختم ہو جائے گا اور سارا احتمال صرف اس شرح نفع کے بارے میں ہو گا جو کسی سال کسی حصہ کی ملکیت کے سبب عملاً حاصل ہو تو یہ حصص بنکوں کے لئے نقدیت کے استحکام کے ساتھ کچھ نفع کمانے کا موزوں ترین ذریعہ ثابت ہوں گے۔ نقصان کا اندیشہ نہ ہونے کی صورت میں ان کے دام ان پر مندرج قیمت سے نیچے نہ گریں گے بلکہ اس سے اوپر ایک معتدل حد کے اندر تغیر پذیر ہوں گے۔ بنک اپنے کھاتوں کا ایک حصہ حکومتی حصص شرکت خریدنے پر صرف کریں گے۔ جب انہیں نقد کی ضرورت پڑے گی تو وہ ان حصص کو بازار میں فروخت کر کے نقد حاصل کر سکیں گے۔ ایسا کرنے میں اگرچہ نقصان اٹھانے کا اندیشہ باقی رہے گا لیکن نفع کی امید بھی ہو گی اور نقصان کی صورت میں اس کی مقدار زیادہ نہ ہو گی۔ جن حصص کو ان کی مدت پوری ہونے سے پہلے فروخت کرنے کی ضرورت نہ پڑے ان کی مدت پوری ہونے پر بنک حکومت سے ان پر آنے والا نفع وصول کر سکے گا اور ان کے دام سے حسب مرضی نئے حصص خرید سکے یا اس نقد کو کسی اور کام کے لئے استعمال کرنے کا فیصلہ کر سکے گا۔ حصص شرکت کی بھاری مقداریں خرید کر بنک ان حصص کے سرمایہ سے چلائی جانے والی صنعتوں کے کاروبار میں دخیل بن سکے گا اور اس طرح اپنے مفادات کا تحفظ عمل میں لا سکے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ مختلف بنک قومی دائرہ کے مختلف کارخانوں میں حصص کی ایک قابل لحاظ تعداد خرید کر مؤثر دخل حاصل کر سکیں گے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب رہے تو حصص شرکت کی فروخت کے ذریعہ حکومت کو بنکوں سے کثیر مقدار میں سرمایہ حاصل ہو سکے گا۔

اگر ضرورت سمجھی جائے تو نظام بنک کاری کی نقدیت بحال رکھنے اور کھاتہ داروں کے مفادات محفوظ رکھنے کے لئے مرکزی بنک عام بنکوں کو از روئے ضابطہ اس بات کا پابند بنا سکتا ہے کہ اپنے قرض اور مضاربت کھاتہ کی کل میزان کا ایک متعین فی صد حصہ حکومتی حصص شرکت خریدنے میں صرف کریں۔ لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ غیر سودی نظام بنک کاری کا تجربہ شروع کرتے وقت ایسا نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ بنکوں کو اس بارے میں آزاد چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر حکومت قومی دائرہ کی صنعتوں کی اونچی کارکردگی کی بنا پر حصص شرکت کو وہ مقام دلا سکی جو ہم نے اس بحث میں فرض کیا ہے۔ یعنی ان پر نقصان کے اندیشے کو عملاً ختم کر کے ان کے بازار بھاؤ میں یک گونہ استقرار حاصل کیا جا سکا تو قوی امید ہے کہ بنک خود بخود ان حصص کو ثانوی ریزرو کے طور پر استعمال کرنے لگیں گے۔ بہتر ہے کہ ثانوی ریزرو کے طریقے اور ان کا تناسب عملی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربہ اور رواج کی روشنی میں بنکوں کے آزادانہ فیصلوں کے نتیجے میں طے پائیں۔

جیساکہ گزشتہ باب میں واضح کیا جاچکا ہے حکومتی حصص شرکت کی خرید و فروخت کو مرکزی بنک زر کی رسد میں اضافہ یا کمی کا ذریعہ بنائے گا۔ حصص کی خریداری کی رفتار حصص کی فروخت کی رفتار سے زیادہ رکھ کر مرکزی معیشت میں نقد کی رسد میں مسلسل اضافہ کا مقصد بھی حاصل کر سکے گا۔

حکومتی حصص مضاربت اور نظام بنک کاری

یہ حصص چونکہ بازار میں خرید و فروخت کے قابل نہ ہوں گے لہٰذا نظام بنک کاری میں ان کا عمل بہت محدود ہوگا۔ مرکزی بنک جب کچھ حصص مستقلاً اپنی تحویل میں رکھنا چاہے تو اس مقصد کے لئے حصص مضاربت خریدے گا عام بنکوں کے لئے حصص مضاربت میں زیادہ جاذبیت نہ ہوگی کیونکہ ان حصص کی خریداری اور کاروباری فریقوں کو مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرنے کے درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ حصص میں سرمایہ لگانے میں نقصان کا اندیشہ بہت کم بلکہ عملاً بالکل نہیں ہوگا۔ نقدیت کے اعتبار سے حصص مضاربت کا رکھنا مفید نہیں البتہ اگر عملی تجربے سے یہ معلوم ہو کہ حکومتی حصص مضاربت کے ذریعہ ایک معقول شرح کے مطابق نفع حاصل ہوسکتا ہے تو بنک اپنے کاروباری سرمایہ کا ایک حصہ ان حصص میں لگانا پسند کریں گے۔ حصص مضاربت کو دوسرے اثاثوں کی طرح قرض لینے والے افراد اور ادارے بطور ضمانت بھی پیش کر سکیں گے۔ بشرطیکہ ان کی میعاد قرض کی واپسی کی موعودہ تاریخ کے قریب پوری ہو رہی ہو حصص مضاربت زیادہ تر چھوٹے بچت کاروں کے لئے بنک کے مضاربت کھاتہ میں سرمایہ جمع کرنے کے لئے ایک موزوں بدل کا کام کریں گے۔

مذکورہ بالا حصص اور اسناد کی بھاری مقدار کا وجود ملک کے مالی نظام میں سہولت اور باقاعدگی پیدا کرنے کا باعث بنے گا۔ ان کی بدولت بچت کے نفع آور استعمال، قرض لین دین اور قرض کی ضمانت پیش کرنے میں سہولت ہوگی۔ بنکوں کو ثانوی ریزرو رکھنے، سرمایہ کو محفوظ طریقے پر نفع کمانے کے لئے استعمال کرنے اور مرکزی بنک سے قرض لینے میں ان حصص سے مدد ملے گی۔ مرکزی بنک ان حصص اور اسناد کو عام بنکوں پر اپنے فیصلوں کے نفاذ میں آلہ کے طور پر استعمال کرے گا۔ ان سے حکومت اپنی مالیاتی پالیسی کے نفاذ میں بھی یہی کام لے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

صارفین کے لیے قرضے

غیر سودی معیشت میں بنک کاری کا جو خاکہ گزشتہ ابواب میں پیش کیا گیا ہے اس میں اس امر پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے کہ صارفین (Consumers) کو غیر سودی قرض کس طرح مل سکیں گے۔ اس کا سبب صرف کے لیے دیے جانے والے قرضوں کی مخصوص نوعیت ہے۔ جس طرح حکومت کو قرض کی فراہمی کے مسئلے پر غور کرنے کے لئے مالیات عامہ سے تعرض ضروری ہوا اسی طرح جب تک ہم اسلامی سوسائٹی میں اہل حاجت کی حاجت روائی اور کفالت عامہ کے پورے نظام پر نہ غور کریں، اس سوال کا جواب دینا ممکن نہیں کہ ضرورت مند لوگوں کو ضروریات کی تکمیل کے لئے غیر سودی قرض کس طرح مل سکیں گے لیکن غیر سودی بنک کاری کی بحث کو غیر معمولی طوالت سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ کفالت عامہ کی بحث کو اس سے علیحدہ رکھا جائے۔ ذیل میں ہم اس بات کی کوشش کریں گے کہ اس بحث سے حتی الامکان گریز کرتے ہوئے صرف کے لئے قرضوں کی فراہمی کے مسئلے پر کچھ روشنی ڈالیں۔

صارفین کی ضروریات

سماج کے جن افراد کو صرف (Consumption) کے لیے قرض کی ضرورت ہوتی ہے ان کی مختلف قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم ان حاجت مند افراد کی ہے جو نہ اثاثہ رکھتے ہیں نہ کوئی ایسا ذریعۂ آمدنی جس سے آئندہ قرض کی واپسی ممکن ہو۔ اس قسم کے افراد کو ضرورت قرض کی نہیں بلکہ امداد کی ہے۔ اسلامی ریاست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کفالت عامہ کے نظام کو ایسے افراد کو امداد بہم پہنچانے کا اہتمام کرنا ہوگا۔ بینکوں سے انہی سائلین کو قرض دیا جا سکتا ہے جن سے قرض کی واپسی یقینی ہو۔

دوسری قسم اثاثہ اور ذریعہ آمدنی رکھنے والے ان افراد کی ہے جن کو اپنی موجودہ ضروریات کی تکمیل کے لئے عارضی طور پر قرض مل جائے تو وہ مستقبل میں ہونے والی آمدنی سے اسے واپس کر سکیں گے۔

ضروریات کا جائزہ لیا جائے تو بنیادی ضروریات اور دیگر ضروریات کے درمیان تفریق کی جا سکتی ہے۔ بنیادی ضروریات وہ ہیں جن کی تکمیل پر انسانی زندگی کے قیام و بقا کا انحصار ہے۔ خوراک، لباس، علاج، مکان اور تعلیم وہ بنیادی ضروریات ہیں جن کے پورا نہ ہونے کی صورت میں ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان ضروریات کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔

ان کے بعد ان ضروریات کا درجہ ہے جن کی تکمیل ایک آسودہ اور مطمئن زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے تاکہ فرد کی صلاحیتوں کو نشوونما کا پورا موقع ملے اور معاشرے کو اس کی کارکردگی سے پورا فائدہ ہو۔ یہ وہ ضروریات ہیں جن کا پورا ہونا سکون خاطر اور نشاط طبع کے لئے ضروری ہے۔ ان کی تکمیل سے فرد کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ سماجی زندگی میں ایک ذمہ دارانہ، فعّال کردار ادا کرنے کے قابل بنتا ہے۔ ان کی عدم تکمیل پریشانی خاطر اور زحمت و تکلیف کا سبب بن کر کارکردگی کم کرتی اور انسانی قوائے میں اضمحلال اور طبیعت میں منفی رجحانات پیدا کرتی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی فلاح کا تقاضا ہے کہ ہر فرد کی مذکورہ بالا بنیادی ضرورتیں اچھے معیار پر اور بھرپور طریقے سے پوری ہوں۔ اس کے بعد زندگی کو سہل اور آرام دہ بنانے والے، وقت بچانے والے اور جسمانی مشقت کم کرنے والے ان سامانوں کا درجہ ہے جن کی انسان کو طلب رہتی ہے۔ مثلاً اچھا اور آرام دہ مکان، فرنیچر، بجلی کے استعمالی سامان (پنکھا، کپڑا دھونے کی مشین، ریفریجریٹر) سلائی کی مشین اور سواری کے لئے گاڑی وغیرہ ـــــ اس ذیل میں بہت سی اور چیزوں کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کی خواہش، شادی کے وقت لڑکی کو سامان زندگی دینے کی آرزو وغیرہ ـــــ یہ تمام ضرورتیں زندگی کو سہل تر، حسین تر اور مفید تر بنانے کے لئے پیش آتی ہیں۔ جن اشیاء اور خدمات سے ان ضروریات کی تکمیل وابستہ ہے انہیں علمائے معاشیات نے سامان آسائش (Comforts) کا نام دیا ہے۔ مشہور اسلامی مفکر شاطبی نے انہیں حاجیات کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے جن کا درجہ وہ بنیادی ضروریات کے بعد قرار دیتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ضروریات کی بقدر گنجائش و فائدہ تکمیل مقاصدِ شریعت میں داخل ہے[1]۔

قدرتی طور پر ہر فرد کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی جملہ ضروریات اپنی محنت اور آمدنی سے پوری کرے۔ جو افراد اپنی معذوری یا حالات کی ناسازگاری وغیرہ کے سبب اس کوشش میں اس حد تک ناکام رہیں کہ اپنی بنیادی ضروریات بھی نہ پوری کر سکیں ان کے بارے میں، جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ اسلامی سوسائٹی اور بالآخر اسلامی ریاست کو اس امر کا اہتمام کرنا ہوگا کہ ان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے ان کی مالی امداد کی جائے۔

جو افراد اپنی ذاتی دولت یا آمدنی کے ذریعے اپنی اور اپنے خاندان کی بنیادی ضروریات خود پوری کر لیتے ہیں وہ دوسرے درجے کی ضروریات کی تکمیل کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ بہت سے افراد اس کوشش میں کامیاب رہتے ہیں اور بہت سے افراد نہیں کامیاب ہوتے۔ اسلامی مفکرین نے حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اسلامی ریاست پر ان ضروریات کی تکمیل کی کوئی واضح اور متعین ذمہ داری نہیں عاید کی ہے۔ لیکن شریعت کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے معاشی وسائل میں جس حد تک گنجائش ہو اس کا لحاظ رکھتے ہوئے معاشرہ اور ریاست کو ان ضروریات کی تکمیل کے سلسلے میں بھی ہر شہری کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ آسودہ حال اور فعّال شہری، جن کی کارکردگی ترقی پذیر ہو اور طبیعت میں نشاط پایا جائے، بالآخر پورے معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوں گے اور اجتماعی مقاصد کے حصول میں مددگار رہیں گے۔

قرض کے ذرائع

ضروریات کے اس اصولی جائزے کی روشنی میں اب اصل مسئلہ پر غور کیجیے یعنی اثاثہ اور ذریعۂ آمدنی رکھنے والے ان افراد کو قرض کی فراہمی جو اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے وقتی طور پر مزید مال کے ضرورتمند ہیں۔ ان میں سے جو افراد اپنی بنیادی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لئے مزید مال کے محتاج ہوں ان کے بارے میں بھی ہماری رائے یہ ہے کہ ان کو قرض دینے کی ذمہ داری اصلاً بیت المال یعنی کفالت عامہ کے نظام کو اٹھانی چاہیے۔ جس حد تک ممکن ہو افراد معاشرہ کو باہمی تعاون کے ذریعے بھی ایسے قرضوں کی ضرورت پوری کرنی چاہیے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے افراد معاشرہ تعاون باہمی پر مبنی آزاد ادارے قائم

---

[1] ابواسحٰق الشاطبی: الموافقات فی اصول الشریعۃ جلد ۲ صفحہ ۳ مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر (سن اشاعت درج نہیں ہے۔)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسکتے ہیں جن میں افراد ہر مہینے چھوٹی رقوم جمع کرکے اپنی بچتوں سے ایک ایسا فنڈ مہیا کرسکتے ہیں جو ادارہ کے ارکان کو ضرورت پڑنے پر قرض فراہم کرسکے۔ بچت کے بنک، یا تامین (Insurance) کے ادارے اور تعاون باہمی کے اصول پر مبنی دوسرے ادارے جن کا مقصد نفع کمانا نہ ہو اس اہم سماجی ضرورت کو یعنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے صاحب استطاعت افراد کو عارضی طور پر قرضوں کی فراہمی، پوری کر سکتے ہیں۔

جس حد تک یہ ضرورت انفرادی قرضوں اور تعاون باہمی پر مبنی اداروں کے ذریعے نہ پوری ہو سکے اس حد تک اسلامی ریاست کو اس کی تکمیل کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ ریاست اس مقصد کے لئے ایک علیحدہ فنڈ قائم کرکے اصحاب خیر سے قرض حسن یا صدقات نافلہ کے لئے اپیل کرسکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے زکوٰۃ وعشر کی آمدنی کا ایک حصہ بھی مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ اس فنڈ سے قرض کے طلب گاروں کو ان کی ضروریات کا جائزہ لینے کے بعد موزوں ضمانت پر مناسب مدتوں کے لئے قرض دیا جانا چاہیئے۔

بعض اصحاب فکر نے یہ رائے بھی ظاہر کی ہے کہ مل مالکوں اور دوسرے آقاؤں (Employers) پر یہ ذمہ داری عائد کی جائے کہ وہ اپنے ملازمین کو وقت ضرورت پر صرف کے لئے قرضے دیں جنہیں آئندہ ان کے مشاہروں یا اجرتوں سے قسط وار وضع کرکے وصول کرلیا جائے ایک محدود پیمانہ پر یہ طریقہ معاصر معیشت میں بھی رائج ہے۔ ملازمین اپنے پراویڈنٹ فنڈ میں جمع سرمایہ میں سے قرض حاصل کرسکتے ہیں، اور بعض اداروں میں انہیں اس کے علاوہ قرضے حاصل کرنے کی سہولت بھی حاصل ہے۔ یہ ایک مناسب تجویز ہے جسے مل مالکوں اور آقاؤں کے مفادات کی پوری رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے موزوں ضوابط کی شکل دی جاسکتی ہے۔ اس تجویز کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس طریقے سے دیئے جانے والے قرضوں کو واپس وصول کرنا آسان ہے۔

کوئی وجہ نہیں کہ اس آخری طریقے کو صرف بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے درکار قرضوں تک محدود رکھا جائے۔ ہماری رائے میں ان قرضوں کے بارے میں کچھ وسعت پیدا کرنی چاہیئے اور مقررہ ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے مذکورہ بالا دوسرے درجہ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے بھی قرض دینا چاہیئے۔

دوسرے درجہ کی ضروریات کے ذیل میں دو امور خاص طور پر غور کے مستحق ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر مکان یا خریداری مکان سے متعلق قرضے اور پائدار سامان صرف مثلاً فرنیچر، بجلی کے استعمالی آلات اور موٹر کار وغیرہ خریدنے کے لئے قرضے۔

مکان کا تعلق ایک حد تک بنیادی ضرورت سے اور اس کے بعد دوسرے درجہ کی ضرورت سے ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے خاصا سرمایہ درکار ہوتا ہے جس کی فراہمی کا بار، اکثر اوقات، صرف ایک ادارہ پر ڈالنا دشوار ہوتا ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے قرض سرمایہ متعدد ذرائع سے حاصل ہوسکے گا۔ لیکن بنیادی طور پر کچھ ذمہ داری خود ریاست کو اٹھانی چاہیئے۔ مناسب ہوگا کہ اسلامی ریاست مکان کی خریداری یا تعمیر کے لئے قرض کی فراہمی کے لئے ایک مخصوص ادارہ قائم کردے جسے کفالت عامہ کے نظام کے ایک شعبہ کے طور پر چلایا جائے۔ یہ ادارہ قرض کے طلب گاروں کی ضرورت اور صلاحیت ادائیگی وغیرہ امور کا جائزہ لے کر ان کو مناسب مقداروں میں قرضے دینے کا اہتمام کرے۔ ان قرضوں کی قسط وار ادائیگی کے لئے موزوں ضابطے بنائے جائیں، اور ادائے قرض کی ضمانت میں خود اس مکان کو نگاہ میں رکھا جائے جس کی تعمیر یا خریداری کے لئے قرض دیا گیا ہو۔ اس ادارہ کے علاوہ تعاون باہمی کے اداروں اور آقاؤں اور مل مالکوں سے ملنے والے قرضے، نیز بنکوں سے حاصل ہوسکنے والے قرضوں کو بھی صارفین اس ضرورت کی تکمیل کے لئے استعمال کرسکیں گے۔

پائدار سامان صرف کی خریداری کے لئے قرض کی فراہمی کے سلسلے میں بھی ریاست کو کچھ حصہ لینا چاہیئے جس پر ہم عنقریب روشنی ڈالیں گے۔ اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صرف کے لئے قرض کی فراہمی کے سلسلے میں بینکوں کے حصہ پر غور کرلیا جائے۔

بینکوں سے صارفین کے لئے قرضے

بینک اصلاً کاروباری ادارے ہیں جن کا مقصد نفع کمانا ہے۔ ان پر غیر سودی قرضوں کی فراہمی کی ذمہ داری جس حد تک اور جس طرح ڈالی جاسکتی ہے اس پر ہم چوتھے باب میں تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ بینک کے قرضوں کے اصل مستحق کاروباری ادارے ہیں۔ صارفین کو قرض دینے کی ذمہ داری بینکوں پر بہت محدود پیمانے پر عائد کی جاسکتی ہے۔ بینک سے صارفین کو قرض دینے کی دو صورتیں اختیار کرنا مناسب ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زائد از جمع رقم نکالنے کا اختیار

پہلی صورت یہ ہے کہ جس فرد کا جس بنک میں قرض کھاتہ کھلا ہوا ہے اسے بعض حالات میں اپنے کھاتہ سے زائد از جمع رقم (Over Draft) نکالنے کا حق دیا جائے۔ یہ زائد از جمع رقم متعین مدت تک کے لئے دی جائے اور اگر بینک ضرورت سمجھے تو کھاتہ دار سے مناسب ضمانت بھی طلب کر سکتا ہے عام طور پر بینک اپنے جانے بوجھے کھاتہ داروں کو چھوٹی رقمیں بغیر کسی ضمانت کے قرض دینے میں کوئی حرج نہ محسوس کریں گے۔ کسی کھاتہ دار کو اس طرح دیے جا سکنے والے قرض کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی ایک حد مقرر کر دینی چاہیئے۔ اس حد کی تعیین ماضی قریب میں اس کے کھاتہ میں جمع سرمایہ کے ماہانہ یا ہفتہ وار اوسط کو سامنے رکھ کر کی جا سکتی ہے۔

وہ حالات یا ضروریات جن کے پیش نظر بنک قرض دینا منظور کرے گا اس طرح متعین کیے جانے چاہئیں کہ مذکورہ بالا دونوں قسم کی ضرورتوں پر حاوی ہوں، اگرچہ ان قرضوں کا اصل منشا دوسرے درجہ کی ضروریات کی تکمیل ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی کھاتہ دار کوئی پائدار سامان صرف خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہ ممکن ہونا چاہیئے کہ اپنے دوسرے وسائل کو کام میں لانے کے ساتھ بنک سے زائد از جمع رقم نکالنے کا طریقہ بھی استعمال کر سکے۔ البتہ بنکوں کو بھی اس بارے میں یہ اختیار دینا ہوگا کہ وہ اپنے حالات و وسائل کے پیش نظر اس طرح کے قرضوں کے دینے میں کبھی تنگی اور فراخی برتنے میں آزاد ہوں گے۔ ایک ہی عرصے میں مختلف بنکوں کی پالیسی مختلف بھی ہو سکے گی۔ مثلاً ایک بنک موٹر کار خریدنے کے لئے زائد از جمع رقم نکالنے کی اجازت دیتا ہو اور دوسرا بنک اس مقصد کے لیے قرض دینے پر نہ آمادہ ہو۔ وغیرہ۔

اس ضابطہ کی موجودگی عام اصحاب سرمایہ و آمدنی کو بنکوں کا کھاتہ دار بننے پر آمادہ کرے گی تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ فاضل از جمع رقم نکالنے کی سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے نتیجے میں بنکوں کے قرض کھاتوں میں اضافہ ہوگا جس سے ان کے کاروبار کو تقویت حاصل ہوگی اور وہ صارفین کو محدود پیمانے پر قرضے فراہم کرنے میں زیادہ زحمت نہ محسوس کریں گے۔

بنک اپنے صارفین کو مذکورہ بالا ضابطے کے تحت جو قرضے دیں گے وہ اسی حد کے اندر شامل ہوں گے جو مقررہ نسبت قرض کے مطابق متعین ہوتی ہو۔ ان قرضوں کے بالمقابل بھی مرکزی بنک سے استقراض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ضابطے کے مطابق قرض حاصل کر سکیں گے۔ مزید برآں بنکوں کو اس بات کی کامل ضمانت حاصل ہو گی کہ صارفین کو دیئے ہوئے قرضے انہیں واپس کیے جائیں گے چونکہ یہ معاملہ بنک اور اس کے کھاتہ داروں کے درمیان ہو گا لہٰذا عام طور پر عدم واپسی کا اندیشہ کم ہو گا لیکن کسی قرض دار کھاتہ دار کی معذوری، افلاس، بغیر ترکہ چھوڑے وفات وغیرہ غیر معمولی صورتوں میں اگر کسی قرض دی ہوئی رقم کی وصولیابی ناممکن ہو جائے تو اسلامی ریاست کو ان قرضوں کے واپس کرنے کا اہتمام کرنا ہو گا۔ بنک کو ایسے ناقابل وصول قرضے واپس ادا کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا جائے گا کہ قرض دینے میں متعلقہ ضوابط کی پوری پابندی کی گئی تھی اور اس قرض کی عدم وصولیابی میں خود بنک کی کسی بے ضابطگی یا سہل انگاری کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ہماری اس تجویز کی بنیادی بات ہے کہ بنکوں پر غیر سودی قرضے دینے کی ذمہ داری عائد کرنے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ان کو ان قرضوں کی وصولیابی کی یقینی ضمانت حاصل ہو۔ ایسی کامل ضمانت بالآخر ریاست ہی فراہم کر سکتی ہے۔ ایسی ضمانت کے بغیر غیر سودی نظام بنک کاری سے قرضے دینے کا کام نہیں لیا جا سکتا جیسا کہ چوتھے باب میں واضح کیا جا چکا ہے۔

بنک کے ناقابل وصول قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری آخری طور پر اسلامی ریاست پر ڈالنا نہ تو کوئی انوکھی بات ہے نہ یہ ایسے بار کو مستلزم ہے جسے زیادہ اہمیت دی جائے۔ زکوٰۃ و عشر کی مدات صرف میں سے ایک مد ایسے قرض داروں کی امداد بھی ہے جو ادائے قرض سے قاصر ہوں۔ مزید برآں قرض دار متوفی کی جانب سے ادائے قرض کی ذمہ داری عہد نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم) میں بھی بیت المال نے اٹھائی تھی، جیسا کہ ذیل کی صحیح حدیث سے واضح ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

انا اولی بالمومنین من انفسهم فمن توفی من المومنین فترک دینا فعلی قضاءه ومن ترک مالا فلورثته[1]

"میں مسلمانوں سے ان کے اپنے افراد کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں لہٰذا جو مسلمان قرض چھوڑ کر وفات پا جائے اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہو گی اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کیلئے ہو گا۔"

---

[1] بخاری:۔ کتاب النفقات۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ترک کلا او ضیاعا فالی۔ یہی حدیث بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی آئی ہے۔ ابوعبید نے کتاب الاموال میں بھی اسے تقریباً انہی الفاظ میں روایت کیا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اسلام کا نظریۂ ملکیت حصہ دوم۔ باب ۱۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ آپ کا یہ فرمانا اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت میں ہے نہ کہ ایک فرد کی حیثیت میں۔ مزید برآں ایک معروف شرعی ضابطہ کے مطابق بنکوں میں جمع وہ تمام رقوم جن کے مالک کوئی وارث یا حق دار چھوڑے بغیر وفات پا جائیں یا طویل مدت سے لاپتہ ہوں بالآخر بیت المال کو منتقل ہو جائیں گی۔ ایسی رقوم کو بھی مذکورہ بالا ذمہ داری کی تکمیل میں صرف کیا جا سکتا ہے۔

اسنادِ خریداری

بنکوں سے صارفین کو قرض دینے کا دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ صارفین جو پائیدار سامان صرف مثلاً موٹر کار وغیرہ قیمت کو قسط وار ادائیگی کے وعدے پر ادھار خریدیں وہ فروخت کنندہ کو ادھار خریداری کی ایک سند لکھ کر دیں اور بینک ان سندوں کو تجارتی ہنڈیوں کی طرح بھنانے کا طریقہ اختیار کریں۔ خریداری کی سند پر سامان کی تفصیلی نوعیت اس کی مجموعی قیمت مدت ادائیگی، طریقہ ادائیگی اور فروخت کنندہ اور خریدار کے نام اور پتے وغیرہ درج ہوں گے۔ سند خریداری فروخت کنندہ کی تحویل میں ہوگی جسے وہ بینک سے بھنائے گا یعنی اس سند کے عوض اس پر درج پوری رقم حاصل کرے گا اس رقم کی قسط وار واپسی کی ذمہ داری بھی فروخت کنندہ کی ہوگی۔ خریدار سے قسطیں وصول کرنا اور بالآخر اس سے حساب صاف کرنا بدستور فروخت کنندہ کے ذمے رہے گا۔ وہ سامان جو اس طریقے سے ادھار خریدا گیا ہو اس وقت تک بطور ضمانت نگاہ میں رکھا جائے گا جب تک خریدار اس کی پوری قیمت نہ ادا کر دے۔ قسطوں کی مسلسل عدم ادائیگی کی صورت میں فروخت کنندہ کو حق ہوگا کہ وہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعے متعلقہ سامان پر قبضہ کرلے اور اسے فروخت کر کے اپنے باقی دام وصول کرلے۔

اس طریقہ اور مذکورہ بالا پہلے طریقہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ پہلے طریقے سے اصولاً ہر صارف فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مزید برآں پہلا طریقہ اکثر حالات میں صرف چھوٹی رقمیں قرض لینے کے لئے کام آسکے گا جب کہ دوسرے طریقے میں زیادہ وسعت پائی جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ بنکوں پر یہ ذمہ داری نہیں عائد کی جا سکتی کہ جو سند خریداری بھی ان کے سامنے پیش کی جائے اسے وہ لازماً بھنا دیں۔ اسناد خریداری کا معاملہ بھی عام تجارتی ہنڈیوں کی طرح کا ہے ——— بینکوں کو اختیار دینا ہوگا کہ وہ بعض اسناد خریداری کے عوض نقد (قرض) دیں اور بعض کو بھنانے سے انکار کر دیں۔ اسناد خریداری کو بنک سے بھنانے کے لئے ان کے معیار پر بھی نظر ڈالی جائے گی یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدار اور فروخت کنندہ کی ساکھ، مدت، رقم، نوعیت سامان وغیرہ ۔ ان تمام امور پر نگاہ رکھتے ہوئے بنک اپنا اختیار تمیزی استعمال کرنے میں آزاد ہوں گے۔ قدرتی طور پر ہر بنک ان اسناد خریداری کو دوسری اسناد خریداری پر ترجیح دے گا جس سے متعلق خریدار اور فروخت کنندہ یا دونوں میں سے کوئی ایک اس کا گاہک ہو یا کھاتہ دار ہو، اور اسے اس کی ساکھ اور قوت ادائیگی پر اعتماد ہو۔ رفتہ رفتہ باہمی سہولت ایسے طریقوں کو رواج دے گی جن میں تمام فریقوں کے لئے فائدہ ہوگا۔ مثلاً بنک کا ایک کھاتہ دار ایک ایسے کاروباری ادارہ سے ادھار سامان خریدے گا جو اسی بنک سے مضاربت یا شرکت پر سرمایہ لے کر کاروبار کر رہا ہو اور بنک کو ہدایت کر دے گا کہ سامان کے دام کی قسطیں اس کے کھاتہ میں سے فروخت کنندہ کو مقررہ تاریخوں پر براہ راست ادا کر دی جایا کریں۔ فروخت کنندہ اس خریدار کی دی ہوئی سند خریداری کو اسی بنک کے ذریعہ بھنائے گا اور بنک کو ہدایت کر دے گا کہ وہ کھاتہ دار کی منتقل کردہ رقوم کو اس کی جانب سے قرض کی وصولیابی میں محسوب کر لے۔ اس فروخت کنندہ کو قرض دینے سے بنک کا اپنا مفاد وابستہ ہوگا اور بیشتر انتقالات زر صرف کھاتوں میں رد و بدل کی صورت میں مکمل ہو جایا کریں گے۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اس طریقے پر عمل میں اس سے زیادہ وسعت ہے جو اس مثال سے سامنے آتی ہے۔

کس وقت تمام بنک مل کر اسناد خریداری کے بھنانے میں کتنا سرمایہ لگا سکتے ہیں اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ نافذالوقت نسبت قرض کے تحت صارفین کو قرض دینے کی کتنی گنجائش ہے کسی حد تک اس کا انحصار مرکزی بنک کی مقرر کردہ نسبت استقراض پر بھی ہوگا۔ فرض کیجیے کہ مرکزی بنک کسی خاص سامان مثلاً سلائی کی مشین یا موٹر کار کی ادھار خریداری کی ہمت افزائی کرنا چاہتا ہے۔ اس ہمت افزائی کا محرک متعلقہ صنعتوں کو ترقی دینے کا فیصلہ، صارفین کا مفاد، مجموعی طور پر روزگار میں اضافہ بنکوں کے اندر فاضل قوت قرض وغیرہ کی موجودگی وغیرہ ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ سلائی کی مشین یا موٹر کار کی ادھار خریداری سے متعلق اسناد کے لیے نسبت استقراض عام اسناد خریداری اور عام تجارتی ہنڈیوں دونوں سے زیادہ رکھ کر بنکوں کے لیے ان کے بھنانے کو زیادہ مفید بنا سکتا ہے۔ اس کے برعکس وہ اگر کسی وجہ سے کسی خاص سامان استعمال مثلاً ریفریجریٹر کی ادھار خریداری کی ہمت شکنی کرنا چاہتا ہے تو وہ اس سے متعلق اسناد خریداری کے لئے نسبت استقراض کم کر سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائدار اشیاء صرف کی ادھار خریداری کے نظام کو سہولت اور کامیابی کے ساتھ چلانے اور اسے مناسب حدود کے اندر رکھنے کے لئے حکومت خریداروں، فروخت کنندگان، بینکوں اور قرض دینے والے دوسرے اداروں کو موزوں ضوابط کا پابند بنا سکتی ہے جنہیں حالات اور تجربات کی روشنی میں وضع کیا جا سکے گا۔

چونکہ کاروباری طبقہ حکومت اور صارفین کو بنکوں سے ملنے والے قرضوں کا منبع بنکوں کے قرض کھاتہ میں جمع رقوم کا ایک متعین حصہ ہوگا لہٰذا اس بات کا انحصار کہ اس سرمایہ میں سے تینوں قسم کے قرضے موزوں نسبتوں میں دیئے جاتے رہیں تین مختلف امور پر ہوگا۔

پہلی چیز مرکزی بنک کی مقرر کردہ استقراض کی وہ نسبتیں ہیں جو وہ مختلف قسم کے قرضوں کے لئے وضع کرے گا۔ ان نسبتوں میں وقتاً فوقتاً مناسب ترمیمات کے ذریعے مرکزی بنک تینوں قسم کے قرضوں کی رسد جاری رکھنے اور ان کے درمیان ایسا توازن برقرار رکھنے کا اہتمام کر سکے گا جو معیشت کے حالات اور سماج کے مختلف طبقوں کے مفادات کے پیش نظر مناسب معلوم ہو۔

دوسری چیز بنکوں کے کاروباری مصالح پر مبنی ان کا اختیار تمیزی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں بنک نفع کمانے والے ادارے ہیں لیکن ان کو اس امر کا بھی اہتمام کرنا ہوگا کہ ان کی نقدیت مستحکم طور پر قائم رہے۔ نفع کی طلب اگرچہ قرض دینے سے پوری نہیں ہوتی لیکن بنکوں میں اپنے گاہک کاروباری اداروں کو قرض دینے کا رجحان ضرور پیدا کرے گی۔ اگر صارفین کو دیئے جانے والے قرضوں کے سلسلے میں نسبت استقراض کاروباری طبقہ کو دیئے جانے والے قرضوں کے لئے مقرر کردہ نسبت استقراض سے زیادہ ہو تو نقدیت کی طلب بنکوں کو صارفین کو قرض دینے پر آمادہ کر سکے گی۔ ہر بنک نفع طلبی اور استحکام نقدیت کے سلسلے میں توازن و اعتدال کی پالیسی اختیار کرنا چاہے گا لہٰذا اسے دونوں قسم کے قرضے دینے ہوں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر ضرورت محسوس کی جائے تو مخصوص قسم کے قرضوں کے لیے قرض دی جانے والی مجموعی رقم کا کوئی حصہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً یہ ضابطہ بنایا جا سکتا ہے کہ بنک جو قرضے دیں ان کا دس فی صد صارفین کے لئے مخصوص کر دیں۔ لیکن یہ طریقہ تجربہ کی روشنی میں بہت محدود پیمانہ پر، اور آخری چارہ کار کے طور پر اختیار کیا جانا چاہیئے، کیونکہ اس سے نظام بنک کاری میں آزادی عمل محدود ہو جائے گی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندشوں کے اضافہ سے بنکوں کی کارکردگی مجروح ہوگی۔ مزید برآں کوئی ایسا ضابطہ نافذ نہیں کرنا چاہیئے جس سے کاروباری طبقے کی ضروریات قرض کی تکمیل دشوار ہو جائے۔

ادھار خریداری کا نظام اور ریاست

بعض ترقی یافتہ ممالک میں پائدار سامان صرف کی ادھار خرید و فروخت کے بازار میں غیر معمولی وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے برعکس ہم نے جو طریقے تجویز کئے ہیں ان سے پورا فائدہ اٹھانے کے باوجود غیر سودی معیشت میں یہ بازار نسبتہً بہت محدود نظر آتا ہے لیکن مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ادھار خرید و فروخت کے بازار کی موجودہ غیر معمولی وسعت صارفین اور معاشرہ کے حقیقی مفادات کے خلاف ہے۔ نیز یہ بھی کہ غیر سودی معیشت میں اس بازار میں مزید وسعت پیدا کرنے میں ریاست ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ ان دونوں حقائق کے پیش نظر ایک ایسے نقطہ اعتدال کی دریافت ممکن ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔

یہاں اس بات کا موقع نہیں کہ بہت ترقی یافتہ ممالک مثلاً امریکہ میں بالاقساط ادائیگی کے وعدہ پر خریداری کا جو طریقہ رائج ہے اس کے مفاسد کا تفصیلی جائزہ لیا جائے حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ نے سود کی لعنت کو معاشرہ کے ہر فرد پر مسلط کرنے اور کم آمدنی والے طبقے کی آمدنی کا معتدبہ حصہ سود کے ذریعے سرمایہ دار طبقہ کو منتقل کرنے کا کام جس پیمانہ پر انجام دیا ہے اس کی نظیر ماضی کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی ریاست کی نگرانی اور ضابطہ بندیوں کے باوجود ادھار خریدنے والوں کو بھاری شرح سود ادا کرنی ہوتی ہے[لہ]۔ بسا اوقات حساب کتاب پر آنے والی لاگت اور اجرت خدمت (Service Charges) کے نام سے خاصی رقم علیحدہ سے دینی پڑتی ہے۔

لہ صارفین کے قرضوں پر شرح سود بارہ فی صد تا چوبیس فی صد سالانہ رہی ہے۔

Paul. M. Horvitz : Monetary Policy and the Financial System. P. 140, Prentice Hall TNC New York.

یہی مصنف صفحہ ۳۴۰ پر لکھتا ہے "اب ۴۲ فی صد تا ۳۶ فی صد سالانہ شرح سود بالکل عام ہے یہ باقاعدہ کمپنیوں کی شرح ہے بعض ادارے اب بھی بیس فی صد تا چالیس فی صد ماہانہ شرح سود وصول کرتے ہیں یہ ادارے ایسی ریاستوں میں پائے جاتے

(باقی بر صفحہ ۱۹۴)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح ایک عام صارف کی آمدنی کا، جو مکان، فرنیچر اور موٹر کار وغیرہ پائدار سامان صرف قسط دار ادائیگی کے وعدہ پر ایک ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہے، ایک معتد بہ حصہ سود اور اجرت خدمت کی نذر ہو جاتا ہے۔ ان سامانوں کو جلد حاصل کرنے کی خاطر وہ پچھتر ڈالر کی قیمت کے سامان کے عوض سو ڈالر ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے۔

اس طریقے کی دوسری خرابی اسراف اور حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے کا رجحان پیدا کرنا ہے۔ اس خرابی کو بڑھانے میں بڑا دخل امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں رائج ترغیبی اشتہارات کو بھی حاصل ہے ہر طرح کے نفسیاتی حربوں سے کام لے کر صارف کو بہت سے نمائشی اور غیر ضروری سامانوں کی طلب میں دیوانہ بنا دیتے ہیں۔ پھر آسان قسطوں میں ادائیگی کی غیر معمولی سہولتیں صارف کو ایسے اخراجات کرنے پر آمادہ کر دیتی ہیں جو وہ اس حالت میں ہرگز نہ کرتا جب اس کی جیب میں نقد دام ادا کرنے کے لئے رقم موجود ہوتی۔

جو صارفین اپنی اکتسابی زندگی کے آغاز میں اس طرح کے اقدامات کر گزرتے ہیں۔ وہ آئندہ عرصہ دراز تک واجب الادا قسطوں کے بار تلے دبے رہتے ہیں۔ آئندہ نئی ضروریات سامنے آتی ہیں۔ مگر ان کی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۹۳) ہیں جہاں باقاعدہ کمپنیاں نہیں موجود ہیں۔ اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ اس طرح کے سود کے ذریعہ صارفین کی آمدنی سے منتقل ہونے والی رقم کی مقدار کتنی ہوتی ہوگی، یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ اسی مصنف کی صراحت کے مطابق ۱۹۶۲ میں امریکہ میں صارفین کے قرضوں کی مجموعی مقدار ۵۶۷۵ کروڑ ڈالر تھی۔

ایک اور مبصر نے لکھا ہے "جہاں تک شرح سود کا تعلق ہے صورت حال ناقابل یقین حد تک خراب ہو چکی ہے۔ گزشتہ چار پانچ برسوں میں دس پندرہ ریاستوں نے سود کی ان شرحوں کی اعلیٰ ترین حدیں مقرر کی ہیں جو بالاقساط ادائیگی اور مسلسل جاری (Revolving) کریڈٹ پر وصول کی جا سکتی ہیں بہت سے قوانین کے مطابق کم سے کم قابل قبول شرح بیس فی صد ہے ـــــ نیویارک میں بالاقساط ادائیگی کے وعدہ پر فروخت کے لئے یہی شرح مقرر ہوئی مسلسل جاری کریڈٹ کے لئے شرحیں ۱۸ فی صد تا پچاس فی صد مقرر ہوئی ہیں"

Arch. W. Troelstry: The Influence of Moral and Social Responsibility in Selling Consumer Credit American Economic Review, May 1951. —Page 553.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمدنی کا بیشتر حصہ پہلے ہی سے قسطوں کی ادائیگی کے لئے وقف ہو چکا ہوتا ہے۔ آمدنی بڑھانے یا نئی ضروریات کو نظر انداز کرنے اور مقررہ تاریخوں پر واجب الادا قسطوں کو ادا کرنے سے متعلق اذکار و تردوات اسے ہر آن گھیرے رہتے ہیں۔ قرض سے جکڑی ہوئی اس زندگی میں افراد کے اندر غیر صحت مندانہ رجحانات پیدا ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

پورے معاشرہ کے نقطۂ نظر سے اس طریقے میں یہ خرابی ہے کہ معاشرہ کی قوتوں کا ایک قابل لحاظ حصہ اقساط کا حساب کتاب کرنے، قسطوں کی وصولیابی اور نادہند خریداروں سے عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ فروخت شدہ سامان حاصل کرنے کی نذر ہو جاتی ہے۔ نقد دام دے کر خریداری کا طریقہ اس خرابی سے بالکل پاک ہے۔ بلاشبہ ادھار خریداری کی سہولت سے بھی اہم فوائد وابستہ ہیں۔ مگر اس طریقے نے امریکہ اور بعض دوسرے مغربی ممالک میں جو نتائج دکھلائے ہیں اور ان ممالک میں اس کی جو قیمت انسانی قوتوں کے ضیاع کی صورت میں ادا کی جا رہی ہے ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

معیشت کے مجموعی نقشہ پر غور کیجئے تو ادھار خریداری سے طلب مؤثر میں اضافہ ہوتا ہے اور صنعتوں کو پھیلنے اور پیداوار بڑھانے کا محرک فراہم ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا اندیشہ بھی بہت بڑھ جاتا ہے۔ ادھار خریداری کی رفتار اضافہ میں کمی ہو جانے کے سبب طلب مؤثر میں اضافہ رُک جائے اور معیشت روزگار اور پیداوار میں کمی اور کساد بازاری کے آغاز (Recession) کا شکار ہو جائے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے ادھار خریداری کی سہولت صارفین کے لئے گوناگوں فوائد و برکات کی بھی حامل ہے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر اکتسابی زندگی کے آغاز میں ہی پائدار سامان استعمال، مکان اور سواری کے لئے گاڑی وغیرہ حاصل ہو جائے تو فرد کی قوت کار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس بڑھی ہوئی کارکردگی سے اس کی ذاتی آمدنی بھی بڑھ سکتی ہے اور پورے معاشرے کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ان میں سے بہت سے سامان ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی فرد اپنی آمدنی سے پس انداز کر کے ان کی خریداری کے لئے سرمایہ جمع کرنا چاہے تو ایک مدت درکار ہوگی۔ اس مدت تک اس کے قوائے عمل پر ان ضروریات کی عدم تکمیل کا اثر پڑے گا۔ اگرچہ اس مدت کے گزرنے کے بعد اسے یہ سامان حاصل ہو سکتے ہیں اور آئندہ زندگی میں وہ قرض کے بارے بھی محفوظ رہ سکتا ہے لیکن بعض حالات میں یہی بہتر ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اسے یہ سامان پہلے مل جائیں اور آئندہ وہ ان کی قیمتوں کا بار برداشت کرتا رہے۔ اس ترجیح کی وجہ وہ بڑھتی ہوئی کارکردگی اور وہ آسودہ حالی ہے جو بعض حالات میں ان سامانوں کے حصول کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

اصل اہمیت ایک نقطۂ اعتدال کی تلاش کی ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔ یہ نقطۂ اعتدال عملی تجربہ کے بعد ہی دریافت کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہاں ہم یہ رائے ظاہر کریں گے کہ ادھار خریداری کے سلسلہ میں جو طریقے اوپر تجویز کئے جا چکے ہیں ان کا پیمانہ اتنا محدود نظر آتا ہے کہ انہی پر قناعت کر لینا معاشرہ کے لئے مضر ہوگا۔ ضرورت ہے کہ مزید طریقے بھی اختیار کئے جائیں۔

صارفین کی ضروریات کا جو اصولی جائزہ ہم نے اوپر لیا ہے اس کی روشنی میں ہماری رائے ہے کہ اسلامی ریاست کو پائدار اشیاء صرف کی خریداری کے سلسلے میں صارفین کی مدد کرنی چاہیئے۔ یہ مدد متعین سامانوں مثلاً مکان، سواری کے لئے گاڑی وغیرہ کی نقد خریداری کے لئے دیئے جانے والے قرضوں کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ریاست خود ان سامانوں کی فروخت کا اہتمام کرے اور صارفین کو ان کی قیمت آسان قسطوں میں ادا کرنے کی سہولت دے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ دونوں ہی طریقے اختیار کئے جائیں۔ قرض یا سامان کی قیمت کی قسطوں کی وصولیابی کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو فریقین کے لئے آسانی کا باعث ہو مثلاً اجرت اور تنخواہیں پانے والے صارفین سے یہ معاہدہ ہو کہ واجب الادا اقساط یا ان کی اجرت یا تنخواہ سے براہ راست وضع کر کے ریاست کے متعلقہ اداروں کو منتقل کر دی جایا کریں گی۔ جو خریدار دوسری شکلوں میں آمدنی حاصل کرتے ہوں ان کے سلسلہ میں دوسرے موزوں طریقے وضع کئے جا سکتے ہیں۔ قرض دینے کا ایک تیسرا طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض مخصوص اشیاء صرف سے متعلق اسناد خریداری کو بھنانے کی ذمہ داری خود ریاست لے لے۔ اور یہ کام ریاستی بنک یا کسی دوسرے موزوں ادارہ کے سپرد کر دے کہ وہ فروخت کنندگان سے اسناد خریداری قبول کر کے انہیں نقد ادا کر دیں۔ اور مقررہ تاریخوں پر ان سے واجب الادا اقساط وصول کر لیا کریں۔ یہ طریقہ بھی اختیار کیا جانا چاہیئے۔

پائدار اشیاء صرف کی ادھار فراہمی کے سلسلے میں اسلامی ریاست کے ایک فعّال کردار ادا کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حق میں چند باتیں بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ نجی کاروباری اداروں کی بہ نسبت ریاست کو قسطوں کی وصولیابی میں زیادہ سہولت ہوگی۔ خریدار سے طریقہ ادائیگی کے بارے میں جو معاہدہ ہوگا اس کی تعمیل کے سلسلے میں ریاست مل مالکوں اور آقاؤں کا تعاون نسبتہً زیادہ آسانی سے حاصل کر سکتی ہے۔ خریداروں کی ایک بھاری تعداد خود حکومت اور اس سے متعلق اداروں کے ملازمین کی ہوگی جن سے قسطوں کی وصولیابی بہت آسان ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ادھار فراہمی سامان کے لئے جو سرمایہ درکار ہوگا اس کا ایک حصہ ریاست کفالت عامہ کے بجٹ اور عام بجٹ کے اندر سماجی خدمات کے لئے مخصوص کردہ رقم سے حاصل کر سکتی ہے۔ اس سرمایہ میں مزید اضافہ خود اس کاروبار کے منافع سے بھی ہوگا۔ ادھار سامان خریدنے والوں کی ایک معتد بہ تعداد ایسی ہو سکتی ہے جو صاحب نصاب نہ ہونے کے سبب زکوٰۃ کی مستحق ہو۔ ایسے لوگوں کو خریداری کے لئے قرض دینے یا ادھار سامان فراہم کرنے کے لئے زکوٰۃ و عشر کی رقم استعمال کی جا سکتی ہے۔ یہ وہ آسانیاں ہیں جو نجی کاروباری افراد کو نہیں میسر ہوں گی لہٰذا اس کام کو ریاست کو بھی انجام دینا چاہیئے۔ ضرورتمند صارفین کو پائیدار اشیاء صرف کی ادھار فراہمی ایک کاروباری عمل ہونے کے ساتھ ایک فلاحی عمل بھی ہے۔ اسی لئے اس باب میں ریاست کو بھی کچھ کرنا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ افراد معاشرہ کو ایسے سامانوں کی فراہمی جن سے کارکردگی میں اضافہ ہو ایک اہم سماجی خدمت ہے جس کے نہ انجام پانے سے ایک اہم اجتماعی مصلحت فوت ہو جائے گی اور افراد کی ایک بڑی تعداد تنگی اور پریشانی کا شکار رہے گی۔ غیر سودی معیشت میں نجی کاروبار کرنے والے اس ضرورت کو نہیں پورا کر سکیں گے۔ بنکوں پر بھی اس سلسلے میں تھوڑا ہی بار ڈالا جا سکے گا۔ ایسی صورت میں مناسب ہوگا کہ تعاون باہمی کے اداروں اور بنکوں کے پہلو بہ پہلو اسلامی ریاست بھی اس سلسلے میں ایک فعال کردار ادا کرے۔

اسلامی ریاست کو اس باب میں ایک اور زاویہ سے بھی دلچسپی لینا ضروری ہے۔ اسے اسراف کا سدباب کرنے کے لئے ادھار خریداری کے نظام کو ایسے ضوابط کا پابند بنانا چاہیئے کہ صارفین بالاقساط ادائیگی کی سہولت سے فائدہ اٹھانے میں حد اعتدال پر قائم رہیں۔ ایسی صورت میں جب کہ اکثر صارفین کو یہ سہولت حاصل کرنے کے لئے خود ریاست سے درخواست کرنی پڑے۔ ان ضوابط کو بآسانی نافذ کیا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے۔ یہ سہولت فراہم کرنے سے پہلے درخواست دہندہ کے حالات، اس کی ضروریات، اس کی صلاحیت ادائیگی وغیرہ امور کا جائزہ لیا جانا چاہیئے اور اسی جائزہ کی روشنی میں اس کو دی جانے والی سہولت کی حدیں متعین کی جانی چاہئیں۔ جہاں یہ سہولت نجی کاروباری اداروں یا بنکوں سے حاصل کی جا رہی ہو وہاں بھی ضابطے نافذ کئے جا سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

چند وضاحتیں

گذشتہ ابواب میں شرکت اور مضاربت کے شرعی اصولوں کی بنیاد پر بینکنگ کا ایک نیا نظام تجویز کیا گیا ہے جو سود کے بغیر چلایا جا سکے گا اور وہ تمام وظائف ادا کر سکے گا جو موجودہ معیشت میں سود پر مبنی نظام بنک کاری ادا کرتا ہے۔ چونکہ غیر سودی بنک کاری کا کوئی عملی تجربہ نہیں کیا جا سکا ہے اس لئے اس کے سلسلہ میں کچھ شبہات ظاہر کئے جا سکتے ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس باب میں ہم اس قسم کے چند مسائل پر غور کریں گے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ بچت کی رسد۔

۲۔ کاروباری طبقہ کو سرمایہ کی رسد۔

۳۔ قومی دائرہ (Public Sector) کے لئے سرمایہ کی فراہمی۔

۴۔ کاروبار بنک کاری کی نفع آوری۔

۵۔ بینکوں کی نقدیت (Liquidity)۔

۶۔ غیر سودی بنک کاری اور ریاست۔

۱۔ بچت کی رسد

جہاں تک غیر سودی بینکوں کے قرض کھاتہ میں سرمایہ کے جمع ہونے اور اس کے بڑے حصہ کے کاروباری طبقہ کو قرض اور مضاربت سرمایہ کی صورت میں منتقل ہونے کا سوال ہے ہم گذشتہ مباحث میں اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاتہ میں سرمایہ کی رسد کا انحصار زیادہ تر بچت پر نہیں بلکہ عوام کی اس عادت
بیشتر حصہ بنکوں کے جاری حسابات (Current Accounts) میں رکھتے
یے چیک استعمال کرتے ہیں۔ یہاں جس مسئلہ پر غور کرنا ہے وہ ان بنکوں کے مضاربت
کھاتہ میں سرمایہ کی آمد ہے۔ چونکہ اس کھاتہ میں نسبتہً طویل مدت (تین ماہ، چھ ماہ یا اس سے زائد) کے لئے
سرمایہ جمع کیا جائے گا اور چیک کے ذریعہ اس کھاتہ سے ادائیگیاں نہیں کی جاسکیں گی اس لئے اس میں
عوام وہی سرمائے جمع کریں گے جسے انہوں نے پس انداز کیا ہو۔ مضاربت کھاتہ میں سرمایہ کی رسد کا انحصار عوام
کے رجحان بچت (Propensity to Save) پر ہے۔ شبہ یہ ہے کہ سود کی حرمت رجحان بچت کو
کمزور کردے گی۔

ہمارے نزدیک سود کی حرمت رجحان بچت پر کوئی قابل لحاظ اثر نہیں ڈال سکتی۔ بچت کا رجحان
چند داخلی محرکات وعوامل اور بعض خارجی حالات سے متعین ہوتا ہے، اور سود یا شرح سود کو ان عوامل
کے درمیان کوئی اہم مقام نہیں حاصل ہے۔ جدید ماہرین معاشیات بھی اس امر پر متفق ہیں۔

کینز نے بچت کے داخلی محرکات پر بحث کرتے ہوئے آٹھ باتوں کا ذکر کیا ہے۔
اتفاقی حوادث کے لئے پیش بندی یا مستقبل کے متوقع اخراجات، مثلاً بڑھاپے میں عام ذرائع
آمدنی محدود ہوجانے پر ضروریات کی تکمیل کے لئے یا بچوں کی تعلیم وغیرہ کے پیش نظر بچت کرنا یا اپنے صرف
اور معیار زندگی میں بتدریج اضافہ کے خیال سے بچت کرنا یا احتیاج سے آزادی چاہنا اور اس بے نیازی
کی خاطر بچانا یا کاروباری لین دین کے لئے کچھ سرمایہ بچا کر رکھنا یا ورثاء کے لئے ترکہ چھوڑ جانے کی خواہش،
اور طبعی کنجوسی کے سبب پس انداز کرنا۔ ان سات محرکات کے علاوہ ایک محرک خود کینز کے الفاظ میں
یہ ہے کہ:۔

"سود اور اضافہ حاصل کرنے کے لئے۔ کیونکہ مستقبل میں زیادہ حقیقی صرف کو
حال کے نسبتہً کم مقدار کے صرف پر ترجیح دی جاتی ہے۔" [1]

---

[1] J.M. Keynes: The General Theory of Employment Interest and Money, Page 107—London, MacMillan and Co., 1957.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول الذکر سات عوامل پر سود کو ممنوع قرار دینے کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ مستقبل میں پیش آنے والی ضرورتوں، ترکہ چھوڑ جانے کی خواہش اور کاروباری لین دین وغیرہ کے لئے بچت کرنے کا جذبہ غیر سودی معیشت میں بھی اُسی طرح پایا جائے گا جس طرح سود پر مبنی معیشت میں پایا جاتا ہے۔ ان محرکات کے تحت افراد اپنی آمدنی کا ایک حصہ صرف کرنے سے اجتناب کر کے اسے پس انداز کرتے ہیں اور سود کے ممنوع ہونے کے باوجود بھی ایسا ہی کرتے رہیں گے۔

اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس لئے بچانا کہ اس کے ذریعہ مزید آمدنی حاصل کی جائے بچت کا ایک محرّک ہے۔ اصل محرّک سود نہیں بلکہ مزید آمدنی ہے۔ یہ مزید آمدنی سودی معیشت میں اس طرح بھی حاصل کی جا سکتی ہے کہ بچائے ہوئے سرمایہ کو بنکوں کے طویل المیعاد حسابات (Time Deposits) یا بچت کے کھاتوں (Savings Accounts) میں رکھ کر ان پر ایک مقررہ سالانہ شرح سے سود کمایا جائے۔ غیر سودی نظام میں مزید آمدنی کمانے کا یہ مخصوص طریقہ نہیں میسر ہو گا لیکن دوسرے طریقے موجود ہوں گے۔ یہ دوسرے طریقے اگر پس انداز کی ہوئی دولت سے مزید دولت کمانے کے لئے موزوں اور قابل اعتماد ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ زیر بحث محرّک مفقود ہو جائے یا کمزور پڑ جائے۔ اس لئے کسی نتیجہ تک پہنچنے سے پہلے ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہو گا کہ یہ دوسرے طریقے، یعنی ہمارے مجوّزہ نظام میں سرمایہ کو مضاربت کھاتہ میں رکھنا، یا اس سے تجارتی حصص اور حکومتی حصص شرکت یا حکومتی حصص مضاربت خریدنا، اس غرض کے لئے کس حد تک موزوں اور قابل اعتماد ہیں۔

لیکن اس جائزہ سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے کہ موجودہ سودی معیشت میں بھی سود کو بچت کا ایک طاقتور محرّک نہیں قرار دیا گیا ہے، نہ اسے بچت کے دوسرے اسباب و عوامل کے درمیان کوئی نمایاں مقام دیا گیا ہے۔ مزید برآں اکثر ماہرین معاشیات کے نزدیک شرح سود میں اضافہ بچت کی رسد میں اضافہ کا سبب نہیں بنتا، یا اگر بنتا ہے تو ناقابل لحاظ حد تک، اور یہ بات اس محرّک کی کمزوری کی دلیل ہے۔

خود کینز نے معاشرہ کے عام حالات اور دیگر خارجی عوامل مثلاً سیاسی نظم و استحکام، وغیرہ کے پہلو بہ پہلو بچت کی تعیین میں فیصلہ کن اہمیت آمدنی کی سطح کو دی ہے[۵۱] کینز کے بعد اس موضوع پر

[۵۱] ایضاً صفحہ ۱۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید تحقیق کی گئی ہے جس کے نتیجہ میں چند اور اہم عوامل سامنے آئے ہیں، جو یہ ہیں: کسی فرد کی دولت یا اس کے ایسے اثاثے جن کو جلد نقد کی صورت میں منتقل کیا جا سکتا ہو یا اشیاء کی اضافی قیمتیں یا سماج میں دولت اور آمدنی کی تقسیم یا صارفین کو قرض کی فراہمی یا فرد کا سابق معیار زندگی یا اس کی معاشی حیثیت اور اس کی آمدنی میں اضافہ کی رفتار۔ ان عوامل کے پہلو بہ پہلو سماج کی اخلاقی قدریں، فرد کے ذاتی رجحانات، اور دیگر غیر معاشی اسباب و عوامل بھی رجحان بچت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چند برس قبل امریکہ میں زر اور کریڈٹ سے متعلق امور کی تحقیق کے لئے جو کمیشن مقرر کیا گیا تھا اس کے شائع کردہ تحقیقی مقالات میں مذکورہ بالا عوامل کی نشان دہی[1] کے بعد شرح سود کے سلسلہ میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ:

> "اگرچہ صارفین کے اخراجات پر شرح سود کے براہ راست اور بالواسطہ اثرات پر کینز اور کلاسیکی نظریات دونوں میں خاصا زور دیا گیا ہے لیکن موجودہ شواہد کا غلبہ اس امر کی طرف ہے کہ اس کا اثر اگر کچھ پڑتا بھی ہے تو وہ، دوسرے عوامل کے مقابلہ میں ناقابل لحاظ ہے۔"[2]

برطانیہ میں نظام زر کے جائزہ کے لئے مقرر کردہ ریڈ کلف کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ اس کے سامنے اظہار خیال کرنے والے اکثر ماہرین زر و معاشیات کے نزدیک شرح سود میں اضافہ انفرادی بچت میں اضافہ کا سبب نہیں بنتا۔[3]

واقعہ یہ ہے کہ بچت کا رجحان زیادہ تر دوسرے اسباب و عوامل سے متعین ہوتا ہے۔ یہ مقصد کہ بچائے ہوئے سرمایہ کے ذریعہ دولت میں اضافہ چاہا جائے، عام افراد کی حد تک محض ایک ثانوی درجہ کا محرک ہے۔

---

[1] Commission on Money and Credit (CMC) Impacts of Monetary Policy pp. 13-21. Prentice Hall Inc. 1964.

[2] ایضاً صفحہ ۱۴۔

[3] ریڈ کلف کمیٹی کی نظام زر کی بابت رپورٹ۔ صفحہ ۵۶۔

Her Majesty's Stationery Office: London 1959.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اصل سوال کو لیجئے۔ غیر سودی نظام میں سرمایہ کے ذریعہ نفع کمانے کے لئے نقصان کا اندیشہ مول لینا ضروری ہوگا۔ سرمایہ مضاربت کھاتہ میں جمع کیا جائے یا اس سے حصص خریدے جائیں، دونوں صورتوں میں نفع کی توقع کے ساتھ نقصان کا بھی اندیشہ ہے، اور کسی صورت میں سرمایہ کا اضافہ کے ساتھ واپس ملنا یقینی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر بچائے ہوئے سرمایہ کے ذریعہ مزید دولت کمانے کا کوئی یقینی اور محفوظ ذریعہ نہ میسر ہو تو کیا اس مخصوص محرک کے تحت بچت ہونا بند ہو جائے گی یا دولت میں اضافہ کے یہ غیر یقینی اور نسبتۃً غیر محفوظ ذرائع بھی بچت کا محرک بن سکیں گے۔

اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے چند حقائق پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فطری طور پر نقصان کا اندیشہ اتنا قوی نہیں ہوتا کہ نفع کی امید پر ہمیشہ غالب آجائے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ نفع کی توقع نقصان کے اندیشہ سے زیادہ طاقتور عامل ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بہت پر خطر کاموں میں کبھی سرمایہ نہ لگایا جاتا۔ اپنی ضرورت سے فاضل سرمایہ رکھنے والے افراد میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو نفع کی امید پر نقصان کا اندیشہ مول لینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سودی معیشت میں دولت پر اضافہ حاصل کرنے کی ایک محفوظ راہ کے ہوتے ہوئے بہت سے بچت کار اور اصحاب سرمایہ ان راہوں کو ترجیح دیتے ہیں جن میں سرمایہ لگانے میں اگرچہ نقصان کا اندیشہ بھی ہوتا ہے مگر بازار کی شرح سود سے زیادہ شرح کے ساتھ نفع حاصل ہونے کی امید بھی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نقصان کا اندیشہ کچھ تحفظ پسند طبائع کو ضرور روک سکتا ہے مگر تمام بچت کاروں کو نہیں روک سکتا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ دولت میں اضافہ کرنے کی سود جیسی محفوظ راہ نہ میسر ہونے سے، بچت کاروں کے ایک طبقہ کی حد تک، بچت کا یہ مخصوص محرک ختم ہو جائے گا یا کمزور پڑ جائے گا۔ تمام بچت کاروں کے سلسلہ میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔

ہمارے خیال میں یہ بات اکثر بچت کاروں کے سلسلہ میں بھی نہیں کہی جا سکتی۔ اس کی وجہ وہ دوسری بات ہے جس کی طرف ہم توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ یہ بات موجودہ معاشرہ میں سود کا جواز اور عام رواج ہے۔ چونکہ آج بچت کو ایک معمولی شرح مزید آمدنی حاصل کرنے کا ذریعہ بنانے کی ایک صورت موجود ہے اس لئے بہت سے بچت کار اس سہل طریقہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

اگر یہ راہ بند کر دی جائے اور مضاربت کھاتہ کی صورت میں نفع میں شرکت کے اصول پر سرمایہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگانے کی ایک سہل راہ کھول دی جائے تو ان میں سے اکثر بچت کار اپنی اضافہ طلبی کی تسکین کے لئے اس راہ کو اختیار کریں گے۔ یہ شبہہ کسی علمی تجزیہ پر نہیں بنی ہے کہ اضافہ حاصل کرنے کی سود جیسی محفوظ راہ نہ پاکر اکثر بچت کار، اس مخصوص محرک کی حد تک، بچت کرنا ہی چھوڑ دیں گے۔

تیسری حقیقت یہ ہے کہ اگر غیر سودی بنک کاری کا نظام حسن تدبیر اور سلیقہ کے ساتھ چلایا جائے تو مضاربت کھاتہ میں سرمایہ جمع کرنے والوں، نیز حکومتی حصص کے خریداروں کو شاذونادر ہی خسارہ برداشت کرنا ہوگا۔ زیادہ تر اوقات میں اکثر بنکوں اور حکومت کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ اپنے کھاتہ داروں اور حصص کے مالکوں کا نہ صرف اصل سرمایہ محفوظ رکھے بلکہ ان کے درمیان نفع بھی تقسیم کرتی رہے۔

جیساکہ ہم گذشتہ ابواب میں واضح کرچکے ہیں، اس امر کا اہتمام کہ مضاربت کھاتہ داروں کو عملاً نقصان نہ ہو خود کاروبار بنک کاری کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے ضروری ہے۔ بنکوں کے اپنے مفاد کا تقاضا ہے کہ وہ اس کا اہتمام کریں۔ وہ مضاربت کا سرمایہ لگاتے وقت کاروباری فریقوں کے انتخاب میں احتیاط برت کر، اور سرمایہ کو مختلف قسم کے کاروباروں کے درمیان پھیلا کر بآسانی اس کا اہتمام کر سکتے ہیں کہ مجموعی طور پر انہیں خسارہ نہ ہو۔ اسی طرح حکومت اس بات کا اہتمام کر سکتی ہے کہ حکومتی حصص خریدنے والوں کو عملاً کبھی نقصان نہ ہو۔

یہ تین باتیں —— یعنی نفع کی امید کا نقصان کے اندیشہ سے قوی تر ہونا، نقصان کے اندیشہ کے بغیر نفع کمانے کی راہ کا مسدود ہونا، اور سرمایہ لگانے کے ایسے طریقوں کا موجود ہونا جن میں عملاً نقصان کا اندیشہ نہ ہو —— ہمارے نزدیک اس بات کے لئے کافی ہیں کہ جو افراد دولت میں اضافہ کی خاطر بچت کرتے ہیں ان کو بچت کرنے پر آمادہ رکھیں۔ ساتھ ہی، چونکہ دولت میں اضافہ چاہنا بچت کے محرکات میں سے صرف ایک محرک ہے، اور دوسرے طاقتور محرکات بہرصورت موجود ہوں گے اس لئے ہم اس نتیجہ پر پہنچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ سود کو ممنوع قرار دینے کی وجہ سے بچت کی مجموعی رسد میں اگر کوئی کمی ہوئی بھی تو اس کی مقدار ناقابل لحاظ ہوگی۔

اگر کسی وقت ایک اسلامی معیشت میں یہ محسوس کیا جائے کہ عوام کا رجحان بچت کمزور ہے اور سرمایہ کاری کو مطلوبہ سطح تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس رجحان کو تقویت بہم پہنچا کر قومی بچت میں اضافہ کیا جائے تو اس کے لئے موزوں طریقے اختیار کئے جا سکیں گے۔ اسراف و تبذیر کی حوصلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی بعض صورتوں کو قانوناً ممنوع قرار دے کر صرف کی بعض راہیں بند کر دی جائیں گی جس کا اثر بچت میں اضافہ کی صورت میں بھی ظاہر ہو گا[۱] مزید برآں، حسب ضرورت بچت کی ترغیب اور اخلاقی اپیل سے بھی قابل لحاظ نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ غیر سودی نظام میں شرح مضاربت میں موزوں اضافہ بھی بچت کی رسد میں اضافہ کا سبب بن سکتا ہے۔ شرح مضاربت سے ہماری مراد وہ فی صد حصہ نفع ہے جو بینک کو کاروباری فریق سے، یا مضاربت کھاتہ داروں کو بینک سے ملتا ہے۔ جب کاروباری طبقہ میں سرمایہ کی طلب زیادہ ہو گی تو وہ بنک کو اپنے منافع کا زیادہ حصہ پیش کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں بینک کھاتہ داروں کو دیئے جانے والے حصہ نفع میں بھی اضافہ کر سکتا ہے جس کے نتیجہ میں کھاتہ دار مزید بچت کر کے مضاربت کھاتہ میں مزید سرمایہ جمع کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔

اگر کسی وقت بچت کی رسد زیادہ ہو اور بینکوں کو مضاربت پر سرمایہ لینے والے کاروباری فریق نہ مل رہے ہوں تو بینک کاروباری فریقوں سے ملنے والے حصہ نفع میں کمی کر کے سرمایہ کی طلب بڑھا سکتے ہیں۔ مگر ایسا کرنے کے لئے انہیں مضاربت کھاتہ داروں کو ملنے والے حصہ نفع میں بھی کمی کرنی ہو گی، جس کا اثر بچت کی رسد میں کمی کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ غیر سودی نظام میں شرح مضاربت میں موزوں تبدیلیاں بچت کی طلب اور رسد کے درمیان توازن بحال رکھنے کا کام کریں گی۔ یہ کام معاصر سودی معیشت میں شرح سود کی تبدیلیوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

۲۔ کاروباری سرمایہ کی رسد

اوپر کی بحث عام افراد معاشرہ کی بچت اور اس بچت کے کاروباری طبقہ کو منتقل ہونے کے سلسلہ میں تھی۔ لیکن جہاں تک کاروبار کے لئے سرمایہ کی رسد کا تعلق ہے ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئیے کہ کاروباری سرمایہ کا بیشتر حصہ کاروباری طبقہ خود فراہم کرتا ہے۔ کاروبار میں ہونے والے منافع کا بیشتر حصہ دوبارہ کاروبار میں لگایا جاتا ہے اور اکثر بڑے کاروباری اداروں کی سرمایہ کاری کا سب سے بڑا ذریعہ ان کی اپنی بچت ہوتی ہے۔ کاروباری سرمایہ کی مجموعی رسد لے اس حصہ پر سود ملنے یا نہ ملنے کا یا شرح سود میں کمی بیشی کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

---

[۱] اس اجمال کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اسلام کا نظریۂ ملکیت" حصہ اول صفحات ۲۱۳ ۔ ۲۳۰ ۔ اور حصہ دوم باب ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروباری ادارے مشینوں کی فرسودگی کے بالمقابل جو منہائی (Depreciation Allowance) رکھتے ہیں وہ بھی سرمایہ کاری کے کام آتی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں کاروباری سرمایہ کا تین چوتھائی حصہ کاروباری اداروں کے داخلی وسائل پر مشتمل ہوتا ہے[1] امریکہ میں کاروباری اداروں کی بچت مجموعی قومی بچت کے تقریباً نصف کے برابر رہی ہے[2] انگلستان میں بھی صورت حال یہی ہے۔ ریڈ کلف کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ صنعتی توسیع کے لئے سرمایہ کاری کے وسائل کا سب سے بڑا ذریعہ کاروباری اداروں کے وہ منافع ہیں جو اسی مقصد کے لئے روک لئے جاتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ مقدار اس سرمایہ کی ہوتی ہے جو مشینوں کو بدلنے کے لئے سامان سرمایہ کی فرسودگی کی منہائی (Capital Depreciation Allowance) کے طور پر جمع کر رکھا جاتا ہے[3] کمیٹی کا بیان ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت سے کاروباری اداروں نے اپنی مالی ضروریات تمام تر یا بیشتر اپنے داخلی وسائل ہی کے ذریعہ پوری کر لی ہیں۔

"تقسیم نہ کرکے روکا ہوا نفع صنعتی توسیع کے لئے سرمایہ کا سب سے بڑا ذریعہ رہا ہے۔ دوسرا اہم ذریعہ حصص کا بازار ہے۔ بینکوں کے قرضوں نے ثانوی کردار ادا کیا ہے۔"[4]

امریکہ میں کمپنیوں کے مجموعی منافع کا ستّر فی صد بچا لیا جاتا ہے جب کہ انفرادی آمدنیوں میں سے بچت کی نسبت صرف پانچ فی صد ہے دوسرے ممالک کی صورت حال بھی اس سے چنداں مختلف نہیں[5] منافع سے بچت کرنے والی ان کمپنیوں کا مقصد اس بچت کو متعین شرح سود پر فراہم کرنا نہیں ہوتا بلکہ

---

[1] Paul M. Horvitz: Monetary Policy and the Financial System p. 115, Prentice Hall Inc. 1963.

[2] CMC. Impacts of Monetary Policy Op Cit p. 655.

[3] ریڈ کلف کمیٹی رپورٹ صفحہ ۸۰۔

[4] ایضاً صفحہ ۱۰۸۔

[5] N. Kaldor: Capital Accumulation and Economic Growth in the Theory of Capital, Edited by D.C. Hague, p. 197, Macmillan London 1965

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفع کے لئے خود اپنے کاروبار میں لگانا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سود کو ممنوع قرار دینے کا اس قسم کی بچت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کاروباری اداروں کی بچت ان اداروں کی اپنی ضروریات اور ان کے کاروبار کی نفع آوری جیسے اسباب وعوامل سے متعین ہوتی ہے۔ شرح سود کا اس بچت پر کوئی قابل لحاظ اثر نہیں پڑتا۔ ؎۱

اس طرح ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سود کو ممنوع قرار دینے کا کاروباری سرمایہ کی رسد کے بڑے حصہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا، اور چھوٹے حصہ پر اگر کوئی اثر پڑتا ہے تو مقدار کے لحاظ سے ناقابل لحاظ ہوگا۔

۳۔ قومی دائرہ کے لئے سرمایہ کی فراہمی

قومی دائرہ (Public Sector) میں سرمایہ کاری کے لئے عوام سے ان کی بچتیں حاصل کرنے کے طریقوں پر ساتویں باب میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ یہاں ہم اس حقیقت پر زور دینا چاہتے ہیں کہ سود کے بجائے نفع میں شرکت کو سرمایہ کی فراہمی کی بنیاد بنانا قومی دائرہ کے لئے بہت مفید نتائج برآمد کر سکتا ہے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ عملاً حکومتی حصص کے خریداروں کو نقصان سے بچائے رکھنے کا اہتمام کیا جا سکے۔ نفع میں شرکت کا طریقہ اختیار کرنے سے افراد معاشرہ کی ایک کثیر تعداد کا ذاتی مفاد قومی دائرہ کی صنعتوں کی کامیابی کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا۔ حکومتی حصص کے خریداروں کی ایک بڑی تعداد ان مزدوروں، کلرکوں، افسران اور ملازمین کی ہوگی جن کا معاش قومی دائرہ کی صنعتوں سے وابستہ ہوگا۔ ان حصص کے خریداروں کی ایک بڑی تعداد قومی دائرہ کی صنعتوں کی مصنوعات کی خریدار بھی ہوگی۔ ان تمام افراد کا یہ احساس کہ ان کے خریدکردہ حصص پر ملنے والے منافع کا انحصار قومی دائرہ کی صنعتوں کی کامیابی اور نفع آوری پر ہے ان کو قومی دائرہ کا بہی خواہ بنا دے گا۔ اس کے برعکس حکومت کو سودی قرض دینے والے افراد قومی دائرہ کی صنعتوں کے انجام سے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ ان کا اپنا مفاد متعین اور محفوظ ہوتا ہے۔ امید ہے کہ عوام کی ذہنیت اور قومی دائرہ کے کاروبار کے سلسلہ میں ان کے نقطۂ نظر کی تبدیلی حکومت کے لئے قومی دائرہ کے کاروبار کے سلسلہ میں عوام کا مخلصانہ تعاون حاصل کرنا آسان بنا دے گی۔

؎۱ CMC: Impacts of Monetary Policy pp. 673-74

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ کاروبار بنک کاری کی نفع آوری

غیر سودی نظام بنک کاری کے قیام و استحکام کے لئے ضروری ہے کہ مضاربت در مضاربت کے اصول پر[1] منظم کیا جانے والا کاروبار بنک کاری ایک نفع بخش کاروبار ہو تاکہ اعلیٰ درجہ کی کاروباری صلاحیتیں رکھنے والے اصحاب سرمایہ اس کاروبار کو اختیار کرنے اور جاری رکھنے پر آمادہ رہیں۔ گذشتہ ابواب میں ہم نے اس کاروبار کی جو تفصیلات پیش کی ہیں ان کے پیش نظر اس بارے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ کاروبار خاصا نفع بخش ہوگا۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ جو کثیر سرمایہ بنکوں کے مضاربت کھاتہ میں آئے گا اس کے کاروباری استعمال کے نتیجہ میں ملنے والے نفع میں سے بنک کو حصہ ملے گا مگر اس کے نقصان کی ذمہ داری بینک پر نہ ہوگی۔ قدرتی طور پر بینک حتی الامکان اس سرمایہ کو ایسے کاروبار میں لگائیں گے جن سے نفع ملے، لیکن جب اور جس حد تک، نقصان ہوگا تو اس نقصان کا کوئی حصہ بینک کو نہیں برداشت کرنا ہوگا۔

۵۔ بینکوں کی نقدیت (Liquidity)

بینکوں کے لئے سب سے اہم چیز ان کی نقدیت ہے یعنی یہ صلاحیت کہ وہ عوام کے مطالبات نقد بلا تاخیر پورے کر سکیں۔ گذشتہ ابواب میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ بنکوں کا نقد محفوظ، قابل فروخت اسناد قرض اور حصص کس طرح ان کی اس صلاحیت کو قائم رکھ سکیں گے۔ لیکن جیسا کہ فن بنک کاری کے ماہرین نے لکھا ہے، ایک عام بینک کی نقدیت کا انحصار اس پر نہیں ہوتا کہ اس کے پاس قابل فروخت اثاثے کتنے ہیں یا وہ اپنے دیئے ہوئے قرضے کتنی جلد واپس لے سکتا ہے بلکہ اس بات پر ہے کہ وہ مرکزی بنک کو نقد فراہم کرنے پر آمادہ کرنے کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے۔[2] مرکزی بنک چونکہ نقد پیدا کرنے والا ادارہ ہے لہٰذا اس کے لئے نقد کی فراہمی کوئی مشکل کام نہیں۔ فیصلہ کن بات یہ ہے کہ ایسے طریقے موجود ہوں کہ ایک عام بینک نقد کی ضرورت پڑنے پر مرکزی بینک سے نقد حاصل کر سکے۔ اس نکتہ کے

ف[1] یعنی یہ طریقہ کہ بنک عوام سے مضاربت کے اصول پر سرمایہ حاصل کر کے اس سرمایہ کو مضاربت کے اصول پر کاروباری فریقوں کو فراہم کریں۔

ف[2] W. Manning Dacey; The British Banking System; P. 90, Hutchinson of London, 1958.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش نظر اگر پچھلے باب کی تفصیلات پر غور کیا جائے تو بآسانی یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ اگر بینک اپنے اثاثوں کے انتخاب میں دانشمندی اور دور اندیشی سے کام لے رہا ہو تو اس کے لئے بوقت ضرورت مرکزی بنک سے نقد حاصل کرنا ہمیشہ ممکن ہوگا۔ استقراض کا ضابطہ اس کا ایک موزوں طریقہ ہے۔ بینک اونچی نسبت استقراض والے قرضے دے کر اس بات کا اہتمام کرسکتا ہے کہ ضرورت پڑنے پر وہ مرکزی بنک سے نقد حاصل کرسکے۔ اگر عوام کی طلب نقد میں غیر معمولی اضافہ کی وجہ سے یہ تدبیر عام بنکوں کی ضرورت نقد پوری کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو مرکزی بنک کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے اقدامات کرے جن کے نتیجہ میں انہیں مزید نقد حاصل ہو۔ ان اقدامات کی نشان دہی پچھلے باب میں کی جاچکی ہے۔

۶۔ غیر سودی بنک کاری اور ریاست

کچھ عرصہ پہلے تک نظام بنک کاری کی توضیح و تشریح اس طرح کی جاتی تھی کہ اگر ریاست معاشی نظام کی فعال رہنمائی کے بجائے اس میں عدم مداخلت کے اصول پر مبنی آزاد سرمایہ دارانہ معیشت (Laissez Faire Capitalism) کے پس منظر میں کیا جاتا تھا۔ مگر گزشتہ تیس برسوں میں ماہرین معاشیات و بنک کاری کا انداز فکر بالکل بدل چکا ہے۔ اب ریاست کے لئے نظام بنک کاری کی رہنمائی اور مرکزی بنک کے واسطہ سے تفصیلی ضابطہ بندی کے ذریعہ اس نظام کو مطلوبہ راہوں پر چلانا ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب میں ہم نے غیر سودی بنک کاری کا جو نظام تجویز کیا ہے اُس کے ساتھ ریاست کی اس عمومی رہنمائی کے پہلو بہ پہلو ایک اسلامی ریاست کی مقصدی رہنمائی کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہیئے۔ معیشت کے دوسرے اداروں کی طرح بنک کاری کے بارے میں بھی ہمارا نقطہ نظر یہی ہے کہ جب اور جس درجہ میں یہ نظام اپنے آزادانہ عمل سے سماجی طور پر مطلوب مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے، اسلامی ریاست کو اپنی راہنمائی اور مثبت اقدامات سے اس کمی کی تلافی کرنے اور مطلوبہ مقاصد کو پوری طرح حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے[۵]۔ یہ اقدامات زر و بنک کاری اور مالیات عامہ یا کفالت عامہ سے متعلق ہوسکتے ہیں۔ اس کتاب کے ساتویں اور آٹھویں باب میں اس نقطہ نظر کی

---

[۵] اس نکتہ کی اصولی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو: اسلام کا نظریۂ ملکیت حصہ اول۔ صفحات ۷۰۔ ۸۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھلک بآسانی دیکھی جا سکتی ہے۔

بینکنگ کا مجوزہ نظام اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ افراد کو بنک قائم کرنے اور انہیں ذاتی منفعت کے لئے چلانے کی آزادی ہوگی، یعنی بینکنگ کو قومی ملکیت نہیں قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی زمانہ میں کسی ملک میں اسلامی ریاست اجتماعی مفادات و مصالح کا تقاضا یہ سمجھے کہ بنکنگ کا پورا انتظام ریاست کے ہاتھوں میں ہونا چاہیئے تو بھی مجوزہ نقشہ میں کسی بنیادی ترمیم کی ضرورت نہیں ہوگی۔ سود کا لینا اور دینا جس طرح فرد اور فرد کے درمیان حرام ہے اُسی طرح فرد اور حکومت کے درمیان بھی حرام ہے۔ شریعت نے اس بارے میں کوئی تفریق نہیں کی ہے، نہ کوئی استثنا کیا ہے۔ اسلام کی طویل تاریخ میں کبھی بھی اسلامی حکومت کے لئے اپنے شہریوں سے سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دیا گیا ہے۔

قومی ملکیت میں ہونے کے باوجود بنکوں کا کاروبار مضاربت در مضاربت کے اصول پر منظم کیا جائے گا۔ البتہ بنکوں کا اپنا سرمایہ شرکت کی بنیاد پر حصہ داروں سے حاصل ہونے کے بجائے قومی خزانہ سے فراہم ہوگا۔ اپنے کھاتہ داروں یا کاروباری فریقوں سے بنک کے تعلقات کی نوعیت بعینہٖ وہی رہے گی جو دوسرے، تیسرے اور چوتھے باب میں بیان کی گئی ہے۔

رہا یہ سوال کہ ایک اسلامی معیشت میں بنکوں کا قومی ملکیت میں لیا جانا مناسب ہوگا یا نہیں تو اس کا جواب ان مخصوص حالات کے تفصیلی مطالعہ کے بعد ہی دیا جا سکتا ہے جن میں یہ اقدام زیر غور ہو۔ یہاں اصولی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عام حالات میں ایسا کرنا ہرگز مناسب نہ ہوگا۔ بنکوں کو قومی ملکیت میں لینا معیشت کی تنظیم، ملک کے سیاسی نظام، اور انفرادی آزادی کے حدود پر گہرے اثرات مرتب کرے گا۔ اور آزادی اور پابندی کے درمیان وہ توازن خطرہ میں پڑ جائے گا جو اسلام نے قائم رکھنا چاہا ہے۔ لیکن اگر کسی ملک کے مخصوص حالات اس بات کے متقاضی ہوں کہ اسلامی اجتماع کے مفادات کے تحفظ اور مقاصد شریعت کے حصول کے لئے یہ اقدام کیا جائے تو شریعت نے ایسا کرنے پر کوئی پابندی نہیں عائد کی ہے۔ یہی نہیں کہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں شریعت نے کوئی دائمی حکم دیا ہو بلکہ استنباط و اجتہاد کے ذریعہ بھی اس اقدام کو ہر حالت میں ممنوع قرار دینا غلط ہوگا۔ اس باب میں فیصلہ کن بات ضرورت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلحت ہے۔ جن ضروریات و مصالح کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے اُن کا تقاضا ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ یہ ضرورت اس عبوری دور میں ہی پیش آسکتی ہے جب ایک سودی معیشت کو غیر سودی اسلامی معیشت میں تبدیل کیا جا رہا ہو، در یں حالیکہ عام افراد معاشرہ کی دیانت وامانت اور اخلاق و دینداری کا معیار پست ہو۔ ہزاروں برس سے رائج سودی لین دین کے مکمل خاتمہ، ظلم و استحصال کے ازالہ اور عدل کے قیام کے لئے اگر عارضی طور پر انفرادی آزادی کے دائرہ کو محدود کرنے اور معیشت کی اس کلیدی صنعت کو پوری طرح ریاست کے قابو میں رکھنے کو ناگزیر سمجھا جائے تو ضرور ایسا ہی کرنا چاہیئے لیکن یہ اقدام ایک کمزوری کی علامت قرار پائے گا۔ ایک صحت مند اسلامی معاشرہ میں کاروبار بنک کاری کا اصل مقام کاروبار کا آزاد اور نجی دائرہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ (۱)

غیر سودی بنک کاری کے موضوع پر کتب و مقالات

(الف) اسی ڈ د

(۱) سید ابوالاعلیٰ مودودی سود اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۶۱ء

صفحات ۱۹۳ - ۲۱۲ [۱] اور ۲۷۴ - ۲۷۶

غیر سودی بینکنگ کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ بینک عوام کے لئے تین قسم کے کھاتے کھولیں گے۔ امانت کھاتہ جس کی رقمیں عند الطلب قابل واپسی ہوں گی اور بینک انہیں اپنے کاروبار میں نہیں استعمال کرے گا۔ قرض کھاتہ جس کی رقمیں مقررہ مدت کے بعد واپس کی جائیں گی۔ بنک ان رقموں کو نفع آور کاروبار میں لگائے گا۔ نفع کا حقدار بینک ہوگا۔ نقصان ہوا تو اسے بینک برداشت کرے گا۔ رقم جمع کرنے والوں کو بہرصورت ان کی رقم بغیر کسی کمی یا اضافہ کے واپس کی جائے گی۔ (صفحہ ۲۰۵ یا ۲۱۰) تیسری قسم اس سرمایہ کی ہے جسے عوام نفع آور کاروبار میں لگانے کے لئے بینک کے حوالہ کریں گے۔ یہ سرمایہ شرکت کے اصول پر حاصل کیا جائے گا (صفحہ ۲۱۰)۔ گویا اس قسم کے کھاتہ دار بنک کے کاروبار میں حصہ دار ہوں گے اور اس کے نفع و نقصان دونوں میں شریک ہوں گے۔

بینک اپنے سرمایہ کو مضاربت کے اصول پر صنعتی، زرعی اور تجارتی کاروبار میں لگائے گا۔ (صفحات ۲۱۰ - ۲۱۲) مضاربت کا مفہوم تفصیل سے نہیں واضح کیا گیا ہے۔ صفحہ ۲۰۶ پر مضاربت کی تشریح میں تو بین میں "نفع اور نقصان میں تناسب شرکت" کے الفاظ غلط فہمی پیدا کرتے ہیں حالانکہ صفحہ ۱۹۵ پر مضاربت کے معنیٰ (Profit Sharing) بتائے گئے ہیں۔

غیر سودی نظام میں ذاتی ضرورت کے لئے غیر سودی قرضوں کی فراہمی کی متعدد صورتیں تجویز کی

---

[۱] ان صفحات کا مضمون پہلی بار ماہنامہ ترجمان القرآن - لاہور - جلد ۳۴، صفحات ۱۷۷ - ۱۹۰ (جولائی، اگست ستمبر ۱۹۵۰) صفحات ۱۱۳ - ۱۲۶) پر شائع ہوا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہیں (صفحات ۱۹۵ – ۱۹۹)، اور کاروباری افراد نیز حکومت کو غیر سودی قرض کی فراہمی پر غور کیا گیا ہے (صفحات ۱۹۹ – ۲۰۲)۔

اس مجمل خاکہ میں بنکوں کے ذریعہ تخلیق زر یا کریڈٹ کے مسئلہ سے نہیں تعرض کیا گیا ہے۔ مرکزی بنک کے سلسلہ میں صرف یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس کے وظائف بیت المال یا ریاست کے بنک کو انجام دینے ہوں گے (صفحہ ۲۱۲)۔

(۲) سید ابوالاعلیٰ مودودی — رسائل ومسائل حصہ اول — اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور سنہ ۱۹۵۱ء
(صفحات ۲۹۹ — ۳۰۵)

ایک سوال کے جواب میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اسلامی بینکنگ کی اسکیم میں زکوٰۃ وصدقات کی تحصیل وتقسیم کا کام شامل کرنا متعدد وجوہ سے مناسب نہ ہوگا (صفحہ ۳۰۴ - ۳۰۵)

رسائل ومسائل حصہ چہارم — اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور سنہ ۱۹۶۷ء
(صفحات ۱۵۱ – ۱۷۳)

یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ "تخلیق زر کی پشت پر اگر سود اور فریب نہ ہو تو اس میں حرمت کا کوئی پہلو نہیں ہے" (صفحہ ۱۶۹)

(۳) نعیم صدیقی "اسلامی اصول پر بینکنگ" ماہنامہ چراغ راہ - کراچی۔ جلد ۱۔ شمارہ ۱۱، ۱۲
(۱۰ صفحات) نومبر، دسمبر سنہ ۱۹۴۸ء صفحات ۶۰ - ۶۴ اور ۲۴ — ۲۸

غیر سودی بینکنگ کے اس ابتدائی خاکہ میں کاروبار بنک کاری کے مختلف شعبوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کاروبار کی بنیاد اس اصول پر ہوگی کہ "صاحب امانت کا معاملہ بنک سے قریب قریب اصول مضاربت کے مطابق ہوگا اور بنک آگے اس رقم کو اصول مضاربت پر کسی دوسرے کے حوالہ کرے گا یا کسی اپنے کاروبار میں لگا کر اس سے فائدہ اٹھائے گا (نومبر۔ صفحہ ۶۳) یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ جو امانتیں زیادہ طویل مدت کے لئے رکھی جائیں ان پر بنک اصحاب سرمایہ کو نفع میں سے زیادہ حصہ کی پیش کش کرے تاکہ طویل عرصہ کے لئے امانتیں رکھوانے کا رجحان بڑھے۔

خسارہ کے سلسلہ میں یہ بیان کہ "اصول مضاربت چونکہ سرمایہ دار کو کارندے کے نفع کی طرح نقصان میں بھی شریک کر دیتا ہے . . . " مضاربت میں نقصان کی ذمہ داری کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح اصول یہ ہے کہ سرمایہ دار اپنے سرمایہ پر آنے والے نقصان کو خود ہی برداشت کرتا ہے، اس نقصان میں کارندہ اس کا شریک نہیں ہوتا۔ اگر کارندہ نے بھی سرمایہ لگایا ہو تو نقصان کی صورت میں کارندہ اپنے سرمایہ کا نقصان خود ہی برداشت کرے گا، سرمایہ دار اس نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔

تجارتی ہنڈیاں بھنانے کے سلسلہ میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ بنکوں کو کمیشن وضع کرکے ہنڈی کے عوض نقد ادا کرنے کا اختیار ہوگا کیونکہ یہ طریقہ سود سے پاک ہے۔ یہ رائے محل نظر ہے۔

(۴) نعیم صدیقی معاشی ناہمواریوں کا اسلامی حل مکتبہ چراغ راہ۔ کراچی۔ مئی ۱۹۵۱ء صفحات ۲۵۴ ـ ۲۶۵

اس کتاب کے صفحہ ۲۴۷ پر یہ فقرہ کہ "اصول مضاربت کے معنی حصہ داری نفع و نقصان کے ہیں" یہ ظاہر کرتا ہے کہ مضاربت کا شرعی اصول ٹھیک طرح سے سامنے نہیں ہے۔ اس کا اثر مجوزہ نقشہ پر بھی پڑا ہے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

(۵) شیخ احمد ارشاد بلاسود بنک کاری مکتبہ تحریک مساوات
(۱۵۲ صفحات) ڈرگ روڈ۔ کراچی ۱۹۶۴ء

اس کتاب کے چھٹے اور ساتویں باب (صفحات ۶۷ ـ ۱۰۰) میں عام بنک کاری اور آٹھویں باب (صفحات ۱۰۳ ـ ۱۱۲) میں مرکزی بنک کا ایک نقشہ تجویز کیا گیا ہے۔ نویں باب (صفحات ۱۱۲ ـ ۱۱۶) میں بین الاقوامی بنک کاری کے مسائل سے بھی تعرض کیا گیا ہے۔ مصنف امور بنک کاری کے ماہر اور یونی ورسٹی آف ورجینیا (امریکہ) کے سند یافتہ ہیں۔

مضاربت کا شرعی اصول ٹھیک طور پر واضح نہ ہونے کی وجہ سے مجوزہ نظام بنک کاری میں ایک بنیادی نقص پیدا ہو گیا ہے۔ صفحہ ۵۷ پر اصول مضاربت کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ "سرمایہ اور محنت کسی بھی کاروبار میں حصہ دار متصور ہوں اور نفع اور نقصان دونوں میں برابر کے شریک ہوں"

بنک کا قیام شرکت کی بنیاد پر فراہم کردہ سرمایہ حصص کے ذریعہ ہوگا۔ عوام "عندالطلب قابل واپسی کھاتہ میں اپنی 'امانتیں' جمع کریں گے" "بنک ان امانتوں کی حفاظت کرے گا اور اس کے علاوہ اپنی ذمہ داری پر ان رقوم کو اجازت حاصل کرکے معاشرے کی فلاح و بہبود کے منصوبوں میں بھی استعمال کرے گا" (صفحہ ۶۹)

دوسری قسم طویل المیعاد 'امانتوں' کی ہوگی۔ ان کے جمع کرنے والوں کو "ہر مالی سال کے آخر میں بنک ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رقوم کی مالیت اور مدت کے حساب سے اپنے منافع میں سے حصہ ادا کرے گا" (صفحہ ۶۹)

"اسلامی بنک کسی مخصوص صنعت میں اس طرح سے سرمایہ لگائے گا کہ متعلقہ منصوبہ کے نفع و نقصان دونوں صورتوں میں صنعت اور بنک برابر کے شریک سمجھے جائیں گے" (صفحہ ۷)

جہاں تک نقصان کا سوال ہے "اسلامی بنکوں کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ وہ آغاز کار سے ہی مد محفوظ رکھنا شروع کر دیں اور اسے اس حد تک رکھیں کہ وہ تمام نقصانات کا بوجھ سہار سکے جیسا کہ آج کل بھی بنکوں میں ہوتا ہے" (صفحہ ۸)۔ عام امانت دہندگان اور سرمایہ جمع کرنے والوں کو اس بات کی ضمانت دینی ہوگی کہ "ان کی امانتوں اور سرمائے سے نقصان وضع نہیں کیا جائے گا" (صفحہ ۸) "نقصان یا تو اوپر بیان کئے گئے نفع و نقصان کی مد محفوظ سے پورا کیا جائے گا اور یا بنک کے ان حصہ داروں سے وصول کیا جائے گا جو اس روپے کے لین دین کے منتظم رہے ہوں گے" (صفحہ ۸) آگے صفحات ۸۲، ۹۲ اور ۹۸ پر بھی نقصان کی ذمہ داری کے بارے میں غیر شرعی نقطۂ نظر کی بنیاد پر بعض ایسی رائیں ظاہر کی گئی ہیں جو قابل قبول نہیں قرار دی جاسکتیں۔ ساتویں باب میں صارفین اور کاروباری افراد کے لئے قرضوں کی فراہمی کی مختلف تدابیر زیر غور لائی گئی ہیں اور صنعتی ترقیاتی بنک (صفحات ۹۳-۹۴) اور تعمیری سرمایہ کاری کی کارپوریشن (صفحات ۹۵-۹۷) جیسے اداروں کی غیر سودی تنظیم پر غور کیا گیا ہے۔

مرکزی بنک حکومت کے ہاتھوں میں ہوگا اور نظام بنک کاری کا نگران ہوگا۔ وہ "اپنے ممبر بنکوں کو قرض دینے کے بجائے ان میں سرمایہ لگائے گا . . . . مرکزی بنک اپنے ممبر بنکوں کے نفع و نقصان میں برابر کا حصہ دار ہوگا (صفحہ ۱۰۵)۔

حکومت عوام کو اپنے منصوبوں کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کی دعوت دے گی "ان منصوبوں کا منافع سرمایہ کاروں میں تناسب کے ساتھ تقسیم کر دیا جائے گا" (صفحہ ۱۰۸)۔ یہ بحث نقصان کی ذمہ داری کے بارے میں خاموش ہے۔

مذکورہ بالا بنیادی نقص کے باوجود یہ کتاب اس موضوع پر ایک قابل تحسین کوشش ہے، اور اس میں تجویز کردہ بعض تدابیر غور و بحث کی طالب ہیں۔ مصنف نے کراچی میں ایک غیر سودی ادارہ قائم کر رکھا ہے مگر باوجود کوشش کے اس کے بارے میں تفصیلات نہ معلوم ہوسکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) محمد اکرم — اسلامی معیشت میں بنک اور بچتیں — ماہنامہ چراغ راہ۔کراچی، جلد ۱۹، شمارہ ۵، ۶،
(۲۱ صفحات) — مئی، جون ۱۹۶۵ء صفحات ۶۳ — ۸۳

اس مقالہ میں ایک غیر سودی اسلامی نظام میں بچت کی رسد پر بحث کی گئی ہے اور شرح مضاربت کی تعیین کرنے والے عوامل نیز شرح مضاربت کی نسبت سے بچت کی رسد کی لچک (Elasticity) کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست کی جانب سے قائم کیے جانے والے نظام تامین یا ریاستی بیمہ (State Insurance) کے سلسلہ میں بھی بعض رائیں ظاہر کی گئی ہیں۔

مضاربت کے بارے میں اس غلط فہمی کا کہ وہ "نفع اور نقصان دونوں میں شرکت" کا نام ہے (صفحہ ۶۴) بحث پر گہرا اثر پڑا ہے، اس مقالہ کے بعض نکات پر میں نے اپنے مقالہ "اسلامی معیشت کے بعض پہلو" (چراغ راہ۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء صفحات ۱۹ - ۲۸) میں بحث کی ہے۔

(ب) انگریزی

Dr. Anwar Iqbal Qureshi. Islam and the Theory of Interest, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1946.

کتاب کے صفحات ۱۵۶ - ۱۶۰ پر مصنف نے "اسلامی نظام میں بنکوں کا مقام" پر اظہار خیال کیا ہے۔ ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تعلیم اور حفظان صحت کی طرح بنک کاری کو بھی سماجی خدمت کے ادارہ کے طور پر حکومت چلائے۔ بنک نہ اپنے کھاتہ داروں کو سود دیں نہ قرض لینے والوں سے سود لیں (صفحہ ۱۵۷) دوسری شکل یہ تجویز کی گئی ہے کہ بنک کاروباری افراد کے ساتھ شرکت کریں اور نقصان دونوں میں اُن کے شریک بن جائیں (صفحات ۱۵۸ - ۱۵۹) اس صورت میں کھاتہ داروں کو نفع میں شریک کرنے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک مغربی مصنف کے حوالہ سے زر اور کریڈٹ کے نظام میں ایک اصلاح تجویز کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جمع کیے جانے والے سرمایہ پر محصول عائد کیا جائے تاکہ لوگ بچت کرنے، زر کی ذخیرہ اندوزی کرنے اور سرمایہ کو قرض دے کر سود کمانے سے باز رہیں اور زر کو صرف ذریعۂ مبادلہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ (صفحہ ۱۶۱)

کتاب کے شروع میں مولانا سید سلیمان ندوی کے مقدمہ میں بینکنگ کی اسلامی تنظیم کے سلسلہ میں نسبتًہ زیادہ واضح بات کہی گئی ہے مگر مضاربت کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ ایک فریق سرمایہ فراہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، دوسرا فریق محنت کرے، اور دونوں نفع اور نقصان میں طے شدہ نسبت سے شریک ہوں۔

Shaikh Mahmood Ahmed : Economics of Islam,
Sh. Muhammad Ashraf, Lahore 1952

کتاب کے ساتویں باب "اسلامی بینکنگ" میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بینک شرکت کے اصول پر حصہ داروں سے سرمایہ جمع کر کے قائم کئے جائیں۔ کرنٹ اکاؤنٹ پر نہ سود دیا جائے نہ نفع میں سے کوئی حصہ۔ ایک دوسرا کھاتہ بھی ہو جس میں عوام شرکت کے اصول پر سرمایہ جمع کر سکیں۔ بینک کے منافع اس طرح تقسیم کئے جائیں کہ حصہ داروں کو کھاتہ داروں سے زیادہ نفع ملے۔ (صفحہ ۱۵۶) بنک کاروباری افراد کو شرکت کے اصول پر سرمایہ فراہم کرے (صفحات ۵۶ ا-۱۵۷) ۔ شرکت کے اصول کی کوئی تشریح نہیں کی گئی ہے نہ یہ بتایا گیا ہے کہ اگر بنک کو خسارہ ہو تو اسے کون برداشت کرے گا۔ البتہ یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ بنک بھی جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے اصول پر قائم کئے جائیں گے جن میں حصہ داروں کی مالی ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔ (صفحہ ۱۵۶)۔

تجارتی ہنڈیوں کے سلسلہ میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ انہیں بغیر سود وضع کیے بھنایا جائے اور اس غرض کے لیے کرنٹ اکاؤنٹ کا سرمایہ استعمال کیا جائے (صفحہ ۱۵۹) حکومت ترقیاتی کاموں کے لیے عوام سے آمدنی (نفع) میں شرکت کے اصول پر سرمایہ حاصل کرے (صفحہ ۱۵۳) یا خسارہ کی مالیات کا طریقہ اختیار کرے (صفحہ ۱۵۴)۔

(۹) Muhammad Uzair, an Outline of Interest Less Banking, Raihan Publications, Karachi, 1955, 21 Pages.

غیر سودی بنک کاری کا مجوزہ نقشہ مضاربت در مضاربت کے صحیح شرعی اصول پر مبنی ہے۔ البتہ مرکزی بنک کاری سے تعرض نہیں کیا گیا ہے۔ کریڈٹ کی توسیع کے بارے میں ایک مخصوص نقطۂ نظر کی ترجمانی کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زر بنک یا کریڈٹ کے ذریعہ سرمایہ کاری نہیں کی جانی چاہیئے۔ یہ نقطۂ نظر غیر عملی ہونے کی وجہ سے محل نظر ہے۔ صفحات ۱۷-۱۹ پر بین الاقوامی مالی تعلقات پر مفید بحث ہے۔

(۱۰) Dr. Muhammad Abdullah Al 'Araby : Contemporary Banking

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Transactions and Islam's Views there on Islamic Review, London. May 1966, pp. 10-16 and Islamic Thought, July 1967, pp. 10-43.

مقالہ کا بیشتر حصہ (اسلامک تھاٹ: صفحہ ۱۰ - ۳۲) سود اور سودی نظام بنک کاری کے مفاسد سے متعلق ہے ۔ اس کے بعد غیر سودی بنک کاری کا ایک اجمالی نقشہ تجویز کیا گیا ہے (صفحات ۳۳-۴۴)۔ عوام مضاربت کے اصول پر سرمایہ فراہم کریں گے جیسے، اپنے حصہ داروں کے فراہم کردہ سرمایہ کے ساتھ، بنک کاروباری فریقوں کو مضاربت کے اصول پر فراہم کرے گا۔ نفع کی تقسیم اور نقصان کی ذمہ داری کے سلسلہ میں شرعی احکام کے مطابق صحیح موقف اختیار کیا گیا ہے ۔

باقی صفحات میں زکوٰۃ، بین الاقوامی بنک کاری اور بنکوں کو قومی ملکیت میں لینے کے مسئلہ سے تعرض کیا گیا ہے ۔ صفحات ۴۰-۴۲ پر صنعتی، زرعی اور بچت کے مخصوص بنکوں پر گفتگو کی گئی ہے ۔ مگر بچت کے سلسلہ میں ایک ایسی تجویز بھی پیش کی گئی ہے جو سود سے ملوث ہے ۔

(۱۱) S. A Irshad: Interest Free Banking Orient Press of Pakistan, Karachi (N. D.) 100 Pages.

مصنف کی مذکورہ بالا اردو کتاب "بلا سود بنک کاری" انگریزی کے جامہ میں ۔

(۱۲) S. Hassan-uzzaman; Interest Free Consumption Loans of Consumer Behaviour in some Economic Aspects of Islam: pp. 147-164. Umma Publishing House, Bahadur Abad, Karachi-5, 1964.

اس مقالہ میں اس سوال پر بحث کی گئی ہے کہ صرف کے لئے قرضوں کی طلب پر شرح سود کے گھٹنے بڑھنے کا کیا اثر پڑتا ہے ۔ مقالہ نگار نے واضح کیا ہے کہ یہ خیال کہ غیر سودی نظام میں صرف کے لئے (غیر سودی) قرضوں کی طلب لامحدود ہو جائے گی کسی علمی دلیل پر مبنی نہیں ہے کیونکہ اس طلب کی تعیین میں شرح سود سے زیادہ مؤثر چند دوسرے سماجی اور اقتصادی عوامل ہیں ۔

(ج) عربی

(۱۳) الدکتور محمود ابو السعود: خطوط رئیسیۃ فی الاقتصاد الاسلامی مطبعۃ معتوق اخوان
(۹۶ صفحات) بیروت ۔ ۱۹۶۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ اس کتاب میں غیر سودی نظام بنک کاری کے موضوع سے براہ راست تعرض نہیں کیا گیا ہے لیکن ہم اس کا ذکر اس لئے کر رہے ہیں کہ اس میں نظام زر کے بارے میں ایک مخصوص رائے ظاہر کی گئی ہے۔ مصنف کے نزدیک جدید معیشت کی اصل خرابی جو سود سے زیادہ بنیادی ہے یہ ہے کہ اس میں زر اس امتیاز کا حامل ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ اس کی قدر میں کوئی کمی نہیں ہوتی جب کہ دوسری تمام اشیاء کی قدر وقت گذرنے کے ساتھ گھٹتی ہے۔ اس بنیادی خرابی کی اصلاح اصول زکوٰۃ سے ممکن ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ زر پر ایسے محاصل عائد کیے جائیں کہ وقت گذرنے کے ساتھ اس کی قدر گھٹتی جائے (صفحہ ۱۹) ان کے نزدیک زر کا اصل وظیفہ ذریعہ مبادلہ (Medium of Exchange) کا کام کرنا ہے نہ کہ ذخیرۂ قدر (Store of Value) کا۔ مؤخر الذکر وظیفۂ زر فساد کی جڑ ہے (صفحہ ۲۲۔ صفحات ۲۶۔۲۷) اس فساد کے ازالہ کے لئے ذخیرہ کئے جانے والے زر پر محصول عائد کرنا ضروری ہے۔ اس کی ایک عملی شکل (Stamped Money) رائج کرنا ہے۔ اس صورت میں جو شخص بھی، مثلاً، دس روپے کے ایک نوٹ کو مہینہ بھر اپنے پاس رکھے گا اسے آئندہ اس نوٹ کو استعمال کرنے کے لئے اس پر ایک مقررہ قیمت کا ٹکٹ چسپاں کرنا ہوگا۔ گویا جو زر گردش میں نہ رہے بلکہ ذخیرہ کرکے رکھا جائے اس پر ایک مقررہ ماہانہ شرح سے محصول عائد ہوگا۔ اس کے نتیجہ میں زر زیادہ تر گردش میں رہے گا۔ اس اصلاح کے بعد بنکوں کے وظائف خاصے بدل جائیں گے۔ عوام کی فاضل دولت بنکوں کے ذریعہ، نفع میں شرکت کے اصول پر، کاروباری افراد کو فراہم کی جا سکے گی (صفحہ ۵۱) کاروبار میں نقصان کے بارے میں صرف یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس کا اندیشہ بہت کم ہو جائے گا (صفحہ ۵۲)

(۱۴) الدکتور محمود ابو السعود: ہل یمکن انشاء بنک اسلامی لا یقوم علی الربا؟ مکتبۃ المنار۔ کویت

(سن طبع درج نہیں ہے) (۲۰ صفحات)

ڈاکٹر محمود ابو السعود ان چند ماہرین معاشیات بنک کاری میں سے ہیں جو اس موضوع پر عرصہ سے سوچتے اور لکھتے رہے ہیں۔ چنانچہ مجلہ المسلمون میں بھی سود کے موضوع پر آپ کے مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ کویت میں چند افراد نے ایک غیر سودی بنک کے قیام کے ضمن میں آپ سے بعض سوالات کیے تھے۔ یہ کتابچہ انہی سوالات کے جواب پر مشتمل ہے۔ جدید معیشت کی اصلاح کے سلسلہ میں آپ کے مخصوص نظریہ کی وضاحت اوپر کی جا چکی ہے۔ اس کتابچہ میں آپ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جب تک وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح نہ کی جائے گی نظام بنک کاری کو سود سے پاک کرنا دشوار ہے۔ سب سے بڑی دشواری قرض کے سلسلہ میں پیش آتی ہے۔ اگر کاروباری فریقوں کو سرمایہ فراہم کرنے کی بنیاد نفع میں شرکت ہو تو مشکل یہ ہے کہ موجودہ قوانین بنکوں کے لئے براہ راست تجارتی کاروبار کرنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اس ممانعت کا مقصد کھاتہ داروں کے مفاد کا تحفظ ہے۔ آخر میں (صفحات ۱۸-۱۹) انہوں نے تعاون کے اصول پر مبنی نظام تجویز کیا ہے مگر یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ ادارہ 'بینک' نہیں ہوگا بلکہ "سرمایہ کاری کی انجمن" ہوگا۔ اس نظام پر بھی انہوں نے کوئی تفصیلی روشنی نہیں ڈالی ہے۔

(۱۵) الدکتور محمد عبداللہ العربی — المعاملات المصرفیۃ المعاصرۃ ورای الاسلام فیہ — مجلۃ الازہر۔ قاہرہ۔

(۴۵ صفحات) — محرم ۱۳۸۵/مئی ۱۹۶۵ء

مقالہ نگار کا مذکورہ بالا انگریزی مقالہ اس عربی مقالہ کا ترجمہ ہے جو قاہرہ میں مجمع البحوث الاسلامیہ کی دوسری کانفرنس میں پیش کیا گیا تھا۔

(۱۶) الدکتور محمد عزیز[1] — عوامل النجاح فی المصارف اللاربویۃ۔ — مکتبۃ المنار۔ کویت

(۳۲ صفحات) — (سن طبع درج نہیں ہے)

اس مفید کتابچہ میں چار امور پر بحث کی گئی ہے: غیر سودی بنکوں کے لئے سرمایہ کا حصول: ان بنکوں کے کھاتوں میں بچتوں کی رسد، کیا غیر سودی بنک کاری میں خسارہ کا اندیشہ زیادہ ہوگا؟ اور ان بنکوں کے حسابات کس طرح مرتب کئے جائیں گے؟

یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ غیر سودی اسلامی معیشت میں رجحان صرف موجودہ معیشت کے مقابلہ میں کم ہوگا لہٰذا بچت زیادہ ہوگی (صفحہ ۱۰) یہ رائے محل نظر ہے۔ اس سبب اور چند دوسرے اسباب کی بنا پر غیر سودی بنکوں کو سودی بنکوں کے مقابلہ میں سرمایہ کی رسد زیادہ ہوگی (صفحہ ۱۲) صفحات ۱۴-۱۸ پر ایسے اقدامات کی نشان دہی کی گئی ہے جن کے نتیجہ میں بنکوں کو عوام میں مقبولیت حاصل ہو اور وہ اس کے کھاتہ دار بننے پر آمادہ ہوں۔

صفحات ۱۹-۲۶ پر اس اہم موضوع پر بحث کی گئی ہے کہ کیا معاصر سودی بنکوں کے مقابلہ میں

---

[1] یہ غالباً محمد عزیز صاحب کے کسی مقالہ کا عربی ترجمہ ہے جس میں مذکورہ بالا انگریزی کتابچہ کے صفحات ۱۲-۱۶ کی بحث کو مزید تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر سودی بنکوں کو خسارہ کا امکان زیادہ ہوگا۔ عملی حالات کے تجربہ اور علمی دلائل سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ شبہ بے بنیاد ہے۔ جدید صنعتی کاروبار ایسے سائنٹفک طریقوں سے چلایا جاتا ہے کہ عملاً خسارہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ مزید برآں ایک بنک متعدد کاروباری فریقوں کے کاروبار میں سرمایہ لگائے گا، کسی ایک فریق کو اگر نقصان بھی ہو تو بنک کو تمام کاروباری فریقوں سے مجموعی طور پر خسارہ اٹھانا لازم نہ آئے گا۔ جہاں تک تجارتی بحران کے سبب قیمتوں میں غیر معمولی کمی کے نتیجہ میں ہونے والے خسارہ کا سوال ہے اس سے سودی بنکوں کو بھی مفر نہیں لہذا دونوں نظاموں کے تقابلی مطالعہ میں وہ خارج از بحث ہے۔ البتہ غیر سودی نظام کے حق میں یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ اس کا قیام تجارتی بحران کا امکان ختم کرنے میں مدد دے گا۔

آخری بحث (صفحات ۲۶-۳۲) نئے نظام میں حساب کتاب کے طریقہ سے متعلق ہے اور مفید تجاویز پر مشتمل ہے۔

یہ کتابچہ اس موضوع پر ایک اہم کام ہے، اگرچہ بنکوں کے کاروباری فریقوں کے خسارہ میں شرکت کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مضاربت کے صحیح شرعی احکام سامنے نہیں ہیں (صفحہ ۲۰ اور صفحہ ۲۳)۔

(۱۷) اللجنة التحضيرية لمشروع بيت التمويل الكويتي: (پوسٹ بکس ۲۸۵۰- کویت)
مشروع النظام الاساسی لبيت التمويل الكويتي — المطبعة العصرية كويت -
(۱۲ صفحات) (سن طبع درج نہیں ہے) غالباً، ۱۹۶۷ء

چند برسوں سے کویت میں ایک غیر سودی بنک قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کوشش میں بعض ماہرین معاشیات اور علماء فقہ بھی شریک ہیں۔ یہ کتابچہ اس بنک کا مجوزہ دستور اساسی ہے جو غور و مشورہ کے لئے شائع کیا گیا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں منعقد کی جانے والی ایک کانفرس میں اسے آخری شکل دی جائے گی۔

یہ ادارہ کویت کے موجودہ قوانین کے تحت ایک جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے طور پر قائم کیا جائے گا۔ تاسیس کی غرض یہ بیان کی گئی ہے کہ غیر سودی بنیادوں پر بنک کے وظائف پورے کرے، خود نفع آور کاروبار کرے اور نفع آور کاروبار میں غیر سودی بنیادوں پر سرمایہ لگائے (دفعہ ۴)۔ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام کے لئے دس دینار کے ایک لاکھ حصے فروخت کر کے دس لاکھ دینار کا سرمایہ جمع کیا جائے گا۔ کوئی ایک فرد پانچ ہزار سے زیادہ حصص کا مالک نہ ہو سکے گا۔ کمپنی کے جملہ امور کی انجام دہی آٹھ تا بارہ افراد پر مشتمل ایک انتظامی مجلس (بورڈ آف ڈائریکٹرس) کے ہاتھوں میں ہوگی۔ ان افراد کا انتخاب حصہ داروں کی جمعیۃ عام کرے گی۔ مجلس کے ہر رکن کے لئے کم از کم ایک ہزار حصوں کا مالک ہونا ضروری ہوگا۔

کمپنی کے حصہ کی خریداری سے اس کے دستور اساسی اور مجلس انتظامی کے فیصلوں کو قبول کرنا لازم آئے گا (دفعہ ۱۶) عوام کے لئے یہ بینک دو قسم کے کھاتے کھولے گا۔ جو لوگ اپنا سرمایہ اس شرط پر جمع کریں کہ بینک ان کو نفع آور کاموں میں نہیں لگائے گا وہ اپنا سرمایہ کسی وقت بھی واپس لے سکیں گے۔ یہ کھاتہ کرنٹ اکاونٹ اور ریجپٹ کے عام کھاتوں کی طرح ہوگا (دفعہ ۵۷) جو لوگ بینک کو اپنے سرمایہ کے نفع آور استعمال کا حق تفویض کریں وہ کسی متعین اسکیم میں سرمایہ لگانے کی بھی ہدایت کر سکتے ہیں (دفعہ ۵۸) یہ سرمائے متعین مدتوں کے لئے بھی جمع کئے جا سکتے ہیں اور بلا تعیین مدت کے بھی۔ مقررہ مدت کے لئے سرمایہ جمع کرنے کی صورت میں یہ صراحت کرنی ہوگی کہ واپس لینے کے لئے کتنے عرصہ پہلے نوٹس دی جائے گی۔ وقت مقررہ سے پہلے سرمایہ واپس کرنے کی درخواست مجلس انتظامی قبول کر سکتی ہے مگر ایسی صورت میں سال رواں کے منافع سے یا اس کے کسی حصہ سے دست بردار ہونا پڑے گا (دفعہ ۵۸)۔

یہ کمپنی ہر طرح کی اسکیموں میں سرمایہ لگا سکے گی مگر کسی ایک اسکیم میں اپنے مجموعی سرمایہ کے پانچ فی صد سے زیادہ سرمایہ نہ لگائے گی، نہ کسی وقت کل سرمایہ کے تیس فی صد سے زیادہ حصہ کو طویل مدت یا درمیانی مدت کی اسکیموں میں لگائے گی (دفعہ ۶۳)۔ تجارتی صنعتی اور زرعی کاروبار، معدنیات، بری، بحری اور فضائی نقل و حمل سے متعلق کاروبار، غیر منقولہ جائدادوں سے متعلق کاروبار، انشورنس وغیرہ سب اسی کے دائرہ کار میں داخل ہو سکیں گے (دفعات ۵ اور ۶)

یہ بنک پیداآور اغراض کے لئے تھوڑی مدت کے چھوٹے قرضے دیگا جن پر کوئی سود یا حصہ نفع نہیں طلب کیا جائے گا (دفعہ ۶۹)

کمپنی زکوٰۃ کا کھاتہ بھی کھولے گی جس میں حصہ دار، کھاتہ دار اور عام افراد اپنی زکوٰۃ جمع کر سکیں گے جسے شرعی مصارف پر صرف کیا جائے گا (دفعہ ۷۰)

کمپنی کے نفع کا حساب سالانہ ہوگا۔ نفع کے حساب کے وقت نفع آور اغراض کے لئے جمع کئے جانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے سرمایوں کو حصہ داروں کے فراہم کردہ سرمایہ کے ساتھ شامل کر کے حساب کیا جائے گا۔ البتہ جب شرح نفع بیس فی صد سے زیادہ ہو تو حصہ داروں کو ان کے سرمایہ پر مزید نفع دیا جا سکے گا جس کی آخری حد دس فی صد ہوگی (دفعہ ۵۹)۔ نفع کی تقسیم سے متعلق دفعات یہ ہیں۔

دفعہ ۷۷۔ مجموعی منافع (Gross Profits) میں سے کچھ فی صد حصہ، جس کی تعیین مجلس انتظامی کرے گی، کمپنی کے اثاثوں کی فرسودگی (Depreciation) کے عوض منہا کیا جائے گا۔

اسی طرح قانون محنت کاران کے تحت کمپنی پر لازم آنے والی مالی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے منافع کا ایک حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا، جس کی تعیین جمعیۃ عام کرے گی۔

دفعہ ۸۰۔ خالص منافع (Net Profits) کی تقسیم درج ذیل طریقہ پر ہوگی۔

- اوّلاً۔ پندرہ فی صد ایک لازمی احتیاطی فنڈ میں منتقل کر دیا جائے گا۔

ثانیاً۔ باقی میں سے دس فی صد اختیاری احتیاطی فنڈ میں رکھا جائے گا۔

ثالثاً۔ اس کے بعد (نفع میں سے) اس قدر رقم علیحدہ کر لی جائے گی جو حصہ داروں کو نفع کا پہلا حصہ، جس کی شرح پانچ فی صد ہوگی، دینے کے لئے درکار ہو۔

رابعاً۔ مذکورہ بالا حصے علیحدہ کرنے کے بعد ایک حصہ، جس کی نسبت جمعیۃ عام کرے گی اور جو باقی نفع میں سے دس فی صد سے زیادہ نہ ہوگا، مجلس انتظامی کے معاوضوں کے لئے مخصوص کیا جائے گا۔

خامساً۔ اس کے بعد جو نفع باقی بچے وہ مزید حصۂ نفع کے طور پر حصہ داروں کے درمیان تقسیم پائے گا، یا اگر مجلس انتظامی چاہے تو آئندہ سال کے حساب میں منتقل کر دیا جائے گا، یا غیر معمولی احتیاطی فنڈ قائم کرنے میں استعمال کیا جائے گا، یا کسی غیر معمولی خرچ کو پورا کرنے میں کام آئے گا۔

دفعہ ۸۰۔ احتیاطی فنڈ جمعیۃ عام کے فیصلوں کے مطابق استعمال کیا جائے گا۔ لازمی احتیاطی فنڈ کو حصہ داروں کے درمیان نہیں تقسیم کیا جا سکے گا۔ البتہ جن برسوں میں شرکت کے واقعی منافع حصہ داروں کے درمیان پانچ فی صد کی شرح سے نفع تقسیم کرنے کے متحمل نہ ہوں ان برسوں میں اس فنڈ کو انہیں اس شرح کے مطابق نفع دینے کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔

اس دستور میں اس امر کی صراحت نہیں ہے کہ کاروبار میں خسارہ ہو تو اسے کون برداشت کرے گا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ کویت کے متعلقہ قوانین میں اس امر کی صراحت ہوگی اور یہ کمپنی انہی قوانین کی پابند ہوگی۔ البتہ دفعہ ۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ واضح ہے کہ نفع کی تقسیم کا اصول اس طرح وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نقصان کی تلافی نفع کے ایک حصہ کو روک کر قائم کیے جانے والے احتیاطی فنڈ سے ہو سکے اور عملاً کسی حصہ دار یا کھاتہ دار کو نقصان نہ برداشت کرنا پڑے۔ غیر معمولی نفع کی صورت میں حصہ داروں کو کھاتہ داروں سے زیادہ نفع مل سکے گا۔ ڈائریکٹرس کو بھی ان کی کاروباری خدمات کے پیش نظر خصوصی حصۂ نفع کا مستحق قرار دیا گیا ہے، مگر یہ حصہ اس صورت میں مل سکے گا جب احتیاطی فنڈ کے علاوہ حصہ داروں اور کھاتہ داروں کو ان کے سرمایوں پر پانچ فی صد کی شرح سے نفع دینے کے بعد بھی اس کی گنجائش رہے۔

ایضاً — مشروع بیت التمویل الکویتی — (مطبع اور سن طبع درج نہیں ہے)

(۱۲ صفحات)

اسی ادارہ کے جاری کردہ اس کتابچہ میں مذکورہ بالا اسکیم کا مختصر تعارف کراتے ہوئے اس کے محرکات بیان کیے گئے ہیں۔ صفحہ ۱۱ پر صراحت کی گئی ہے کہ اس بنک سے سرمایہ حاصل کرنے والے کاروباری فریقوں کے ساتھ بنک کے معاہدہ کی نوعیت "مضاربت" کی ہوگی، اور صفحہ ۱۰ پر یہ بتایا گیا ہے کہ بنک میں سرمایہ جمع کرنے والے افراد کی حیثیت بنک کے کاروبار میں شرکا کی ہوگی۔

ooooooooo

المكتبة الرحمانية
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 02360

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تفہیمات

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

ایمان و یقین مستحکم کرنے کے لیے بہترین کتاب

اسلامی عقائد اور احکام کی دلنشین تشریح

حصہ اول

- توحید و رسالت کے اثبات میں ایمان افروز بحث
- منکرین حدیث کے اعتراضات کا مدلل جواب
- قرآن مجید کے مشکل مقامات کی دلنشین تشریح
- اعلیٰ ایڈیشن
- سستا ایڈیشن

حصہ دوم

- قرآنی واقعات کی تحقیق و تشریح
- اسرائیلی افسانوں کا تجزیہ۔
- تہذیب نو کے پیدا کردہ مسائل کا اسلامی حل۔
- مغربی فلسفوں کا تجزیہ اور تنقید۔
- اعلیٰ ایڈیشن — سستا ایڈیشن

حصہ سوم

- اسلامی فقہ کی اہمیت اور صحیح مقام۔
- اجتہاد کے شرائط اور اصول۔
- اسلامی احکام کی مدلل تشریح و توضیح۔
- عصر حاضر کے مسائل کا اسلامی حل۔
- اعلیٰ ایڈیشن
- سستا ایڈیشن :

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

۱۶-بیت المکرم (پہلی منزل) ڈھاکہ